عبدالغفور قمر

فہرست دیکھنے کے لیے یہاں کلک کریں

انتخابِ نعت

— حصہ دوم —

مؤلف

عبدالغفور قمر

ایم اے۔ایل ایل بی

— ملنے کا پتہ —

ڈاکٹر توحید قمر

19-EE - فیز ۴۔ ایل سی ایچ ایس، لاہور کینٹ

فون: ۵۷۲۳۵۲۲

کتاب	———	اِنتخابِ نعت حصّہ دوم
پیش کش	———	عبدالغفور قمر ایم-اے، ایل-ایل-بی
تعداد	———	بارہ سو (1200)
کمپوزنگ	———	**پین گرافکس** 67 - شادمان مارکیٹ، لاہور (042)7599671
ترتیب و تدوین	———	پروفیسر محمد زمان صاحب / امجد علی
سرورق / تزئین	———	سرفراز طاہر
طبع اوّل	———	مارچ 1997ء
مطبع	———	پیکیجنگ انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ ایمپریس روڈ، لاہور
پبلشر	———	الخیر کارپوریشن، طاہر سنٹر ایمپریس روڈ، لاہور
ہدیہ	———	300/- روپے

نوٹ: "اِنتخابِ نعت" کی جملہ جلدوں سے ہونے والی آمدنی اپنے آبائی گاؤں کے قدیم "مدرسہ تدریس القرآن" اور ملحقہ مسجد کے لئے وقف کر چکا ہوں۔

مؤلف

انتساب

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یہ انتخاب نعت،
آپ کی ذاتِ بابرکات سے انتساب کرتا ہوں اگرچہ
خوب جانتا ہوں کہ اس کی مثال روایتی بڑھیا کی
اس سوت کی انٹی کی سی ہے جو اس کے عوض یوسفؑ
کو خریدنے کی خواہش لے کر آئی تھی۔

یہ فہرست انٹریکٹو ہے۔
آپ کسی بھی شاعر کے نام پر کلک کر سکتے ہیں۔

اِنتخابِ نعت

حمد باری تعالیٰ

نعت

مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

سلام گویم و صلوات، بر تو ہر نفسے قبول کُن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

عبدالقادر جیلانیؒ

انتخابِ نعت کی دوسری جلد آپ کے ہاتھ میں ہے۔ چھ ماہ قبل جب پہلی جلد شائع ہوئی تو کثیر تعداد میں سعید روحوں کو اِسے پڑھنے، پسند کرنے اور احقر کی دلجوئی کا شرف نصیب ہوا۔ آغاز کار ہی میں اِسے اللہ کی راہ میں وقف کر دینے کی نیت بن چکی تھی۔ عرصہ ہوا خدا تعالیٰ نے احقر کو ایک مدرسہ تدریس القرآن اور مسجد کی خدمت کا فریضہ سونپا جو بفضلِ ایزدی وقت کے ساتھ فروغ پذیر اور ثمربار ہوا۔ انتخابِ نعت (جتنی جلدیں بھی نِکل سکیں) اِسی ادارہ کے لئے وقف ہوا۔ الحمدللہ۔ جیسا کہ جلد اوّل کے اوائل میں درج کرچکا ہوں، انتخابِ نعت کو کتاب کی شکل دینے میں میرے بیٹے توقیر قمر کی مساعی کا دخل ہے۔ جلد دوم کو وجود میں لانے کے لئے موصوف کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر توحید قمر کے خلوص اور جدوجہد کی اثر آفرینی ہے۔ انتخابِ نعت کے تعارف میں ہردو مذکوران کے تیسرے بھائی تنویر قمر کے دِلی لگاؤ اور کاوش نے اُسے حق تعالیٰ کی خوشنودی کی سند سے نواز رکھا ہے۔

بارِ دیگر عرض کردوں کہ احقر کو عمر بھر کتاب پڑھنے کا دِلی اشتیاق رہا یہ مشغلہ دِل کے قریب ترین ہے۔ ضعیف العمری میں کتاب کی دوستی اُس کے بہت کام آئی اور کبھی تنہائی محسوس نہیں ہوئی، لیکن اِس کے باوجود کتاب چھاپنے کے مراحل سے اُسے کبھی واسطہ نہیں پڑا۔ جلد دوم طاہر برادران (فرزندانِ ارجمند چوہدری توقیر طاہر) کی محبتِ رسولؐ اور شوقِ مدینہ منورہ کا شاہکار ہے۔ وہی جانیں کہ کِس کِس کٹھن راہ سے منزل پر پہنچے۔ اِس خاندان کے سبھی برادران کی مالی، جانی، رُوحانی اور دیگر ہر

طرح کی قربانیوں کا صلہ تو اُنہیں مسجدِ نبوی کی چوکھٹ اور گنبدِ خضرا کے سائے سے نصیب ہوگا۔ احقر تو دُعا ہی کر سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں بے ساختہ دُعائیں قلب و رُوح پر محیط ہو جایا کرتی ہیں۔ احقر اُن عمائدین و قائدینِ میدانِ نعت کی حسین و دلآویز آراء کا شکر گزار ہے جنھوں نے انتخابِ نعت جلد اوّل کو پیار اور عقیدت کی نظر سے پڑھا، پسند کیا اور اپنے دِل کی کیفیت کو قرطاس و قلم کے حوالے کیا۔ اُسے یہ بھی احساس ہے کہ شاید وہ اپنی تالیفات میں اِن بلند مرتبت ہستیوں کو اُن کے مناسب مقام پر نہ رکھ سکا ہو۔ تقدیم و تاخیر کی کسی نامناسبت سے ہرگز یہ تاثر نہ لیا جائے کہ احقر نے ایسا ارادۃً کیا ہے۔ صلاحیت، اہلیت، ادبی عطا و مرتبہ ہر ماہر کار کا اپنا ہے اور مؤلف اِس کی دِلی قدر کرتا ہے۔ مختصراً عرض ہے کہ جہاں کہیں مرتبہ شناسی یا ادب فہمی میں کوئی جھول سامنے آئے، اُس سے صرفِ نظر کر لیا جائے۔ احقر کا تعارف اِن قابلِ قدر شخصیتوں سے صرف اُن کی نگارشات کے حوالے سے ہے۔

معاصرین نے انتخابِ نعت پر مبسوط و پُرسوز تبصرے شائع کرکے اِس صدقۂ جاریہ میں شرکت کی ہے اور سعادت پائی ہے۔ احقر اِن سب کا شکر گزار ہے۔ مدیر سراہے پروفیسر سلیم صاحب نے سب سے پہلے اپنے کالم میں انتخابِ نعت کو خوشگوئی کی سند عطا کرکے احقر کے خلوص کو احسان مند بنایا۔

خدائے لم یزل کی شکر گزاری کے لئے احقر کے جذبات کو جن الفاظ کی حاجت ہے وہ اُس کی دسترس سے باہر ہیں۔ اِس نعمتِ لازوال کا بیان کس طرح کیا جائے جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں ایک انمول امانت کی صُورت میں احقر کے سینے کے اندر اُس وقت رکھ کر مستور و محفوظ کر دی گئی جب اُس نے ابھی شعور کی انتہائی ابتدائی حدود ہی طے کی تھیں۔ یہ محبت ایک ایسی تشنہ کامی میں ڈھل گئی جو سوزِ کشتِ مطالعۂ سیرت النبیؐ سے بار بار اشکبار ہو کر آنسوؤں سے اپنی پیاس بجھاتی چلی آ رہی ہے اور جسے زمانے کی ناہمواریاں نہ تو محو کر سکیں اور نہ ہی کم۔

بس ایک ہی دُعا ہے جو ہر ساعت، ہر آن، ہر لمحہ احقر کے دِل و دماغ کا احاطہ کیئے رکھتی ہے۔ وہ دُعا یہ ہے کہ یہ انعام، یہ ایوارڈ، یہ تمغہ، تاحیات گوشۂ دِل پہ سجا رہے۔ عشقِ رسولؐ سے سرشار ہوں، سرشار ہی رہوں۔ یقین و ایمان کو جو اطمینان نصیب ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہی میرا مقدر بن جائے۔

محبّت کی اِسی کیفیت میں رختِ سفرِ آخرت باندھوں، اور قبر و حشر میں اِسی کی رفاقت اپنے لئے خضرِ راہ بنے۔ (آمین)

اِس شکستہ گوئی پر شرمساری کے جذبات سے مغلوب ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتِ بے کنار کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ اُمیدوار ہوں کہ آقائے کونین ؐ اِس گلدستہء نعت کو اپنی خوشنودی سے سرفراز فرمائیں گے۔ (آمین)

عبدالغفور قمر
EE - 19 - فیز 4 - ایل سی سی ایچ ایس
لاہور کینٹ

تاثرات

اردو نعت عربی اور فارسی کا سفر طے کرتی ہوئی ہمارے ہاں مروج ہوئی۔ آقائے نامدار حضرت محمدؐ کی ذات بابرکات اور ان کے اعمال و افعال، عقیدت کے رنگ میں شعروں میں منتقل کرنا نعت ہے۔

جب ہم عقیدت کے دریچوں سے تاریخ کی پنہائیوں میں جھانکتے ہیں تو مسجدِ نبویؐ میں حسان بن ثابتؓ منبرِ رسولؐ پر کھڑے آمنہ کے لال کی تعریف میں قصیدہ گو نظر آتے ہیں، اور رسولِ اکرمؐ حسان بن ثابتؓ کے اشعار پر اپنے تبسم ریز ہونٹوں سے انہیں دُعائیں دیتے ہیں۔

زیرِ تبصرہ "انتخابِ نعت" ایک ضخیم کتاب ہے جو بڑے سائز کے کاغذ پر طبع کی گئی ہے۔ اس کے مؤلف عبدالغفور قمر نے اُردو زبان کے ۴۰۰ سے زیادہ شعراء کے عقیدت میں ڈوبے ہوئے نعتیہ اشعار کا جو مجموعہ اکٹھا کیا ہے، وہ محبوبِ خداؐ سے ان کی محبّت اور آمنہ کے لعل سے ان کی عقیدت کا ثبوت ہے۔ انہوں نے خوبصورت نعتیں اکٹھی کرنے کا سفر ایک عرصے میں طے کیا، اور اس دوران رسول اللہؐ سے ان کی عقیدت و محبت بڑھتی چلی گئی۔ اس انتخاب میں درج نعتوں کو پڑھ کر جہاں شاعروں کی عقیدت کو سلام پیش کرنے کو جی چاہتا ہے وہاں کتاب کے مؤلف کا انتخاب بھی لائق صد تحسین ہے۔

بیشمار لوگوں نے نعتیں اکٹھی کیں اور بیشمار اداروں نے نعت نمبر شائع کئے۔ جن میں کیف بھی ہے اور وارفتگی بھی۔ قلبی عقیدتوں کا سلسلہ بھی ہے اور منزلِ حبیبؐ کی طرف تصوراتی سفر بھی، لیکن زیرِ نظر نعت نمبر کی انفرادیت اس بات میں ہے کہ اس میں شاعروں کی عقیدت کے ساتھ ساتھ مؤلف کے اپنے ذوقِ نعت کا اعلیٰ ادبی معیار اپنی پوری عقیدتوں کے ساتھ موجود ہے۔

شاہد کوثری

روزنامہ "نوائے وقت"

انتخابِ نعت، ایک تاثر و تعارف

حبِّ الٰہی ایک مومن کی معراج ہے۔ سچے مومنوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبّت کرنے والے ہوتے ہیں۔

والذین امنوا اشد حبا للّٰہ

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبّت کرتے ہیں۔ مگر اللہ سے محبّت کی منزلیں کیسے طے ہوں۔ اِس کی معرفت کیسے حاصل کی جائے؟ اس کا جواب بھی "الکتاب" ہی ہمیں عطا کرتی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیمؐ اے پیغمبر کہہ دیجئے (ان لوگوں سے) کہ اگر تم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبّت کرے گا۔ معلوم ہوا معرفتِ ربّ کا حصول اور حبِّ الٰہی کی منزل عشقِ رسولؐ کے بغیر سر نہیں ہو سکتی۔ غالباً اسی لئے حکیم الامت نے فرمایا تھا :

بمصطفیٰؐ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست　　اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

یہی وجہ ہے۔ کہ عشقِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، قولی و فعلی، اوّل روز سے ہی ایک مومن کا سرمایۂ ایمان ہے۔ غزوۂ اُحد میں آپ کی شہادت کی غلط خبر سن کر جب ایک خاتون اپنے قریب ترین عزیزوں بیٹا، باپ اور شوہر کی شہادت کو فراموش کرکے دیوانہ وار آپ کے رخِ زیبا پر ایک نظر ڈالنے کے لئے بیقرار و بے تاب ہو جاتی ہے، اور جب آپ کے روئے انور پر نگاہ پڑتی ہے تو بے ساختہ پکار اُٹھتی ہے۔

كل مصيبة بعدك جلل يارسول اللهؐ

اے اللہ کے رسولؐ اگر آپ ہمارے درمیان ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے۔ تاریخ انسانی رُک کر اس واقعہ کو محبت کی دُنیا کا ایک لازوال واقعہ بنا دیتی ہے شاید ہی محبت کی سچائی کی اس سے بڑی دلیل کسی محب نے اپنے محبوب کے لئے پیش کی ہو۔ عملی محبت کی دُنیا کے اس طرح کے واقعات کے ساتھ ساتھ زبان و ادب کے پیرایہ میں بھی آپؐ سے محبت کے اظہار کی قدیم صنف سخن "نعت" نے اسی دور میں جنم لیا۔ کعبؓ بن زہیر ہوں یا حسان بن ثابتؓ نعتِ رسولؐ کے موتی رولتے رہے۔

شاعر رسولؐ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار زبانِ زد عام ہیں :

واحسن منك لم ترقط عينى واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبراء من كل عيب كانك قد خلقت كما تشاء

(میری نگاہ نے آپ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا' اور کسی ماں نے آپ سے زیادہ کسی خوبصورت کو جنم نہیں دیا۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا آپ کی تخلیق اس طرح ہوئی جس طرح آپ خود چاہتے تھے۔) عشق و محبت اور عقیدت کے یہ پھول صدیوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر مسلمانوں میں بولی جانے والی تمام زبانوں میں عقیدت کے اِن پھولوں کو اکٹھا کیا جائے تو شاید سینکڑوں جلدوں میں بھی یہ سرمایہ نہ سمیٹا جا سکے۔ کیونکہ ہر عہد میں دنیا بھر کے مسلمان اس ذکر سے اپنے قلب و ذہن کو زندگی اور روشنی بخشتے رہے ہیں۔ برصغیر کا نعتیہ ادب بھی آپ کی عقیدت و محبت کی خوشبوؤں میں رچا بسا ہے۔ شاعرؒ مشرق کا فکر کے اوجِ ثریا پر پہنچ کر عقیدت کا اظہار ملاحظہ ہو:

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

یا حضرت مہر علی شاہؒ کا عربی آمیز پنجابی میں بے ساختہ اظہار:

سبحان الله ما اجملك ما احسنك ما اكملك

کتھے مہَر علیِ کتھے تیری ثناء گستاخ اَکھیاں کتھے جا لڑیاں

برصغیر کے نعتیہ ادب کے مالا مال ہونے کی دلیل ہیں۔

زیرِ نظر مجموعہ "انتخابِ نعت" بھی ایک عاشقِ رسولؐ کے عشق کی سوغات ہے۔

عبدالغفور قمر صاحب سے ان کے فرزند ارجمند جناب بریگیڈیئر توقیر قمر صاحب (جو خود بھی صاحبِ دِل ہیں) کے دولت کدہ پر ملاقات ہوئی، اس ملاقات کا تاثر اب تک قائم ہے۔ موصوف حبِّ رسولؐ کے ایک عجیب کیف سے سرشار تھے۔ سرکار رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرکے جھوم جھوم اُٹھتے اور یوں محسوس ہوتا جیسے وہ خود مجسم نعت بن گئے ہوں۔ یہ انتخاب اسی عاشقِ رسولؐ کا انتخاب ہے۔ اس "انتخاب" میں کوشش کی گئی ہے کہ نعت کے حوالہ سے عصرِرواں کا کوئی معروف و معتبر شاعر جگہ پانے سے محروم نہ رہ جائے۔ زبان کی سلاست، تراکیب کی ندرت اور خیال کے جمال کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے اور ان سب سے بڑھ کر انتخابِ نعت کے آداب کی رعایت رکھی گئی ہے کہ اللہ کی محبت کے مضمون اور ذکرِ عشقِ رسولؐ میں جو لطیف فرق ہے، اس کی رعایت و لحاظ پُل صراط سے گزرنے کے مترادف ہے کہ کہیں محبت کے تقاضے نبھاتے ہوئے توحید کے نازک آبگینہ پر کوئی آنچ نہ آجائے۔ انتخابِ نعت کا یہی مرحلہ نازک ترین ہے۔ الحمدللہ عبدالغفور قمر صاحب اس پُل صراط سے گزرنے میں کامیاب رہے۔ یہ "انتخابِ نعت" کی پہلی جلد ہے۔ دوسری جلد انشاء اللہ اس سے بھی کہیں زیادہ وارفتگیِ شوق اور محبت کی آنچ لئے ہوئے ہوگی۔

عشق سے تیرے بڑھے کیا کیا دِلوں کے ولولے مہر ذروں کو کیا، قطروں کو دریا کر دیا

حقیقت یہ ہے کہ ہم اُنؐ کے ذکر سے اُنؐ کی شان میں اضافہ نہیں کرتے وہ تو پہلے ہی مقام "ورفعنا لک ذکرک" پر فائز ہیں۔ ہاں البتہ اُن کا ذکر ہمارے مقال کو جمال، ہماری گویائی کو تابندگی اور ہماری تحریر کو رخشندگی عطا کرتا ہے۔ بقول شاعر:

ما ان مدحت محمدا بمقالتی ولکن مدحت مقالۃ بمحمد

میں نے اپنے قول سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح نہیں کی بلکہ ذکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے قول کو لائق مدح بنالیا ہے۔

دعا ہے کہ ہم سب کو اس کی یاد سے اپنی صبحوں کو منور اور اپنی شاموں کو زندہ کرنے کی توفیق ہو۔ (آمین)

خاکسار

احسان الحق

ڈائریکٹر شیخ زائد اسلامک سینٹر (جامعہ کراچی)

یکم اگست - ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخابِ نعت پر تبصرہ

بعض لوگوں کی قسمت میں اللہ تبارک و تعالیٰ بڑی بڑی سعادتیں لکھ دیتا ہے اور وہ ایسے کام سرانجام دیتے ہیں جو دنیا میں تادیر زندہ رہتے ہیں۔ ایسے ہی خوش قسمت حضرات میں جناب عبدالغفور صاحب بھی ہیں جنھوں نے "انتخابِ نعت" کے نام سے اُردو نعتوں کا ایک نہایت خوبصورت مجموعہ شائع کیا۔ اس مجموعہ و انتخاب میں شامل تمام نعتیں انتہائی مؤثر اور معیاری ہیں۔ جن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے مرتب کو عشقِ رسولؐ کے ساتھ ساتھ نہایت اعلیٰ درجے کے ذوق شعری سے بھی سرفراز فرمایا ہے۔ "انتخابِ نعت" کے مطالعہ سے جو چیز سب سے زیادہ قابلِ قدر محسوس ہوتی ہے، وہ فاضل مرتب کا گروہ بندی وغیرہ سے بالاتر ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیرِ نظر "انتخابِ نعت" میں تقریباً ہر طبقے اور گروہ کے شعرائے کرام شامل ہیں۔ میرے نزدیک اس انتخاب کی یہی وہ خوبی ہے جو اس کو زندہ و تابندہ رکھے گی کیونکہ ہمارے ہاں شائع ہونے والے اکثر انتخاب گروہ بندیوں کا مظہر نظر آتے ہیں، جن میں زیادہ تر اپنے حلقۂ احباب کو پذیرائی بخشی ہوتی ہے۔

"انتخابِ نعت" کی تمام نعتیں دِل میں اُتر جانے والی ہیں اور اس قابل ہیں کہ انھیں ہمیشہ مطالعہ میں رکھا جائے کیونکہ عشقِ رسولؐ اور اُسوۂ حسنہ کی تقلید کا جذبہ بیدار کرنے میں نہایت درجہ ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کے مرتب کو جزائے خیر سے نوازے اور ہمیں اس "انتخابِ نعت" سے فیضیاب ہونے کی بیش از بیش توفیقات ارزانی فرمائے۔ (آمین)

دُعاگو: عابد نظامی

تبصرے

جناب عبدالغفور قمر کا "انتخابِ نعت" کئی نسلوں کا عقیدت نامہ ہے جس میں شعرائے کرام کی حمد و مناجات ۴۶۶ نعتیں خوش فکر کی نعتیں اور ۹ سلام نگاروں کے نعتیہ سلام شامل ہیں۔ نعتوں کی تعداد ۱۲۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ جنہیں الف بے ترتیب سے ایک نہایت خوبصورت گلدستہ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب ظاہری و معنوی خوبیوں سے آراستہ پیرائے اور مرتب کی بیکراں عقیدتوں کی مظہر ہے۔

کتاب کی ابتداء میں مصنف کی نثری تحریریں۔ پیش لفظ، تاثرات اور سرمایۂ افتخار، بہت اہمیت رکھتی ہے۔ انہیں پڑھنے سے اُن جذبات و کیفیات کا اندازہ ہوتا ہے۔ جن کے تحت حضرتِ قمر نے نعت کا یہ انتخاب کیا ہے۔ تاثرات میں وہ لکھتے ہیں۔ "میرا ہدف ایسی نعت ہے جو کم و بیش معروضی احساسات پر اُٹھائی گئی ہو۔ میری اپنی عقیدت و اردات اور میرے اپنے جذبات و کیفیات مجھے معیار مہیا کریں گے۔ اچھا نعتیہ شعر میرے دل کو مسخر کرلیتا ہے اور میرے خون کے ساتھ گردش کرنے لگتا ہے۔ میں وقتی طور پر مسحور ہو جاتا ہوں۔ فتح ہو جاتا ہوں۔ اسے بار بار پڑھتا ہوں۔ گاتا ہوں میرا دل چاہتا ہے سوزِ دل والا کوئی شخص ابھی سامنے آجائے تو اُسے سناؤں۔ خود بھی رُوؤں اور اُسے بھی رُلاؤں۔" مجھے ایسا لگتا ہے جیسے انہی جذبات کی تسکین کے لئے جنابِ قمر نے قرطاس و قلم کا سہارا لیا اور ترتیب و اشاعت کے مرحلوں سے گزر کر قارئین کرام کو اُن کیفیات میں شریک کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن سے وہ خود دوچار رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ نعت کے انتخاب میں میرے اپنے مشاہدات، واردات اور کیفیات و احساسات نے الگ معیار اپنا رکھا ہے اور میرے ضخیم مجموعۂ انتخاب میں آپ اس رنگ کو مسلسل موجود پائیں گے۔ جناب عبدالغفور قمر اعلیٰ ذوقِ شعر کے مالک ہیں اور اُن کی ذاتی پسند بیشتر اُمتیوں کی پسند ہے۔ اس لئے اُن کا "انتخابِ نعت" ایک دلآویز دلپذیر انتخاب بن گیا ہے اور اُن کے ذاتی

حصار کو توڑ کر ہر رنگ کی اچھی اچھی نعتیں اس میں شامل ہو گئی ہیں۔

تاثرات میں فاضل مرتب نے ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی، ماہنامہ "شام و سحر"، ماہنامہ "الرشید" لاہور گورنمنٹ کالج شاہدرہ کے میگزین "اوج" کے نعت نمبروں سے استفادہ اور راجا رشید محمود کے ترتیب دیئے ہوئے بہت اہم اور جامع انتخاب "نعت کائنات" پر بطورِ خاص انحصار کرنے کا ذکر کیا۔ اس طرح بہت سے اہم نعتیہ انتخاب جو اُن کی نظر سے نہیں گزرے کی اہم نگارشات بھی بالواسطہ طور پر اُن کے انتخاب میں آگئی ہے۔ ابلاغ کے کئی دوسرے ذرائع سے سامنے آنے والی اچھی نعتوں کو بھی نظرانداز نہیں کیا گیا۔

بعض شعرائے کرام کی نعتوں سے پہلے حضرت قمرؔ نے نعت نگار کے بارے میں اپنے تاثرات بھی قلم بند کئے ہیں جو اُن کی تنقیدی بصیرت کا پتا دیتے ہیں۔

(حفیظ تائب)

لاہور کینٹ سے جناب عبدالغفور قمر نے ہمیں اپنی تالیف "انتخابِ نعت" (حصہ اوّل) روانہ فرمائی ہے جو آج تک کہی جانے والی نعتوں کا خوبصورت گلدستہ ہے۔ جناب قمر کی عمر اکاسی سال کے قریب ہے لیکن انہوں نے یہ انتخاب مرتب کر کے جواں مردی کا ثبوت دیا ہے۔ یُوں تو فارسی اور اُردو کی تمام نعتیں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں لیکن ہمیں سید نصیرالدین نصیرؔ کے یہ اشعار حسبِ حال محسوس ہوئے ہیں ؎

ہم گنہگار تھے مغفرت ہو گئی
خود نگر پارسا دیکھتے رہ گئے
نیک و بد پر ہُوا انؐ کا یکساں کرم
لوگ اچھا بُرا دیکھتے رہ گئے

(پروفیسر سلیم صاحب)

الحمد لله وحده والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

نعت گوئی شاعری کی حسین ترین صنف ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت و عقیدت میں ڈوبے ہوئے جذبات شعر کو نعت گوئی کا اِدراک و اِستغراق عطا کرتے ہیں۔

نعتیہ کلام کے متعدد مجموعے منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ "انتخابِ نعت" کے بہت سے نسخے بھی اہلِ دل سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ زیرِ نظر "انتخابِ نعت" ہمارے محب مخلص جناب عبدالغفور قمر صاحب زاد اللہ محاسنہ، کے ذوق کی کرشمہ کاری ہے۔

زِ فرق تابہ قدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا ست

انتخاب سے جناب قمر صاحب کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہر شعر سے عیاں ہو رہا ہے۔ "انتخابِ نعت" کا حصہ اول کچھ عرصہ پہلے شائع ہوا۔ وفورِ جذبات نے حصہ دوم کی طرف پیش قدمی و پیش قلمی کی۔ بحمد اللہ قمر صاحب کو اپنے مقصد میں پوری پوری کامیابی حاصل ہے۔ اللہ تعالٰی قبول فرمائے۔

اس پاکیزہ شغل کی بدولت انہیں تقریباً ہر سال زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت ملتی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالٰی ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلائے اور آخرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔

احقر نفیس الحسینی کریم پارک لاہور

انتخاب نعت

رسالے کے سائز میں یہ بھی نعتوں کا انتخاب ہے اور اپنے سلسلے کا حصہ اول ہے۔ عبدالغفور قمر صاحب ایک بزرگ شخصیت ہیں اور انہیں ابتدا ہی سے عشق رسول کی دولت نصیب ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شروع ہی سے وہ رسائل اخبارات اور کتابوں میں چھپی ہوئی نعتیں جمع کرتے رہے ہیں اور اب تک نعتوں کے جس قدر مجموعے وہ حاصل کرسکے ہیں انہوں نے کئے ہیں اور رِسالوں کے خصوصی نعت نمبر بھی جمع کئے ہیں۔ ان کے اسی جمع شدہ نعتیہ کلام کا انتخاب کرکے جمال حیدر صدیقی نے "انتخابِ نعت" مرتب کیا۔ شروع میں چند ایک حمدیں ہیں اور پھر نعتیہ کلام ہے۔ اس میں سوا چار سو کے لگ بھگ شعراء کی نعتیں شامل ہیں جن میں قدیم اور جدید شعراء بھی شامل ہیں۔

روزنامہ "جنگ"

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جناب عبدالغفور قمر سے میرا تعارف انتخابِ نعت اور اُن کے صاحب زادے توقیر قمر کے توسط سے ہوا۔ انتخابِ نعت حصہ اول اُن کی زندگی کا سمت نما ہے اور اُن کے صاحب زادے سے مل کر اِس قول کی صداقت کا تاثر شدید تر ہوگیا کہ الولد سر لابیہ

نعت ہماری زبان کی شاری کی توقیر ہمیشہ سے رہی ہے۔ شہیدی، محسن کاکوروی، امیر مینائی، حالی، احمد رضا خان، اقبال، ظفر علی خاں رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے نام اور کلام سے ہماری محفلیں اور خلوتیں آباد اور منور رہی ہیں، لیکن عہد حاضر میں نعت گوئی جیسے ایک ادبی اور قومی تحریک بن گئی ہے۔ نعت کے مجموعے تواتر کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں اور اِسی کے ساتھ ساتھ نعتیہ شاعری کے کئے اچھے انتخابات بھی شائع ہوئے ہیں۔

جناب عبدالغفور قمر کو اِن انتخابات کا علم ہے اور انہوں نے اِن انتخابات کا مطالعہ بھی کیا ہے اور اِن کے بارے میں اپنے تاثرات بھی قلم بند کئے ہیں۔ ارمغانِ نعت، اوج لاہور کے نعت نمبر اور نعت کائنات کے بعد بھی ایسے مزید انتخابات کی ضرورت کا ایک ثبوت انتخابِ نعت ہے۔ جناب قمر نے اپنی زندگی کے شب و روز نعتوں کے مطالعے اور ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوچتے ہوئے اور اُس ذاتِ اقدس و اعظم کو اپنے وجود کی گہرائیوں میں محسوس کرتے ہوئے گزارے ہیں۔ یہ معیت اور حضوری ایک مسلمان کا عظیم ترین رُوحانی سفر اور تجربہ ہے۔

یہی حضوری ہمیں اُن کے انتخابات میں نظر آتی ہے۔ عبدالغفور صاحب نے نعتیہ مجموعوں کا مطالعہ گہرائی اور محبت کے ساتھ کیا ہے۔ اُن کا انتخاب دوسرے انتخابات کا نقش مکرر نہیں ہے۔

بدنصیبی سے نعتیہ انتخابی مجموعوں میں بھی ادبی گروہ بندی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی صورتِ حال ہے کہ اِس کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی آدمی لرز جاتا ہے، مگر اِس سچائی کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ عبدالغفور قمر صاحب کا یہ انتخاب ایسے تعصب سے بلند تر ہے۔ جو آدمی نعت کے مطالعے کو عبادت جانتا ہو، نعت کو عرفانِ محمدی ﷺ اور اپنی ذات کی شناخت و تلاش کا وسیلا سمجھتا ہو وہ ایسے "مفادات" سے بالاتر ہوگا۔

قمر صاحب نے سچ لکھا ہے کہ "نعت کی پسند کے بارے میں احقر نے قدرت سے ایک مزاج پایا ہے جس سے انحراف ممکن نہیں۔" اُن کا مزاج نعت گو شاعر سے سچے جذبات، وفورِ شوق اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت اور قربت کا تقاضا کرتا ہے۔ شاید یہی سبب ہے کہ بعض شعراء کی کئی کئی نعتیں شریک انتخابات ہیں۔ ہمارے بیشتر انتخابات میں ہر شاعر کی ایک دو نعتیں شامل ہوتی ہیں اور یوں کسی شاعر کا نقش اُبھر کر سامنے نہیں آتا۔ انتخابِ نعت میں اِس تنگی کا احساس نہیں ہوتا۔

مجھے یقین ہے کہ انتخابِ نعت کے دوسرے حصے میں اُردو نعت کے نئے پہلو اور زیادہ اُبھر کر سامنے آئیں گے۔

سید محمد ابوالخیر کشفی

ATTEN: MR. BRIG; TOUQEER

"انتخابِ نعت" جناب عبدالغفور قمر صاحب کے وقیع و رفیع ذوقِ نعت کا آئینہ ہے ایک ایسا آئینہ جس میں آپ ان کے وجود اور ان کے ماہ و سالکو حرفِ نعت کی روش میں بھیگا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔ نعتیہ شاعری سے ان کا ہمہ وقتی شغف ان کا اُسلوبِ حیات بن گیا ہے۔ انہوں نے برسوں وادیٔ مدح و ثنا میں سرگرداں رہ کر عقیدت، وارفتگی اور کیفیاتِ عشق کے جو من پسند پھول جمع کئے۔ انہیں انتخابِ نعت کی جلد پھل اوّل میں بڑے سلیقے اور اہتمام کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ کرکے اہلِ محبت میں تقسیم کر دیا ہے۔

میرے نزدیک نعت کا انتخاب کوئی آسان کام نہیں ہے کیونکہ یہ محض صنفِ سخن نہیں ہے بلکہ یہ اپنے آقا و مولا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم امیوں کے تعلق کا اظہار بھی ہے اور اس اظہار کی بھی کئی سطحیں اور بے شمار پہلو ہیں۔ اسی لئے نعت پڑھتے ہوئے قاری کا ذہن کیفیات مختلف ہو سکتی ہیں اور ہر انتخاب دراصل مرتب کی انہی ذہنی و قلبی کیفیات کا عکس ہوتا ہے۔

جناب عبدالغفور قمر صاحب، صاحبِ دِل بھی ہیں اور صاحبِ نعت بھی اسی لئے انہوں نے "انتخابِ نعت" کے سلسلے میں جذبوں کی سچائی اور دِل کی آواز کو اہمیت دی ہے اور وہ نعتیں منتخب کی ہیں جو دِل سے اُٹھ کر دِل تک بار کرتی ہیں۔ ان نعتوں میں محبت اور عقیدے کا ایسا بھرپور ابلاغ ہوا ہے کہ آپ کوئی نعت پڑھ لیں نعت کی اندرونی کیفیت آپ کو خود ہی اپنے حصار میں لے لے گی۔ ہونٹوں پر درودوں کی خوشبو پھیل جائے گی اور آنکھ کی کشتی اشک بھنور میں ڈوب ڈوب جائے گی۔

میں اس عظیم کارنامے پر مرتب کو داد سے زیادہ مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں کیونکہ یہ کام تائید توفیقِ الٰہی کے بغیر ممکن نہ تھا۔ ویسے بھی عبدالغفور قمر صاحب داد کے طلب گار نہیں ہیں بلکہ انہوں نے یہ کام خالصتاً اپنے ذوقِ نعت کے شوقِ فراواں کی سیرابی کے لئے کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ رب العزت ان کی عمر میں برکت اور عشق و توفیقات میں اضافہ فرمایا اور ان کا ذوقِ نعت عام کر دے۔ آمین۔

THE NEWS

Words are insufficient to praise him, who is praised by Allah

By S.A. Haleem.

Praiseworthy is the man who was the most perfect among all human beings. Praiseworthy is the man who is still the apple of eyes of millions and millions of people, all around the world. Praiseworthy is he who gave humanity a complete code of life, based on equality without any distinctions of caste, creed, colour or race. His teachings were not merely theocratical; he exhibited it practically, being a model for others to emulate. Friends and foes have all alike eulogised his teachings; and the way he led his life, is a beacon of light for others. According to the famous American writer Michael H. Hart, he has been rated as the number one man in history of mankind. Hart thought that he was the most influential person who left an undiminished imprint on the human society and influenced the society of mankind and civilisation at large.

Scholars like Gibbon, Stanley Lanepoole, George Bernard Shaw, Lord poets of Arabic. Over the *Mowajah Sharif* of the Holy Prophet's (SAW) tomb, there is a *Rubayee* written which bears the following sense:

"Of all those who are buried under the soil in their graves, You are the exalted one (SAW) and the fragrance which emits from your holy tomb has scented the hills and the forests. I would be honoured to lay down my life at this sacred place, you (SAW) are resting. This tomb is a symbol of righteousness, piety, generosity, mercy and kindness."

The *Na'tia* verse of Shiekh Sa'adi Shirazi (RA), "*Balaghal-Ula bay-Kamalehee*", is even at the lips of our children.

In the past, renowned poets like Ghalib, Da'agh Dehlavi, Maulana Altaf Hussain Hali, Allama Shibli Nomani, Jigar Muradabadi, Allama Sulaiman Nadvi, Ameer Meenai, Imdadullah Mohajir Makki, Maulana Abdul Majid Daryabadi, and the great saint and scholar Maulana Ahmed Raza Khan Brelvi, Hafeez Jullundhri, and others,

Headingley, Sarojini Naidu, and reformists like M.K. Gandhi, have all paid rich tributes to the person who is known as Muhammad (*Sallallaho alaihe wasallam*), the Prophet of Islam. He is adored not only by Muslims alone, but also by thousands and thousands of non-Muslims for his unblemished character, his piety, and his regard and tolerance for others.

In every age people have written eulogies, praising the Holy Prophet (SAW) in different countries and in different languages. These eulogies have been the expressions of spontaneous feelings coming out from the core of their hearts. When the Creator of the Universe has Himself praised His Apostle, then such feelings for the Holy Prophet (SAW) is understandable. Praising the mercy and piety of the Holy Prophet (SAW), Allah says:

"There hath come unto you a messenger (one) of yourselves, unto whom aught that ye are over burdened is grievous, full of concern for you, for the believers full of pity, merciful." (*Surah at-Taubah, verse 128*)

He was sent with the Light (Light of Guidance)

"Those who follow the messenger, the Holy Prophet (SAW) who can neither read nor write, whom they will find described in the Torah and the Gospel (which are) with them. He will enjoin upon them that which is right and forbid them that which is wrong. He will make lawful for them all good things, and prohibit for them only the foul; and he will relieve them of their burden and the fetters that they used to wear. Then those who believe in him and honour him and help him, and follow the light which is sent down with him: they are successful." (*Surah VII, verse 157*)

Reciting of *Na'ats*, i.e. poetical expressions, eulogising the Holy Prophet (SAW) is one of the genres of Urdu and Persian poetry. *Na'ats* have also been said in Arabic, and quite a large material is available from many renowned wrote many beautiful and touching *Na'ats*, which are still remembered and recited by us with great respect and fondness. But what is most encouraging and heartening is that our relatively young poets are not lagging behind in this field. Besides some already recognised poets of our day like Iqbal Azim, Ehsan Danish, Hafeez Hoshiarpuri, Tamanna Emadi, Ahmed Nadeem Quasimi, Akhtar Sheerani, Akhter Lakhanvi, Anjum Roomani, Tofael Hoshiarpuri, Raghib Muradabadi, Mozaffar Warsi, Maulana Manazir Ahsan Gilani, Sahibzada Nasiruddin, Kunwar Mahendra Singh Bedi, Pandit Jagannath Azad and a host of others, along with newcomers like Ahquar Bihari, Jamil Malik, Hameed Siddiqui, Sabir Gilani, Sayeed Iqbal, Arif Raza, Shaukat Hashmi, Nayeemul Haque Nayeem, Nayyar Wasti, etc. etc. have made a fine debut in *Na'at* reciting.

Some of the verses are so touching that it becomes difficult for a lover of the Holy Prophet (SAW), who has yearned years after years to visit the tomb at Madinah Munawwarah, to check his tears rolling down from his eyes. Some of the verses, have undoubtedly, a heart-rending effect.

Abdul Ghafoor Qamar, the compiler of more than 450 *Na'ats* in this book under review, which is titled "*Intekhab-e-Na'at*" Part-I, is a great lover of the Holy Prophet (SAW). It is simply his unbounded love for the Holy Prophet (SAW), which prodded him to undertake this onerous and tedious job of compilation. May Allah reward him for his good work.

The book "*Intekhab-e-Na'at*" is very neatly printed and the cover contains the picture of the Holy *Rauza-e-Sharif* of the Holy Prophet (SAW).

'Intekhab-e-Na'at' (Urdu)

Compiled by: Abdul Ghafoor Qamar

Available from: 19EE,

Phase 4, LCCHS, Lahore Cantt.

Pages: 432 Hadiya: Rs. 200/-

NO:S.O(ACD:-I)/1-5/1993.

GOVERNMENT OF SINDH
EDUCATION DEPARTMENT

Karachi, dated the 19-09-1996.

To

1. The Director,
School Education,
Karachi/Hyderabad/Sukkur/Larkana/M.Khas.

2. The Director,
College Education,
Karachi/Hyderabad/Sukkur.

3. The Director,
Technical Education,
K A R A C H I.

4. The Director,
Bureau of Curriculum & Extension Wing,
J A M S H O R O.

SUBJECT:- APPROVAL OF BOOKS.

The following books has been approved by the Education Department Government of Sindh, Karachi for the libraries of all Education Institutions of the province.

S.NO:	NAME OF THE BOOK	NAME OF AUTHOR/ADDRS
(1)	" Intekhab-i-Na'at " انتخاب نعت	Abdul Ghaffoor Qamar 19-EE Phase-4 L C C H S Lahore Cantonment.

The above book may be brought into the notice of all the concerned within your Jurisdition under intimation to this Department.

SECTION OFFICER(ACD:-I)

NO:S.O(ACD:-I)/1-5/1993.

Karachi, dated the 19-09-1996

A copy is forwarded for information and to:-

1. P.S. to Education Secretary.
2. P.A. to Additional Secretary(ACD:)
3. Abdul Ghafoor Qamar

SECTION OFFICER(ACD:-I)

انوار کی بارش میں

مؤلف انتخابِ نعت خوش بخت ہیں کہ گذشتہ پندرہ سال سے موصوف کو حرمین شریفین کی ہر سال حاضری نصیب ہو رہی ہے۔ اواخر ۱۹۹۴ء کی ایک حاضری کی ڈائری ہفت روز 'ہلال' نے شائع کر دی ہے۔ جو درج ذیل ہے :

ہم مسجدِ الحرام کی طرف بڑھے تو بڑے روح پرور لمحات تھے۔ یہ فرط انبساط کے ساتھ ساتھ شکرگزاری اور انکسار کے لمحات تھے جن سے ہم سرتاپا سرشار تھے۔

شاہ فہد کو اللہ تعالیٰ روحانی بلندیاں نصیب کرے۔ ۱۹۹۱ء کے بعد ۱۹۹۴ء میں مسجدالحرام کی توسیع دِلکشی اور دلآویزی کا ایمان افروز منظر دکھا رہی تھی۔ نوساختہ پُل کی سیڑھیوں کے ذریعے اللہ کے گھر کی جانب قدم زن ہوئے۔ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی دنیا بدل گئی۔ دِل بدل گیا' نگاہ کو سرفرازی مل گئی' شکرگزاری کے آنسو تھے کہ بات بات پر برسات کے بادلوں کی مانند برسنے کے بہانے مانگتے تھے۔

عمرے کی سعادت پانے کے لئے پہلا زینہ طواف ہے۔ مطاف میں کیفیت یہ تھی کہ پاؤں کے نیچے پتھر ٹھنڈے اور سر پر دوپہر کا سورج گرمی گرا رہا تھا۔

ایمان و یقین کی دولت سے سرشار ہو کر تیز دھوپ میں طواف کی حالت یہ تھی کہ جذبے بیدار تھے' دِل اللہ کی محبّت سے معمور تھا۔ سپاس گزاری کے یہ سات چکر پورے کرنے کے بعد جمعتہ المبارک کے بے پناہ ہجوم نے ملتزم تک تو نہ پہنچنے دیا۔ البتہ مقامِ ابراہیم پر نوافل ادا ہوئے اور چشمہ زمزم پر پہنچ کر اِس آبِ حیات کو نوش کیا۔ عین اس وقت خطبہ شروع ہوگیا۔ مسجدِ الحرام میں نمازِ جمعہ اور ہم جیسے مسکین و بے نوا فقیر ع

اک قیامت تھی جو گزری ہم پر

اور پھر سعی کی منزل کا آغاز کیا۔ میرے بیٹے ڈاکٹر توحید قمر نے مجھے کرسی پر بٹھا کر صفا اور مروہ

کے درمیان سات کے بجائے چودہ چکر پورے کر ڈالے۔ میں دعاؤں میں ڈوبا رہا، یہ سمجھتا رہا کہ اسے گنتی کا پتہ ہے اور وہ خیال کئے رہا کہ دونوں طرف چکر لگانے کے بعد ایک چکر بنتا ہے۔ یہ بھی نہیں کہ اسے معلوم نہ تھا وہ اس سے قبل مجھے قریباً درجن بار کرسی پر یہ چکر لگوا چکا ہے اور ہمیشہ سات چکر لگائے ہیں۔ اس بار کی غلط شماری کی توجیہہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ہم دونوں بے خودی میں دعاؤں کے جہان میں وارد ہو چکے تھے اور اس بات کا امکان ہے کہ کوئی ایسی دُعا سات چکروں کے دوران ہم سے ادا نہ ہو سکی ہو جس کا اس کی رحمت کو انتظار ہو اور ایسی مقبول ہو جانے والی دُعا زائد چکروں میں قلب و زبان کی زینت بنی ہو۔

سعی کی دولت سمیٹ کر ہم نے سر کے بالوں کی لٹیں کٹوائیں اور تکمیلِ نعت کے بعد ہوٹل آئے۔ ابھی جسم آسودگی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ حرمِ شریف سے عصر کی اذان بلند ہوئی۔ وضو کر کے حرمِ مکرم پہنچے اور عشاء تک اسی عرش مقام مسجد میں قیام رہا۔ حاضری ہوئی، برسات ہوئی، بار بار ہوئی۔ دِل و جان نے ایسی نعمتوں اور سعادتوں کا مشاہدہ کیا جن کے بیان کے لئے ڈکشنری کو مناسب الفاظ مہیا کرنے میں ابھی تک ناکامی رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ دُنیائے عشق کے اظہار کے لئے وہ کبھی بھی مناسب الفاظ تلاش و ایجاد نہ کر پائے گی۔

محبّت کی اس مشقت میں پورا دن گزارنے کے بعد ہم دونوں رات کا کھانا کھائے بغیر سو گئے۔ ہمیں تہجد کی اس متبرک اور بارعب آذان نے جگایا جو اللہ کے پہلے گھر سے بلند ہوئی۔ مسجد الحرام کی سعید حاضری کا اہتمام کیا۔ تہجد کے نوافل پڑھے اور پھر ایک روح پرور ماحول میں فجر باجماعت ادا ہوئی اور پھر حرم کے اندر اس کیف و سرور کو کون بیان کر سکتا ہے۔ ہوٹل میں آکر تھکاوٹ اُتارنے کے لئے سو گئے۔ گیارہ بجے سے ظہر کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ بارہ بجے سوئے حرم روانہ ہوئے۔ باجماعت نماز ادا کی۔

۱۹ نومبر ۱۹۹۴ء

اب جو عصر کی آذان حرمِ پاک سے بلند ہوئی تو ہم حاضری کے لئے پہلے ہی تیار بیٹھے ہوئے تھے۔ موسم اور سفر کے سارے حالات کافور ہو چکے تھے۔ ہم ایک دم تر و تازہ تھے۔ اب کی بار عصر کی

ادائیگی کے بعد ملتزم سے چمٹ گئے۔ اللہ پاک کے حضور فریادیں کیں، التجائیں کیں۔ شکرانے کے لئے مہکتے گلدستے پیش کئے۔ اِحساس ہو رہا تھا کہ ہم اعلیٰ ترین حاکم کے سامنے فریادی بن کر کھڑے ہیں جو رحیم ہے، کریم ہے، خالق ارض و سماوات ہے اور جس نے ہم جیسے بے نواؤں اور بے کسوں کو کاسۂ گدائی کے ساتھ اپنی عطائیں وصول کرنے کے لئے طلب فرمایا ہے۔ بنی نوعِ انسان کے پریشان حال لوگوں، عالم اسلام، کشمیر، بوسنیا، افغانستان، ہندوستان کے مسلمانوں فلسطین اور دنیا کے ہر گوشے میں بسنے والے کلمہ گو بھائیوں بالخصوص پاکستان کے لئے دِل کھول کر دعائیں کیں۔ جن اعزہ و احباب نے سلام بھیجا تھا ان کے سلام پیش کئے۔ خانۂ خدا کی چوکھٹ تھامے وقت گزرنے کا احساس ختم ہو چکا تھا۔ ضعیف ٹانگوں نے ایک بار بھی شکایت نہ کی۔ یہ عرصہ بچوں کی طرح بلبلا کر رونے، چیخنے اور کرم مانگنے میں صرف ہوا اور حق یہ ہے کہ یہ وقت زندگی کی انمول ساعت بن گیا۔

حطیم میں داخل ہوتے ہی نوافل کی نیت کی۔ سجدوں کے دوران زندگی کے سارے دُکھ، ساری شکرگزاریاں، سب نعمتیں، جملہ خطائیں اور قلبی آرزوئیں سامنے آگئیں۔ سجدے طویل ہوتے گئے اور اشکوں کی جھڑی نے ان سجدوں کو قبولیت کے قریب تر کر دیا۔

میزابِ رحمت کے نیچے ایک بار پھر رحمتِ یزداں نے عطائے رحمت کے لئے میری آنکھوں کا انتخاب کیا۔ سینہ اُبل پڑا۔ عمر بھر کی حسرتیں اور دُعائیں لبوں کی سطح پر آگئیں۔ ربِ ذوالجلال کی توفیق سے جی بھر کے دِل کا غُبار نکال لیا اور سکون کی دولت کشکول میں ڈال کر مقامِ ابراہیمؑ پر نوافل ادا کرنے کی سعادت پائی۔ یہ مقام سعادتوں کا امین ہے، یہاں نوافل کے دوران میں ہمیشہ پگھل پگھل جاتا ہوں اور ایک بیخودی کی کیفیت میرا نصیب بن جاتی ہے یہاں پر بہائے ہوئے اشک مجھے موتیوں میں ڈھلتے دکھائی دیتے ہیں اور انہیں قبولیت سمیٹتی نظر آتی ہے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے قطرے جو تھے مِرے عرقِ انفعال کے

چاہ زمزم پر جا کر یہ نایاب نعمتِ خداوندی نوش کر کے اور دُعائیں کر کے سکونِ قلب و رُوح سے فیضیاب ہوئے۔ اتنے میں عشاء کی آذان گوش نواز ہوئی۔ ہم دونوں اس سے فراغت کے بعد ہوٹل پر

آگئے اور جلد ہی سو گئے۔

۲۰ نومبر ۱۹۹۴ء

چار بجے صبح آذانِ حرم نے دن بھر کی عبادات کے لئے خوابِ خرگوش سے بیدار کر دیا۔ تیار ہو کر حرم پہنچے تو دیکھا کہ حرم کی رونقیں حسبِ معمول جوبن پر ہیں۔ ہم دونوں نے تہجد کے نوافل ادا کئے۔ توحید قمر تلاوتِ قرآن میں محو ہو گیا اور میں خانۂ کعبہ کے مالک سے مسلسل ہم کلام رہا۔ دِل کی ساری اُمنگیں اُگل دیں بلا جھجک اور بلا رکاوٹ کہتا چلا جا رہا تھا۔ سامنے سُننے والا موجود تھا۔ یہ تصور کہ خوش بختی اور رفعت نصیبی نے مجھے کس سنہری موقع سے ثمربار کیا ہوا ہے۔ میری ساری صلاحیتیں اور جسم کی محفوظ توانائیاں سمٹ کر میری آنکھوں کی رہگزر سے سیلاب کی شکل میں باہر آ رہی تھیں۔ اعترافات کرتا جا رہا تھا۔ نارسائیوں کا ڈھنڈورا پیٹتا جا رہا تھا۔ گدائی کے سارے اسلوب آزما ڈالے۔ سننے والا تھا کہ جیسے کہہ رہا ہو---- اور کہو کہتے چلے جاؤ ہم سننے کے لئے ہی تو ہیں۔ دیں گے، بہت دیں گے۔ دامن کی فکر مت کرو، اسے کشادہ کرنا ہمارا کام ہے اور دی ہوئی نعمتوں کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے۔

نمازِ ظہر کی سعادت حرم میں پائی۔ لنچ کر کے آرام کیا اور عصر کی آذان پر دونوں باپ بیٹا حرم پاک پہنچ گئے۔ آج شاہ فہد کا عدیم المثال کارنامہ دیکھا جو موصوف نے مسجد الحرام کی توسیع کے سلسلے میں سرانجام دیا۔ وسیع و عریض سقفی حصے کے علاوہ ایک انتہائی کشادہ سنگ مرمر کا بلا سقف صحن لگا دیا ہے تا کہ حجاج کی بڑھتی ہوئی کثرت کی ضرورت پوری ہو سکے۔ اندرون و بیرونِ حرم کی وسعت چشمِ زائر کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ دِل گواہی دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور توفیق بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے مطابق سال بہ سال حرم کو وسیع سے وسیع تر کرنے کا اہتمام کر رہی ہے۔

پہلی بار ایسا ہوا کہ دوسری منزل پر ہزاروں بچّے زیرِ سبق نظر آئے۔ ہر جماعت پچاس ساٹھ بچوں پر مشتمل ہو گی جو اپنے اُستادِ محترم کے گرد حرم کے قالینوں پر بیٹھے پڑھ رہے تھے۔ یہ قرآنِ پاک پڑھ رہے تھے یا کچھ اور، معلوم نہ ہو سکا۔ ایک حلقہ میں درجن بھر طالبانِ رحمت قرآنِ پاک حفظ کرتے بھی

دیکھے۔ حلقہ کے درمیان ایک عمر رسیدہ حافظ بیٹھے بچوں کو ایک ایک کر کے پڑھا رہے تھے۔ سب بچے جھومتے ہوئے قرآنِ پاک کو حفظ کر رہے تھے۔ عشاء سے فراغت پائی تو آکر اپنے کمرے میں بن کچھ کھائے سو گئے۔

۲۱ نومبر ۱۹۹۴ء

آج ہمیں مدینہ منورہ پہنچ کر ظہر ادا کرنا ہے۔ تہجد کی آذان پر حرم جانے سے پہلے سامان سمیٹ لیا۔ حرم میں تہجد اور فجر پڑھنے میں آج ایک اور ہی رنگ تھا۔ جدائی کے تصور نے قلب و روح کی کیفیت کو پُرنم بنا دیا۔ دوبارہ آنے کی التجائیں ہوئیں اور حس لطیف کہتی ہے کہ قبول ہوئیں۔

سوا گیارہ بجے مدینہ منورہ پہنچے۔ ہوٹل لے کر کمرے میں سامان رکھا، غسل کیا۔ حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آذانِ ظہر گونجی۔ حرم پہنچے تو وہاں سماں ہی کچھ اور تھا۔ شاہ فہد نے یہاں بھی حرم کی توسیع میں وسیع القلبی کے سارے انسانی ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔

سپین میں الحمراء کی جو تصاویر ٹی وی پر دیکھی تھیں یہاں وہ حقیقت کا روپ دھار چکی تھیں۔ آنکھیں تحیّر خیز خوبصورتی سے سیراب ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ عصر کے بعد ہم دونوں باپ بیٹا وہ طویل و عریض سنگِ مَرمَر کا فرش دیکھنے چل پڑے جو شاہ فہد نے مسجد الحرام کی طرح مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باہر بھی حجاج اکرام کے ہجوم کی سہولت کے لئے بنایا ہے۔ اس سے ملحق جنت البقیع کی دیواروں پر نظر پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بلند چار دیواری پہلے سے بھی زیادہ بلند بنا دی گئی ہے۔ بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو چاروں جانب حسرت زاویرانہ دیکھا۔ کبوتر غول در غول آ جا رہے تھے۔ ان کے سوا زندگی کی ہر علامت ناپید تھی۔ اہل و آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کبارؓ یہاں تک کہ شہدائے اُحد کی قبور تک بے نشان پڑی ہیں۔

جنت البقیع سے باہر آئے تو حضور سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہہ میں حاضری دی۔ چیخیں نکل گئیں۔ آنکھیں تھیں کہ دِل کی قیادت میں اُبل کر باہر آ رہی تھیں۔ کیا کہا، کیا کچھ کہنے سے رہ گیا۔ اِسے کہنا ممکن نہیں۔ نڈھال ہو کر ریاض الجنت میں آئے۔ یہاں مغرب تک بے خودی کی

ایسی حالت رہی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو اپنے بائیں پاکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرضِ حال کئے جا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات کا ذکر ہے۔ توجہ کے لئے شکر گزاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کل ذروں سے زیادہ درود و سلام کے گلدستے نچھاور ہو رہے ہیں۔ دِل ہے کہ اسے ایک لمحہ چین نہیں۔ اپنی ساری آپ بیتی سنائے چلے جا رہے ہیں۔ ریاض الجنت میں جگہ پانے پر دِل غیر معمولی رفتار میں دھڑک رہا ہے۔ سر شکر گزاری میں جھکا جا رہا ہے۔ کبھی روضے کو، کبھی مصلے کو، کبھی منبر کو دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم پر جھوم جھوم جاتے ہیں۔ زبان سے بے ساختہ نکلا۔

میں ریاض الجنت میں ہوں۔ اک طرف محراب و منبر، ایک طرف حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مغرب کے نوافل ادا کئے اور ریاض الجنت سے نکل کر مقامِ اصحابِ صفہؓ پر آکر نوافل پڑھے۔ یہاں سے حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہجد والی جگہ پر نوافل پڑھے اور آخر میں روضۂ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک کی جانب کاریڈور میں نوافل پڑھنے کی سعادت پائی۔ عشاء کے بعد ہم باپ بیٹا اپنے ہوٹل آئے ہم ایسی حالت میں تھے کہ محبت کی خوشگوار مشقت سے بے جان ہو چکے تھے، پڑ کر سو گئے۔

۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء

تہجد کی باوقار آذان حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلند ہوئی۔ ہم تیار ہو کر فوراً حرم میں داخل ہوگئے۔ تہجد کے نوافل پڑھے۔ کثرت سے درود و سلام پیش کیا اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد کمرے میں پہنچ کر آرام کیا۔

ہم دونوں باپ بیٹا آج عصر اور مغرب کے درمیانی وقت میں ایک مہم پر نکلے۔ ہمارا عزم تھا کہ حرم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں اطراف وہ تمام توسیع دیکھ ڈالی جائے، جس کی لازوال سعادت واجر جاریہ شاہ فہد خادم حرمین شریفین کے حصہ میں رحمت لایزل نے مقدر کیا ہے۔ دیکھنے کو تو مسجد نبوی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعتِ بے کراں دیکھ رہے تھے، چشمِ تصور میں مسجد قرطبہ کا نقشہ تھا جو ہُو بہو یہاں منعکس کر دیا گیا ہے۔ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا یہ خوش قسمت ترین راستہ ہے۔ تاریخ قیامت تک اس عمارت ساز کرشمے پر حاشیہ آرائی کرتی رہے گی۔ جس کی تقدیر میں جو اجر لکھا تھا وہ اسے ملتا رہے گا۔ جغرافیہ اس کرشماتی توسیع سے پہلے اور بعد کے نقشے تیار کرتا رہے گا۔ ابد تک قائم کارِ خیر یادگاروں کی فہرست میں شاہ فہد کا نام نہ لکھنا محال ہو جائے گا۔

زیرِ زمین اور دوسری منزل پر یہی طلسماتی کرشمہ دہرایا گیا ہے جہاں پہنچنے کے لئے خودکار برقی سیڑھیاں نصب ہو چکی ہیں۔ مغرب کی ادائیگی کے لئے اندر آئے تو صحن مسجد کو دیکھ کر ایک اور خوشگوار حیرت ہوئی۔ جہاں خوشنما ستونوں کی مدد سے چھت ڈھانپنے اور بارش، دھوپ سے بچنے کے لئے خیمے استادہ کر دیئے گئے ہیں۔ بوقتِ ضرورت یہ چھتری نما خیمے کھولے جا سکتے ہیں اور صحن مسجد سے نیلے آسمان کو دیکھا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ اس حیران کن کرشمہ سازی کے مشاہدے سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور عقل اسے سمجھنے سے قاصر ہو گئی۔ صرف عشق نے اس کا حل ڈھونڈ نکالا وہ یہ کہ خادمِ حرمین نام کا خادم حرمین نہیں، اسے حرمین سے عشق ہے اور عشق ہی ایسے ملکوتی معجزے وجود میں لانے پر قادر ہے جس میں صاحبِ عشق کا خونِ جگر مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

مغرب کے بعد عشاء کا انتظار شروع ہوا تو دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کا پیغام آگیا۔ بندۂ عاصی نے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کیا۔ دِل بھر کے دعائیں اور جی بھر کے التجائیں کیں۔

میرے قریب دو زائر پُرشوق طریقے سے جگہ کی سہولت دینے میں مستعد تھے۔ معلوم کیا تو ایک نے بتایا کہ میں سویڈن سے آیا ہوں جبکہ دوسرا کینیڈا سے آیا ہے۔ پاکستان میں امن و امان کی صورتِ حال سے مشوش اور دُعاگو تھے۔

۲۳ نومبر ۱۹۹۴ء

تہجد کی پُرشکوہ آذان کے ساتھ حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ فجر کی آذان سے پہلے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی ذاتی پریشانیاں لے کر حاضر ہو گیا اور

صحت یابی کے لئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی استعانت کے لئے اصرار سے ملتجی ہوا اور توجہ و شفقت کے لئے تکرار جاری رکھی۔ یہاں تک کہ فجر کی آذان بلند ہوئی اور ہم نے باجماعت نماز کی سعادت سمیٹی۔

حرمین شریفین میں جنازہ کی نماز کا کیف عجب غم انگیز ہوتا ہے۔ تقریباً ہر نماز کے بعد جنازہ کی نماز ہوتی ہے۔ ہم نے بالالتزام ہر نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور مرحومین کی خوش بختی پر تحسین کی جن کا جنازہ حرم میں انجام کو پہنچ رہا ہے اور جو جنت المعلی اور جنت البقیع جیسے جنت صفت مقامات میں ابدی نیند سونے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

آج مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اندرونی حصے کی ساری تعمیراتی تبدیلیاں دیکھیں جو توسیع کرتے وقت سابقہ مسجد میں کر دی گئی ہیں۔ اب متعدد دروازوں کا اضافہ ہو چکا ہے اور ان کو نام دینے کی بجائے نمبر دیئے گئے ہیں۔

چلتے چلتے سامنے اصحاب صفہؓ کا چبوترہ دکھائی دیا اور اس کے آگے روضہء مبارکؐ۔ دل کی گھڑی کی سوئی یہیں اٹک گئی۔ توحید قمر قرآن پاک کی تلاوت میں لگ گیا اور میں ریاض الجنت میں دعائیں پڑھتا محراب النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جا کھڑا ہوا۔ ہجوم کی کثرت نے پائے مبارک کی جگہ پر جبین رکھنے سے روکے رکھا لیکن ایک بازو آگے بڑھا کر ہاتھ سے محراب کے فرش کو بہ تمام و کمال مس کیا اور مواجہہ شریف میں جا کر حاضری دی۔ پائے مبارک کی طرف بھی گیا' سجدے کا وقت نہ تھا دعائیں کر لیں۔

واپسی پر اصحابِ صفہؓ کی زیرِ دیوار توحید قمر کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے پچھلے چار پانچ دن میں ستائیس پارے پڑھ لئے ہیں۔ وہ تلاوتِ قرآن پاک میں لگا رہا اور مجھے کچھ ہی دیر بعد دَرِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حاضری کے جذبات تشکر نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اسی سیلاب میں بہت دور نکل گیا۔ عشاء تک یہ کرم فرمائیاں جاری رہیں۔ میرے ڈوب جانے کا اندیشہ ہوا تو شفقتیں ہاتھ بڑھا کر سکونِ قلب و رُوح اور اُمید فردا کا سامان فراہم کر گئیں۔

الحمدللہ الحمدللہ ثم الحمدللہ

آج کے صبح و شام پچھلے دو دنوں سے قدرے مختلف سے تھے۔ آج غم و اندوہ اور جذباتِ تشکر میں منازل طے کرنے کے بعد پہلی بار ایسا ہوا کہ اُمید افزا اشارے ملے۔ بیان کرنے کے لئے لفظ تو موجود ہیں، لیکن میں عمداً بیان نہیں کروں گا کیونکہ میرے ضمیر کی طرف سے یہی ہدایت مل رہی ہے۔ عشاء سے فارغ ہو کر سو گئے۔

۲۴ نومبر ۱۹۹۴ء

پرسوں علی الصبح ہمیں عمرے کی غرض سے مکّہ مکّرمہ کا سفر درپیش ہو گا۔ گویا مدینہ منورہ سے جدائی کا وقت قریب آ رہا ہے۔ جذبات ہیں کہ چاروں طرف سینے کی حدود سے باہر آنے کو بے تاب ہیں۔ خاموش برسات طوفانوں کو دعوت دے رہی ہے۔ کھُل کر رونے کو جی چاہتا ہے۔ آواز کے ساتھ حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خطاب کرنے کے لئے بیقرار ہو جاتا ہوں۔ یوں کہئے کہ بچہ اپنی ماں سے جدا ہوتے وقت اپنی سابقہ جدائی کا گلہ پہلے کرتا ہے اور آنے والی جدائی کا خوف اسے مزید تڑپاتا ہے۔

آج بوقتِ تہجد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں یک لخت حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احسانات و توجہات کی ریل آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی۔ ایک بیخودی طاری ہو گئی۔ کیا آنکھوں کا یہ کم احسان ہے کہ ابتلاء کے ایسے سنگین لمحات میں چشمے بن کر پھوٹ پڑتی ہیں اور اس سمت میں بہہ نکلتی ہیں جہاں انہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مشاہدہ فرما سکیں اور اپنے کرم کے دروازے وا کر دیں۔

بہت کچھ کہا، بہت واویلا کیا، فریادوں کی انتہاء کر دی۔ دستِ کرم نے بڑھ کر تشفی دی اور دلجوئی کی۔

الحمدللہ الحمدللہ ثم الحمدللہ

مغرب سے پہلے مَیں منبر شریف کے سامنے چلا گیا اور وہاں بیٹھے اس انقلاب آفرین دور میں پہنچ گیا۔ جب والئی دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس منبر پر تشریف فرما ہو کر اپنے قدسی صفت اصحاب

رضی اللہ عنہم کو ایک جہانِ نو تعمیر کرنے کا درس دیا کرتے تھے۔ سننے والے اپنے رہبر و رہنما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرف حرف پر جانیں قربان کر دینے کا عہد کیا کرتے تھے، اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ عمل میں بہ نفس نفیس ان ؓ کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ اس خیال نے، کہ ہم کو وہ زمانہ کیوں نہ ملا، جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم منبر کے سامنے ہمہ تن گوش اس خاموشی سے بیٹھے ارشاداتِ عالیہ کو حرفاً و معناً اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا کرتے تھے جیسے پرندہ ان کے سر پر بیٹھا ہو اور مبادا ان کے ہلنے سے وہ اُڑ جائے گا، سینے میں ہلچل پیدا کر دی اور اپنی نارسائی کا شدت سے احساس ہوا۔

مغرب مواجہہ شریف کے قرب میں ادا کی اور وہاں ستون سے ٹیک لگائے دیر تک اپنے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب رہا۔ حضرات سیدنا ابوبکر صدیق ؓ و عمر فاروق ؓ پر سلام بھیجے اور ان کی وفاؤں اور وفا کیشیوں کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

۲۵ نومبر ۱۹۹۴ء

آج جمعۃ المبارک ہے۔ کتنی خواہش تھی کہ جمعہ کی نماز حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نصیب ہو۔ آج طالع بیدار ہیں۔ اپنی خوش بختی پر نازاں ہوں۔ ظہر سے قبل توحید قمر ضروری کاموں کے لئے باہر گیا تو میں درود و سلام کی تسبیح کرنے لگا۔ کمرے میں دوسرا کوئی نہ تھا۔ طبیعت موزوں اور ہمہ تن توجہ تھی۔ آواز دے دے کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوا۔ بہت کچھ عرض کر لیا۔ روح کو سکون آگیا۔

جمعہ کی نماز میں چار پانچ لاکھ لوگوں نے یہ سعادت پائی ہوگی۔ آج تو چھت پر جانے والے برقی زینے کے بند دروازے بھی کھول دیئے گئے تھے تا کہ جگہ کم نہ پڑ جائے۔ خطبہ شروع ہونے سے پہلے مجھے وقت مل گیا اور میں نے اپنے پیارے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کے حضور ان گنت التجائیں، درخواستیں اور عرض داشتیں یکے بعد دیگرے پیش کر دیں۔ اس عمل خیر میں تقریباً ایک گھنٹہ لگ گیا۔ اِدھر میری آنکھ کا پانی ختم ہوا اُدھر جمعہ کی آذان بلند ہوگئی۔ ان کے بعد جس قدر

ممکن ہوا، نوافل پڑھے، طویل خطبہ سنا، طویل قرأت والی نمازِ جمعہ ادا ہوئی۔ آج کی نمازوں میں یہ احساس قلب و جگر پر سوار ہے کہ کل صبح مدینہ چھوڑ دینا ہے۔ ہر نماز سے پہلے اور بعد مناجاتیں ہو رہی ہیں اور بعض خوش بخت ساعتیں ایسی بھی مل جاتی ہیں جب لطف و اکرام عطا ہو رہے ہوتے ہیں۔ اسی غم انگیز کیفیت ہجر و وصال میں مواجہہ شریف، منبر و محراب، پائے مبارک، اصحاب صفہؓ، جائے مبارک تہجد حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حاضری دی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بار بار کائنات کے کُل ذروں کے برابر درود و سلام کے گلدستے پیش کئے۔ احباب و اعزہ کی جانب سے بھی سلام پیش کئے۔ کل صبح ہمیں مکہ مکرمہ بغرضِ عمرہ روانہ ہونا ہے۔

۲۶ نومبر ۱۹۹۴ء

تہجد اور فجر ادا کرنے کے بعد بھاری دل کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو الوداع کہا۔ موقع کی مناسبت سے دعائیں کیں۔ ہوٹل میں آکر سامان سمیٹا اور وضو کر کے احرام باندھا۔ نوافل پڑھے۔ نیت کی کہ آج میں نے اپنے والد مرحوم کا اور توحید قمر نے اپنی دادی مرحومہ کا عمرہ ادا کرنا ہے۔ ہوٹل کے عملہ سے رُخصت ہو کر ٹیکسی میں بیٹھ کر اڈے پر پہنچے جہاں سے ۸ سیٹر گاڑی پر مکہ معظمہ کے لئے آٹھ بجے روانہ ہوئے اور ڈیڑھ بجے مسجد الحرام کے سامنے اُترے۔ اڈے سے اپنے سابقہ ہوٹل پہنچے، آرام کیا اور پھر غسل کر کے پونے پانچ بجے مسجد الحرام پہنچ گئے۔ طواف کیا۔ مقامِ ابراہیمؑ پر نوافل پڑھے۔ آبِ زمزم پیا اور توحید قمر نے کرسی پر بٹھا کر مجھے سعی کرائی اور اپنی سعی کی۔ بال ترشوائے اور یوں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت سے میں نے اپنے والد مرحوم کے لئے ڈھیروں دعائیں کرلیں اور ان کے لئے ایک عمرہ کر کے ان کی روح کو ثواب پہنچایا۔ توحید قمر نے بھی یہی عمل اپنی دادی کے لئے کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مرحومین کے لئے یہ عمرے منظور و قبول فرمائے۔

ہماری ٹیکسی بیئرِ علیؓ کے مقام پر رُکی تا کہ جو لوگ ابھی احرام نہیں باندھ سکے تھے وہ یہاں احرام باندھ سکیں اور نیت کر کے نوافل ادا کر سکیں۔ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آئے ہوئے عمرہ کی نیت رکھنے

والوں کے لئے یہ میقات ہے۔ سعودی حکومت نے اس میقات پر حجاج کے لئے جو انتظامات کئے ہیں، میں اِن کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تفصیل میں جاؤں تو درجنوں صفحات لکھنا پڑیں۔ بس اتنا ذکر کافی ہے ہر چیز مع عمارات و باغات بے مثل اور بے بدل ہے۔

عشاء کے بعد مسجد الحرام سے ہوٹل آئے۔ احرام اُتار کر عام کپڑے پہنے اور بِلا کچھ کھائے ہم سوگئے۔ الحمدللہ کہ آج زیارتِ حرمین اور عمرے کا پروگرام بطریقِ احسن انجام پذیر ہوا۔ میری ضعیفی اور کمزوری کو توحید قمر نے سہارا دیئے رکھا اور مجھے ایک لمحے کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ فرائض کی ادائیگی میں میری طبعی نارسائیاں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ اجر دے جس کا وہ مستحق ہے۔

۲۷ نومبر ۱۹۹۴ء

آج کی نمازوں سے پہلے اور بعد مسجد الحرام کے اندر ربِ کریم کعبہ سے رُخصت بخیر طلب کی گئی اور حرمین شریفین میں اس زیارت کے دوران مانگی گئی دُعاؤں کی قبولیت کے لئے بار بار بصد اِنکسار التجائیں پیش کیں اور ہر دو جگہوں پر شفقت اور عطا کے لئے شُکر ادا کیا۔

عبدالغفور قمر

دیباچہ

کراچی سے اقلیم نعت نے ایک علمی و کتابی سلسلہ شروع کیا ہے۔ ایک سال کے دوران اِس نے "نعت رنگ" (تنقید) نمبرا اور نمبر۲ شائع کئے ہیں۔ احقر نے ہر دو کتب کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے۔ اِس میں نعت کی دُنیا سمیٹ دی گئی ہے۔ ناقدین نے تعمیری جذبہ کے تحت محبّت، عقیدت اور نعت پرستی سے مغلوب ہو کر اصنافِ نعت پر قلم اُٹھایا ہے۔ اُن کے اِظہار میں اَدب کی چاشنی کے ساتھ ساتھ نعت گوؤں کے لئے ہمدردی اور تعلق قلبی بھی ہے۔ اِن کتب کے مطالعہ سے منکشف ہے کہ سمندر کے کنارے آباد شہر کراچی خود بھی نعت کے شہر کا سمندر ہے۔ احقر کو بحرِ تنقید کے شناور ہونے کا دعویٰ نہیں البتہ قدردان بننے کا عزم ضرور رکھتا ہوں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ 'نعت رنگ' کے نمودار ہونے سے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے نعت کے خزانے کی تلاش کے لئے الہ دین کا چراغ ہاتھ لگ گیا ہو۔

'ماہنامہ نعت لاہور' کے بیشتر شماروں کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ جریدہ ہذا کے ایڈیٹر راجہ رشید محمود اور دیگر ممبران ادارہ کی اہلیت اور محنت قابلِ ستائش ہے۔ اِس موقرو مقدس گلدستہ سے چند پھول چُنے ہیں۔ انتخاب کا معیار احقر کا اپنا ہے۔ اُسے مناجاتی رنگ مرغوب ہے۔ وارداتِ قلبی اور ناشراتِ حضوری کا خوبصورت اِظہار اچھا لگتا ہے۔ وہ اِسے عاجزانہ دُعا سمجھتا ہے۔ جو اعلیٰ ادبی اور حقیقی دینی رُوح دِلکش جزدان میں رکھ کر پیش کردی گئی ہو، اور جس سے تشکر و اطمینان، اعتبار و یقین اور عجز و اِنکسار کی حسین و دلنواز شعاعیں پھوٹتی ہوں۔ احقر عمر کی آخری منزل سے گزر رہا ہے۔ اِس عمر میں وہ روحانی رشتوں کو مستحکم کرنے اور قربِ الٰہی کا متمنی ہے، اور آرزومند ہے۔ کہ جب تک سانس کی ڈوری قائم ہے، اُسے نعت پڑھنے اور اپنے من پسند اشعار رقم کرنے کی توفیق میسّر رہے۔ (آمین) اِس

متبرک جریدہ کے مختلف شماروں سے احقر نے جو موتی جمع کیے ہیں، وہ پیش خدمت ہیں۔ بات ختم کرنے سے پہلے اِس حقیقت کی تکرار پر خود کو مجبور پا رہا ہوں کہ راجہ رشید محمود اور اُن کے وابستگان کے لئے دُعا کروں کہ اللہ تعالیٰ نعت کی خدمت کے لئے اُن کو تادیر سلامت رکھے، اور وہ اِس میدان میں آنے والی نسلوں کے لئے انمول خزانے جمع کر جائیں، اور چراغ سے چراغ جلتے جائیں۔

مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارگاہِ کبریا میں

میری یہ تجھ سے عرض ہے، اے ربِ کردگار!
توفیق دے مجھے کہ مَیں تا عرصۂ شمار
مدح و ثنائے مولیٰ کئے رکھوں اختیار
میرا یہی طریق ہو، میرا یہی شعار

محشر میں جب فرشتے عمل تولنے لگیں
نعتیں مرے حساب میں خود بولنے لگیں

یاالٰہی! ہر جگہ تیری عطاء کا ساتھ ہو — جب پڑے مُشکل، شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو — شادیِ دیدارِ حُسنِ مُصطفیٰؐ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات — اُن کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر — امن دینے والے پیارے پیشواؐ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے — صاحبِؐ کوثر، شہِ جُود و سخاؐ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن — دامنِ محبوبؐ کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! نامۂ اعمال جب کُھلنے لگیں — عیب پوشِؐ خلق، ستارِؐ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط — آفتابِؐ ہاشمی، نُورالھدیٰؐ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں — قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اُٹھائے — دولتِ بیدارِ عشقِ مُصطفیٰؐ کا ساتھ ہو

شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ

یا خدا! جسم میں جب تک کہ مری جان رہے — تجھ پہ صدقے، ترے محبوبؐ پہ قربان رہے

شامیانہ پہ جبرئیلؑ کا ہو تربت پر — کشتۂ عشقِ محمدؐ کی یہ پہچان رہے

کچھ رہے یا نہ رہے، پر یہ دُعا ہے کہ امیرؔ — نزع کے وقت، سلامت مرا ایمان رہے

امیرؔ مینائی

دوسرا کون ہے، جہاں تُو ہے — کون جانے تجھے، کہاں تُو ہے
لاکھ پردوں میں، تُو ہے بے پردہ — سو نشانوں میں بے نشاں تُو ہے
تُو ہے خلوت میں، تُو ہے جلوت میں — کہیں پنہاں، کہیں عیاں تُو ہے
نہیں تیرے سوا یہاں کوئی — میزباں تُو ہے، مہماں تُو ہے
نہ مکاں میں، نہ لامکاں میں کچھ — جلوہ فرما یہاں وہاں تُو ہے
رنگ تیرا چمن میں، بُو تیری — خُوب دیکھا، تو باغباں تُو ہے
محرمِ راز تُو بہت ہیں امیرؔ — جس کو کہتے ہیں راز داں، تُو ہے

امیرؔ مینائی

سید امین گیلانی کے حمدیہ اشعار نظرنواز ہوئے۔
شاعر کے یقین، ایمان، عزم اور ولولے نے مجھے متاثر کیا۔ درحقیقت میرے جذبات بھی سید صاحب کے ارادوں سے ہم آہنگ ہیں۔

مؤلف

مخلوق کو سجدہ نہ کیا ہے، نہ کریں گے — یہ ظلم گوارا نہ کیا ہے، نہ کریں گے
اللہ کے سوا سجدہ، ہے توہین بشر کی — سر خم کبھی اپنا، نہ کیا ہے، نہ کریں گے

ذلت ہے، جو اِس دَر کے سِوا ہاتھ پساریں
ہم نے کبھی ایسا نہ کیا ہے، نہ کریں گے

جو صاحبِ ایماں ہیں، کبھی پیٹ کی خاطر
اِیمان کا سودا نہ کیا ہے، نہ کریں گے

اِنشاء اللہ! باطل سے دبیں گے، نہ دبے ہیں
جھوٹا کبھی دعویٰ نہ کیا ہے، نہ کریں گے

قوّالوں کی دُھن پر کوئی ناچے، کوئی تھرکے
ہم نے یہ تماشا نہ کیا ہے، نہ کریں گے

تقدیس کے پردے میں کوئی مال بٹورے
یُوں قوم سے دھوکا نہ کیا ہے، نہ کریں گے

تلواروں کے سائے میں بھی حق ہوگا زباں پر
ہم نے کبھی اِخفا نہ کیا ہے، نہ کریں گے

سید امین گیلانی

ترے خیال سے ملتی ہے روشنی دل کی
ہر ایک غم کی گرہ کھولتا ہے تیرا نام

وہ خوش نصیب ہیں جن پر تری عنایت ہو
ترا خیال کرم ہے، تری نظر اِنعام

ہے تیری یاد سہارا دلِ افسردہ کا
سکونِ زیست ہے تیری عنایتوں کا نام

میں تیرے لطف و کرم کی اُمید رکھتا ہوں
دُرست کر دے زمانے میں میرے سارے کام

یہ میرا نفس نہ کر دے، کہیں مجھے گمراہ
بچا بچا! مجھے اس آگ سے، اے ربِ انام!

وہ خوش نصیب گھڑی مجھ کو بھی عطا کر دے
طوافِ کعبہ کروں، پاؤں میں ترا انعام

الٰہی! تُو مرا خالق ہے، تُو مرا معبود
نہیں ہے تیرے سوا اور کوئی، قصّہ تمام

باقی صدیقی

حمد و نعت گوئی میں بہزاد لکھنوی کا منفرد مقام ہے۔ اُن کے یقین و ایمان اور زبان و بیان کی رفعتیں آسمانوں کو چھوتی ہیں۔

مؤلف

حمد کیوں کر نہ ہو بیاں تیری — شان ہر سمت ہے عیاں تیری

تُو رحیم و کریم خالق ہے — سب کے لب پر ہے داستاں تیری

بے نشانی، نشان ہے تیرا — بے نشانی، یہ بے نشاں، تیری

اِبتداء تُو، محیطِ کُل ہے تو — یاد آتی ہے ہر زماں تیری

بہزاد لکھنوی

لبیک لا شریک لک لبیک

کعبہ پہ پڑی جب پہلی نظر، کیا چیز ہے دُنیا بھول گیا — یُوں ہوش و خرد مفلوج ہوئے، دِل ذوقِ تماشا بھول گیا

جِس وقت دُعا کو ہاتھ اُٹھے، یاد آ نہ سکا، جو سوچا تھا — اظہارِ عقیدت کی دُھن میں، اظہارِ تمنا بھول گیا

پہنچا جو حرم کی چوکھٹ تک، اِک ابرِ کرم نے گھیر لیا — باقی نہ رہا یہ ہوش مجھے، کیا مانگ لیا، کیا بھول گیا

ہر وقت برستی ہے رحمت، کعبہ میں جمیلؔ، اللہ اللہ — خاطی ہوں میں کتنا، بھول گیا، عاصی ہوں میں کتنا، بھول گیا

جمیلؔ نقوی

طوافِ وداع

عشق کو حُسن کے انداز سکھا لوں، تو چلوں ۔۔۔ منظرِ کعبہ نِگاہوں میں بسا لوں، تو چلوں
شوقِ بے تاب کو دِیوانہ بنا لوں، تو چلوں ۔۔۔ راہ پر دِل کو جدائی کی لگا لوں، تو چلوں
اپنے محبوبِ حقیقی کو منا لوں، تو چلوں ۔۔۔ اپنی بگڑی ہوئی ہر بات بنا لوں، تو چلوں
درِ کعبہ سے پھر اِک بار لپٹ کر رو لوں ۔۔۔ اور کچھ اشک ندامت کے بہا لوں، تو چلوں
چُوم لوں بڑھ کے پھر اِک بار غلافِ کعبہ ۔۔۔ تشنگی ہونٹوں کی کچھ اور بجھا لوں، تو چلوں
سامنے ملتزمِ پاک کے، با عجز و نیاز ۔۔۔ اپنی روداد پھر اِک بار سُنا لوں، تو چلوں
جس کے انوار سے روشن ہے حطیمِ کعبہ ۔۔۔ اپنے سینے میں وہی شمع جلا لوں، تو چلوں
ایک بار اور، ابراہیمؑ کے قدموں کے قریب ۔۔۔ اپنا سر سجدۂ واجب میں جُھکا لوں، تو چلوں
ابھی آلودگیِ قلب و نظر باقی ہے ۔۔۔ آبِ زمزم سے ابھی اور نہا لوں، تو چلوں

جمیلؔ نقوی

اے خدائے کریم! اے ستار! ۔۔۔ کس سے ہو تیری نعمتوں کا شمار
تُو ہی رحمان ہے، رحیم ہے تُو ۔۔۔ بے طلب دے جو، وہ کریم ہے تُو
حی و قیوم، لا شریک لہ ۔۔۔ ہے ترا ذکر ہر کہیں، ہر سو

تو ہی معبود ہے، تو ہی مسجود ہے تری ذاتِ پاک لا محدود

بے نواؤں کو بے نیاز کرے تُو جِسے چاہے سرفراز کرے

تیرے لُطف و کرم پہ نازاں ہوں تیرے محبوبؐ کا ثنا خواں ہوں

عشقِ خیر البشرؐ عطا کر دے دامنِ دِل کو نُور سے بھر دے

حافظ لدھیانوی

حمد خالق کی ہے مِرے لَب پر کیا سُہانا ہے زندگی کا سفر

نام پہلا جو کان میں تھا پڑا نام تھا وہ خدائے اکبر کا

ذات اُس کی ہے یکہ و تنہا ساری مخلوق کا وہی ہے خدا

وحدہ، لاشریک ذات اُس کی ہوں بیاں کِس طرح صفات اُس کی

جو بھی چاہے کرے، وہ مالک ہے جِس کو دے اور نہ دے، وہ مالک ہے

ہے وہ روزِ حساب کا مالک ہے عذاب و ثواب کا مالک

کبریائی اُسی کو زیبا ہے ہر بڑائی اُسی کو زیبا ہے

عجز کو وہ پسند کرتا ہے محترم ہے جو اُس سے ڈرتا ہے

ہے مِرے ساتھ ہر گھڑی ہر پل وہی کرتا ہے مشکلوں کو حل

سُننے والا ہے وہ دُعاؤں کا بے نواؤں کی اِلتجاؤں کا

رنج و غم سے نجات دیتا ہے مجھ کو ذوقِ حیات دیتا ہے

مُجھ پہ اُفتاد جب بھی آئی ہے اُس نے بگڑی مِری بنائی ہے

مرحلہ جب بھی سخت آتا ہے — منزلِ عافیت دِکھاتا ہے

رِزق وہ بے حساب دیتا ہے — ہر دُعا کا جواب دیتا ہے

وہی آنکھوں کو نور دیتا ہے — وہی قلبِ حضور دیتا ہے

اُس نے بخشی ہے سوز کی دولت — ہے عطا کردہ اُس کی، ہر نعمت

سب کے عیبوں کو وہ چھپاتا ہے — شانِ عفو و کرم دِکھاتا ہے

حمد گوئی پہ کر دِیا مامور — ہے بھلائی مری اُسے منظور

اُس کا احساں ہے اپنے بندوں پر — ہم میں بھیجا ہے اپنا پیغمبرؐ

جِسؐ کی سیرت ہے نُور کا مینار — جِسؐ کی ہر اِک ادا ہے عنبر بار

جِسؐ کی ممنون اِک خدائی ہے — مظہرِ شانِ کبریائی ہے

اشک جِسؐ کو سلام کرتے ہیں — خامشی میں کلام کرتے ہیں

جوؐ سہارا ہے بے سہاروں کا — جوؐ مداوا ہے غم کے ماروں کا

جِسؐ کا دربار ہے پناہ جہاں — اِک زمانے کی جو ہے جائے اماں

اُسؐ کے اُسوہ پہ ہو عمل میرا — زندگی کا حسین ہو رستہ

زندگی اُسؐ کی یاد میں ہو بسر — ہو عدم کے لئے یہ زادِ سفر

زندگی کا مری ہو خوش انجام — لَب پہ نعتِ نبیؐ ہو صبح و شام

اُسؐ کی سیرت ہو رہنما میری — اے خدا! ہے یہی دُعا میری

حافظ لدھیانوی

ثناء و حمد ہے لب پر مرے اُس ذاتِ باری کی — وہ جس نے میری کشتِ آرزو کی آبیاری کی

اُسی کے لُطف سے ہوتی ہیں ساری مُشکلیں آساں — کرم سے اُس کے ہوتا ہے ہر اک کے درد کا درماں

اُسی کے دَر سے دُنیا خیر کی خیرات پاتی ہے — کوئی اُفتاد پڑتی ہے، تو اُس کی یاد آتی ہے

اُسی کے قبضہ قدرت میں عزّت اور ذِلّت ہے — جو ہے گھیرے ہوئے سارے جہاں کو، اُس کی رحمت ہے

اُسی کا لُطف بنتا ہے سہارا بے سہاروں کا — پتہ دیتا ہے طوفاں میں، سفینوں کو کناروں کا

کرم کی ہے توقع سب کو، اُس کے آستانے سے — لئے جاتے ہیں بھر بھر جھولیاں اُس کے خزانے سے

محیطِ اَنفس و آفاق ہے، لُطف و کرم اُس کا — نشانِ مصدرِ جُود و سخاوت ہے حرم اُس کا

لباسِ برف پہنایا ہے اُس نے کوہساروں کو — ہزاروں رنگ کے پیکر دیئے رنگیں بہاروں کو

مزین کر دیا سطحِ فلک کو چاند تاروں سے — سجایا ہے زمیں کی گود کو دِلکش نظاروں سے

وہی ستار ہے، جو ڈھانپ لیتا ہے گناہوں کو — وہی سُنتا ہے، بندوں کی دُعاؤں التجاؤں کو

وہی بن کر محبّت خلوتِ جاں میں اُترتا ہے — مرے اشکِ ندامت میں دُعا کا رنگ بھرتا ہے

لبِ حافظؔ پہ رہتے ہیں ترانے حمدِ باری کے — سلیقے حق نے بخشے ہیں اُسے طاعت گذاری کے

حافظؔ لدھیانوی

کیف اور ہو ذکر پاک ترا — لُطف کی مُجھ پہ اِنتہا کر دے

میرا مقصود آستاں ہو ترا — ماسوا سے مُجھے رہا کر دے

وجہِ تسکیں ہو دِل کی بیتابی ۔۔۔ درد کی لذتیں عطا کر دے

خامشی میں ہو لُطفِ گویائی ۔۔۔ میرے ہر اَشک کو صدا کر دے

مغفرت کی نوید دے مجھ کو ۔۔۔ پُر اَثر میری اِلتجا کر دے

میرے فِکر و خیال کو یا رب! ۔۔۔ وقفِ توصیفِ مُصطفیٰؐ کر دے

لَب پہ ہو وقتِ نزع نام ترا ۔۔۔ خاتمہ اِس طرح مِرا کر دے

حافظؔ لدھیانوی

ثناء اُس کی کہ جس نے کر دیئے کُن سے جہاں پیدا ۔۔۔ زمین و آسمان پیدا، مکان و لامکاں پیدا

ثناء اُس کی کہ جو مایُوس بندوں کا سہارا ہے ۔۔۔ جو بیچاروں کا چارا ہے، جو بے یاروں کا یارا ہے

ثناء اُس کی جو افسردہ دِلوں میں رنگ بھرتا ہے ۔۔۔ مِرے ہر اشک کو جو گوہرِ نایاب کرتا ہے

ثناء اُس کی کہ جو مُشکل میں سب کے کام آتا ہے ۔۔۔ سکوں مِلتا ہے، جب اُس کا زباں پر نام آتا ہے

ثناء اُس کی، گدازِ جاں کی نعمت جس نے بخشی ہے ۔۔۔ ثناء اِس کی، کہ یہ اَنمول دولت جس نے بخشی ہے

ثناء اُس کی، کرم جس کا ہے درد و غم کے ماروں پر ۔۔۔ ثناء اُس کی، جو لاتا ہے سفینوں کو کناروں پر

ثناء اُس کی، مسافر کو جو پہنچاتا ہے منزل پر ۔۔۔ کھلاتا ہے گُلِ شاداب اُمیدوں کے ساحل پر

ثناء اُس کی، کُھلا رکھتا ہے جو توبہ کا دروازہ ۔۔۔ لگا سکتا نہیں جس کے کرم کا کوئی اندازہ

ثناء اُس کی، کہ جس کا دَر ہے سرچشمۂ محبّت کا ۔۔۔ نہیں رُکتا کسی بھی لمحے، دریا، لُطف و رحمت کا

ثناء اُس کی، کہ جو ہر اشک کو موتی بناتا ہے ۔۔۔ ثناء اُس کی، خزانے رحمتوں کے جو لُٹاتا ہے

ثناء اُس کی، جو زِندانی کو اوجِ بخت دیتا ہے ۔۔۔ ثناء اُس کی، کہ جو یوسف کو تاج و تخت دیتا ہے

ثناء اُس کی، ہرا کرتا ہے جو اُمید کا گُلشن
خبر یعقوبؑ نے پائی، جو پائی بُوے پیراہن

ثناء اُس کی، عطا کی جس نے وسعت ریگزاروں کو
عطا کی دِلکشی اُم القریٰ کے کوہساروں کو

ثناء اُس کی، متاعِ اُخروی جس کی اطاعت ہے
ثناء اُس کی، کہ جس کے نام میں لذت ہے، راحت ہے

ثناء اُس کی، عبادت گاہِ عالم ہے حرم جس کا
ہر اِک منظر نگاہِ شوق میں ہے محترم جس کا

ثناء اُس کی، کہ بیت اللہ میں انوار ہیں جس کے
حرم میں مغفرت کے ہر جگہ آثار ہیں جس کے

ثناء اُس کی، اُتارا ہے نظامِ زندگی جس نے
کلامِ پاک کی ہم کو عطا کی روشنی جس نے

ثناء اُس کی، کیا معبوث جس نے سرورؐ عالم
امامؐ الانبیا، فخرؐ رُسل، پیغمبرؐ اعظم

ثناء اُس کی، کہ ہے احسان جس کا بعثتِ ہادیؐ
رگِ مردہ میں جسؐ نے زندگی کی رُوح دوڑا دی

ہے جس کی ہر صفت حافظ حدودِ فہم سے بالا
وہی ہے قادرِ مطلق، وہی ہے ربی الاعلیٰ

حافظ لدھیانوی

دِل کی آنکھوں سے جو دیکھا ہے گلستاں کی طرف
رگِ گُل میں بھی نظر آیا ہے رشتہ تیرا

کونسا دِل ہے کہ جو خوگرِ تسبیح نہیں
کونسا سر ہے کہ جس میں نہیں سودا تیرا

صحنِ گُلشن میں کوئی گوش برآواز تو ہو
لالہ و گُل کی زباں پر بھی ہے نغمہ تیرا

شہہؐ کونین محمدؐ کو بنایا تُو نے
نسلِ آدمؑ پہ ہے احسان یہ کتنا تیرا

حسرت حسین حسرت

فکرِ اَسفل ہے مِری، مرتبہ اعلیٰ تیرا
وَصف کیا خاک لکھے، خاک کا پُتلا تیرا

طُور ہی پر نہیں موقوف اُجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں، جلوۂ زیبا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذِکر ترا، دشت میں چرچا تیرا

میکدہ میں ہے ترانہ، تو اذاں مسجد میں
وَصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

آفریں اہلِ محبّت کے دِلوں کو اے دوست
ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا

اب جماتا ہے حسنؔ اُس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا جو محبوب ہے، پیارا تیرا

مولانا حسنؔ رضا خاںؒ

ہے پاک رُتبہ فکر سے اُس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے، نہ کام امتیاز کا

افلاک و ارض، سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تُو جہاں کے نشیب و فراز کا

اِس بیکسی میں دِل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سُنا جو رحمتِ بیکس نواز کا

مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے
دے لُطف میری جان کو سوز و گداز کا

تُو بے حساب بخش! کہ ہیں بے حساب جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِؐ حجاز کا

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں، تو کیسے بڑے کارساز کا

حسنؔ رضا خان

اُسی نے ایک حرفِ کُن سے پیدا کر دیا عالم
کشاکش کی صدائے ہاؤ ہُو سے بھر دیا عالم

نظامِ آسمانی ہے اُس کی حکمرانی سے
بہارِ جاودانی ہے اُسی کی باغبانی سے

اُسی کے نُور سے پُرنور ہیں، شمس و قمر، تارے
وہی ثابت ہے، جس کے گرد پھرتے ہیں یہ سیارے

زمیں پہ جلوہ آرا ہیں مظاہر اُس کی قدرت کے
بچھائے ہیں اُسی دانا نے دسترخوان نعمت کے

یہ سرد و گرم، خشک و تر، اُجالا اور تاریکی
نظر آتی ہے سب میں شان، اُس کی ذاتِ باری کی

وہی ہے، کائنات اور اُس کی مخلوقات کا خالق
نباتات و جمادات اور حیوانات کا خالق

وہی خالق ہے دِل کا اور دِل کے نیک اِرادوں کا
وُہی مالک ہمارا، اور ہمارے باپ دادوں کا

بشر کو فطرتِ اِسلام پر پیدا کیا جس نے
محمدؐ مصطفیٰؐ کے نام پر شیدا کیا جس نے

حفیظ جالندھری

مرے در پہ خالق ذوالمنن، جو مری جبین نیاز ہو
مجھے بے کسی پہ غرور ہو، مجھے بے نوائی پہ ناز ہو

مجھے سوز عشق کا ساز دے، مجھے درد زہرہ گداز دے
مری مثل شمع ہو آبرو، یہی میرا سوز و گداز ہو

مری یاس کی شب تار میں، مرے غم کے گرد و غبار میں
ترا لطف چارہ نواز ہو، ترا نور جلوہ طراز ہو

غم ماسوا سے نجات دے، مجھے اپنے غم کی برات دے
درغیر مجھ پہ فراز ہو، فقط ایک در ترا باز ہو

کوئی ایسا طرفہ نظام ہو، کہ جہاں کا صدق پہ کام ہو
نہ ہوس کے ہاتھ زمام ہو، نہ یہ نفس کی تگ و تاز ہو

دل دیدہ میں وہ سمائے تُو، وہ شرار شوق جگائے تُو
مرے ارغنونِ حیات میں یہی پردہ ہو، یہی ساز ہو

مرا حسبی اللہ حصار ہو، مرا لا تخف پہ قرار ہو
ہو مرا مقام بلند تر جو کمند فتنہ دراز ہو

تجھے ناظرا تنی ہو فکر کیوں، غم و اضطراب کا ذکر کیوں
ترے فکرِ کار میں رات دن جو ترا غریب نواز ہو

خوشی محمد ناظر

پیکر جرم ہوں مَیں، ایزدِ غفار ہے تُو
میں بداعمال و بدافعال ہوں، ستار ہے تُو

کون ہے تیرے سوا، تو ہی تو ہے، ربِ کریم
اپنی مخلوق پہ ہر آن تو ہی تو ہے رحیم

وہ خطا کار و گنہگار و سیاہ کار ہوں میں
سخت سے سخت سزا ہے جو، سزاوار ہوں میں

باعث شرم لبوں کو نہیں کچھ تاب بیاں
بن کہے تجھ پر مگر ہے مرا سب حال عیاں

تیرے افضال سے واقف ہے مرا دیدہ نم
جوش رحمت میں برستا ہے ترا ابر کرم

کس قدر فضل ہے تیرا یہ گنہگاروں پر
رحم کرتا ہے جو توبہ کے طلب گاروں پر

ہو نظر مجھ پہ بھی، کر دور پریشانی کو
مژدۂ عفو ملے میرے پشیمانی کو

سجاد یزدانی (ملتان)

حوصلہ دے فکر کو، اور بارشِ فیضان کر
ہے ثناء تیری بہت مشکل، اِسے آسان کر

زِیست کے تپتے ہوئے صحرا میں ہوں، اِس سے نکال
میرے سَر پر، بیکراں رحمت کی چادر تان کر

خیمۂ شب سے یہی آواز آتی ہے صبیحؔ
حمد لکھ، اور اِس طرح بخشش کا کچھ سامان کر

صبیحؔ رحمانی

تری شان سب سے عظیم ہے تری ذات سب سے قدیم ہے

ترے نام دِل کا سرور ہیں ترے نام آنکھوں کا نُور ہیں

تجھے اپنا ناموں کا واسطہ ترا فضل ہم پہ رہے سدا

کوئی ماہ ہو، کوئی سال ہو ترا لُطف شاملِ حال ہو

کوئی مرحلہ ہو حیات کا رہے آسرا تری ذات کا

ملیں دو جہانوں کی دولتیں ترے سب خزانوں کی دولتیں

کبھی لَب پہ تیری ثنا رہے کبھی ذِکر صلِ علیٰ رہے

اے ملیک و مالک و کبریا نہیں اور کوئی ترے سوا

عابدؔ نظامی

حقیر نظروں سے دیکھتے ہیں جنہیں یہ دُنیا پسند بندے
اُنہی کے ٹوٹے ہوئے دِلوں میں ہے ربِ اکبر، مقام تیرا

خدایا! محشر میں بھی تعلق، اُسی شفیعؐ و کریمؐ سے ہو
کہ زندگی میں ملا ہے جسؐ سے، ہدایت افزا کلام تیرا

جُھلستے صحرا میں ہے اکیلا، سفر ہے دُشوار، دُور منزل
کرم کا مینہ مانگتا ہے یا ربّ! یہ عابدِ تشنہ گام تیرا

عابدؔ نظامی

تُو ہے ابتدا، تُو ہے انتہا، ترِی شانِ جلّ جلالہٗ — تُو تمام خلق کا آسرا، ترِی شان جلّ جلالہٗ

تُو کریم ہے، تُو عظیم ہے، تُو رؤف ہے تُو رحیم ہے — تُو قدیر و قادر و کبریا، ترِی شان جلّ جلالہٗ

جو بھی زندگی میں ہمیں ملا، ترے فضل ہی سے عطا ہوا — ترا شکر کیسے کریں ادا، تری شان جلّ جلالہٗ

عابدؔ نظامی

ہر ایک دُکھ کی دوا، لا اِلٰہ اِلا اللہ — کلیدِ فضل و عطا، لا اِلٰہ الا اللہ

مِرے شعور و تصوّر میں اس کی رعنائی — دِل و نظر کی ضیاء لا اِلٰہ اِلا اللہ

کریم ذات کا مجھ پہ ہے کس قدر یہ کرم — ہے لَب پہ صبح و مسا، لا اِلٰہ الا اللہ

عابدؔ نظامی

ہر شے فنا پذیر ہے اس کائنات کی — بس ایک اُس کی ذات ہے، جو پائیدار ہے

ہر شے ہے اُس کے سامنے درماندہ و حقیر — حاصل اُسی کی ذات کو سب اِقتدار ہے

عابدؔ! جو اُس کے حکم کے آگے ہو سر بہ خم — دُنیا و آخرت میں وُہی کامگار ہے

عابدؔ نظامی

تیری رحمت ہی سے ٹلتی ہے مصیبت سر سے
بے سہاروں کا زمانے میں سہارا تو ہے

کِس قدر پیار ہے مخلوق سے یا ربّ! تجھ کو
جس کا دُنیا میں نہ ہو کوئی، تو اُس کا تو ہے

پا برہنہ ہے جُھلستے ہوئے تھل میں عابدؔ
اِس پریشانی کے ہنگام میں سایۂ تو ہے

عابدؔ نظامی

پروردگار! آنکھ کو ایسی صفائی دے
ہر وقت جس کو گنبدِ خضرا دکھائی دے

وارفتگیِ شوق کو، منزل ہو اب نصیب
لرزیدہ پا کو شہرِ نبیؐ تک رسائی دے

محشر میں میرے نامۂ عصیاں کے باوجود
ان کے وسیلہ پاک سے مجھ کو رہائی دے

عبدالغنی تائبؔ

سُنتا ہے خدا، ہر دل کی صدا، مایوس نہ ہو، مایوس نہ ہو
محتاج نہ رہ، دامن پھیلا، مایوس نہ ہو، مایوس نہ ہو

اب دورِ بہار آ جائے گا، دِل کو بھی قرار آ جائے گا
ہے جوش پہ دریا رحمت کا، مایوس نہ ہو، مایوس نہ ہو

اُس کا تو کرم ہی شیوہ ہے، وہ مولیٰ ہے، تو بندہ ہے
کہتا ہے وُہی جب، مانگ دُعا! مایوس نہ ہو، مایوس نہ ہو

جو ختم نہیں ہوگا انجمؔ، وہ عہدِ بہار آ جائے گا
رکھ اپنا وظیفہ صلِّ علیٰ، مایوس نہ ہو، مایوس نہ ہو

قمرؔ انجم

قمر یزدانی کی یہ حمد بڑے دلپذیر انداز میں کہی گئی ہے۔ (مؤلف)

یارب! تو دو جہان کا پروردگار ہے
تیرے کرم سے گلشنِ کُن پر نکھار ہے

رعنائی چمن، یہ بہاروں کا بانک پن
تیرے جمال و حُسن کا آئینہ دار ہے

ہر ذرہ تیری قدرتِ کامل کا شاہکار
قائم تجھی سے گردشِ لیل و نہار ہے

شہ کو گدا کرے، تو گداگر کو بادشاہ
تو بزمِ کائنات میں ذی اختیار ہے

روشن ہیں تیرے نُور سے قلب و نظر مرے
اور تیرا ذکر وجہِ سکون و قرار ہے

عاصی ہے، پُرخطا ہے، گنہگار ہے قمرؔ
بخشش کا تجھ سے حشر میں اُمیدوار ہے

قمر یزدانی

الٰہی رحم! اب کیا دیر ہے تنزیلِ رحمت میں
مدد فرما! مدد کا وقت ہے، ہم ہیں مصیبت میں

گنہگار آنکھ میں بھر لائے ہیں آنسو ندامت کے
نہ اب آیا، تو کب جوش آئے گا دریائے رحمت میں

کرم تیرا نہ ہوگا اے خدا، گر میری کشتی پر
تو یارب! غرق ہو جائے گی دریائے ہلاکت میں

تجھی پر ناز ہے مجھ کو، تو ہی میرا معاون ہے
تری رحمت ہی کام آتی ہے میری ہر مصیبت میں

سوا تیرے کہاں جائیں، کدھر جائیں، کسے ڈھونڈیں
مدد کرنے کی طاقت بس ہے تیرے دستِ قدرت میں

قیصرؔ وارثی

کیجئے کِس زباں سے شُکرِ خدا　　کیں عطا اُس نے نعمتیں کیا کیا

ہیں عنایاتِ ایزدِ غفار　　یُوں تو ہم سب پہ بے حساب و شمار

ہے مگر یہ عجیب فضل و کرم　　کہ مخاطب کیا بخیرِ اُمم

شکر کِس طرح سے کریں اُس کا　　کہ کیا اُمتِ حبیبؐ خدا

وہ رسولِؐ خدا، شفیعِؐ اُمم　　ہے لقب جِن کا رحمتِ عالم

ہم پہ احسان یہ کیا کیسا　　اُنؐ کی اُمت میں جو کیا پیدا

ہے جو اِس دل کا مدعا یارب　　اپنی رحمت سے کر عطا یارب

بہ طفیلِ نبیؐ، رسولِؐ کریم　　ہو اِجابت مِری دُعا یارب

اب تو بے طرح مَیں تڑپتا ہوں　　ہوں مِری مُشکلیں رَوا یارب

اور یہ بھی تِری جناب میں ہے　　اب کفایتؔ کی اِلتجا یارب

اپنے پیارے حبیبؐ کے صدقے　　اِس خطا کو بھی بخشوا یارب

مولانا کفایتؔ علی کافی مراد آبادی

یاالٰہی! حشر میں خیرُؐ الوریٰ کا ساتھ ہو　　رحمتِ عالمؐ، جنابِ مُصطفےٰؐ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! ہے یہی دِن رات میری اِلتجا　　روزِ محشر شافعؐ روزِ جزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب قریبِ نیزہ آئے آفتاب　　اِس سزاوارِ خطابِ والضحیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! حشر میں نیچے لوائے حمد کے — سیدِؐ سادات، فخرِ انبیا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! پُل کے اُوپر بھی بہ ہنگامِ گزر — دستگیرِ بے کساں آں پیشوا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! جب عمل میزان میں تُلنے لگیں — سیدؐ الثقلین، ختمؐ الانبیا کا ساتھ ہو
یاالٰہی! شغلِ نعتِ مصطفائیؐ میں رہوں — جسم و جاں میں جب تلک میری وفا کا ساتھ ہو
بعد مرنے کے یہی کافؔی کی ہے یاربّ دُعا — دفترِ اشعارِ نعتِ مصطفیٰؐ کا ساتھ ہو

مولانا کفایت علی کافؔی شہید

دے مجھے راست راہ، یااللہ! — نہ رہوں کج نگاہ، یااللہ!
بہ طفیلِ نبیؐ، شفیعِ اُمم — بخش میرے گناہ، یااللہ!
دمِ آخر تلک ہو میرے نصیب — دین و ایماں کی چاہ، یااللہ!
ہو مِرا خاتمہ مع الاثبات — کلمۂ لا اِلٰہ، یااللہ!
اور محمدؐ کو بھی رسولؐ کہوں — تیرے، بے اِشتباہ، یااللہ!
ہونا تُو گور میں بھی وقتِ سوال — میرا پشت و پناہ، یااللہ!
کہ محمدؐ کی، میں، رسالتؐ پر — رہوں شاہد گواہ، یااللہ!
بہ جنابِ نبیؐ درود و سلام — بھیج شام و پگاہ، یااللہ!
تیری رحمت سے پار ہو کافؔی — مثلِ برگِ گیاہ، یااللہ!

مولانا کفایت علی کافؔی شہیدؒ

یہ مرا ایمان ہے، میرے خدا، تیرے سوا — کوئی داتا ہے، نہ کوئی دوسرا مُشکل کُشا
کون ہے ترے سوا، بندہ نواز و دستگیر — تُو ہی سُنتا ہے شکستِ شیشۂ دِل کی صدا
تیری حکمت اور مشیت کتنی رنگا رنگ ہے — زہر بھی پیدا کیا، تریاق بھی پیدا کیا

ماہرؔ القادری

ترِی شانِ تجلّی کا وقارِ عرش ہے مظہر — ترا نقشِ جلالت ثبت ہے کعبہ کی عظمت پر
غریبوں کی تڑپ میں، اور یتیموں کی نگاہوں میں — ترِی رحمت کے جھونکے بند ہیں بیوہ کی آہوں میں
ترے حُسنِ جلالت خیز کی گرمی اگر چاہے — ابھی سارا زمانہ برف کی صورت پگھل جائے
ترے جلوے طلسمِ رنج و کلفت توڑ دیتے ہیں — ترے لُطف و کرم ٹوٹے دِلوں کو جوڑ دیتے ہیں

ماہرؔ القادری

جس کی اللہ کی رحمت پہ نظر ہوتی ہے — زندگی اُس کی اُمنگوں میں بسر ہوتی ہے
نام اللہ کا لے، غم سے نہ گھبرا اے دِل! — ان دھندلکوں سے نمودار سحر ہوتی ہے
پہلے کرتی ہے یہ اقرار ھو اللہ احد — پھر نسیمِ سحری گرم سفر ہوتی ہے
وہ دُعا، ہاں وہ دُعا، جس میں یقیں شامل ہو — کون کہتا ہے کہ محروم اثر ہوتی ہے

ہر طرف اس کے ہی جلووں کی ہے رونق ماہرؔ　　دل کی دھڑکن سے بھی تائید نظر ہوتی ہے

ماہرالقادریؔ

محمد اقبال جاوید نے خدا تعالیٰ کے حضور ایک خوبصورت تمنا کی ہے۔ اُن کی تمنا کا اظہار الفاظ نے یوں ادا کیا ہے۔ (مؤلف)

الہ العالمیں! میری تمنا ہے یہ مدت سے　　دیارِ مُصطفیٰؐ میں تیری رحمت سے گیا ہوتا

نِگاہوں میں کھنچ آتی سید الکونینؐ کی سیرت　　سراسر سامنے اُنؐ کے، ندامت سے جُھکا ہوتا

کبھی ہر ہر قدم پر ڈھونڈتا میں نقشِ پا اُنؐ کے　　کبھی ہر نقشِ پا کو چومتا، اُس پر فِدا ہوتا

کبھی روضے کی جالی تھام کر، نمناک آنکھوں سے　　محبّت کی زباں میں جانے کیا کچھ کہہ دِیا ہوتا

مواجہہ سامنے ہوتا، تو اِک جذبِ فراواں سے　　حدیثِ دِل بیاں کرتے ہوئے، مَیں کھو گیا ہوتا

لپٹ کر ذرّے ذرّے سے سُناتا ہجر کے قصّے　　زباں پر میری ہر دم، ذکرِ محبوبِؐ خدا ہوتا

میں رشکِ صد بہاراں بن کے، اِس گُلشن پہ چھا جاتا　　اگر یہ جسمِ خاکی، خاکِ طیبّہ میں مِلا ہوتا

"دِلِ بیمار کی چارہ گری کرتے نِگاہوں سے"　　مِرا ہر چاکِ داماں، اُنؐ کی رحمت سے سلا ہوتا

حضورِ سیدالابرارؐ، لرزاں بارِ عصیاں سے　　بہ چشمِ نم، بہ سوزِ دِل، قدم پر جُھک گیا ہوتا

مجُھ عصیاں کار کی نامہ سیاہی، رنگ لے آتی　　سرشکِ دیدہ سے، ہر داغِ دِل جو دھو لیا ہوتا

محمد اقبالؔ جاوید (گوجرانوالہ)

الٰہی! حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر بیاں تیرا

زمیں میں، آسماں میں، ذرے ذرے میں تیرے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانا ہے کہاں تیرا

جہان رنگ و بو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
نہ کوئی ہم سفر تیرا، نہ کوئی کارواں تیرا

تری ذات معلّٰی آخری تعریف کے لائق
چمن کا پتہ پتہ روز و شب ہے نغمہ خواں تیرا

محمد علی ظہوریؔ قصوری

مظفر وارثی کے حمدیہ اشعار دلپذیر ہونے کے ساتھ پُرشکوہ بھی ہیں۔ (مؤلف)

رحم کر، رحم کر، اے خدا رحم کر
طالبِ رحم ہیں بے نوا، رحم کر

ہر کڑے وقت میں کام آتا ہے تُو
سب کا مولا ہے تُو، سب کا داتا ہے تُو
کون ہے اپنا تیرے سوا، رحم کر اے خدا رحم کر

تیرے عفو و عنایت کے محتاج ہیں
ہم سدا تیری رحمت کے محتاج ہیں
رحم کر تُو بھی ہم پر، سدا رحم کر اے خدا رحم کر

مظفؔر وارثی

میں بندہ عاصی ہوں، خطا کار ہوں مولیٰ
لیکن تری رحمت کا طلبگار ہوں مولیٰ
وابستہ ہے اُمید مری تیرے کرم سے
تیرا ہوں، فقط تیرا پرستار ہوں مولیٰ
جس سے میں گذر جاؤں، وہ در کھول دے مجھ میں
خود اپنے ہی رستے کی میں دیوار ہوں مولیٰ
اِک تیرا اشارہ ہو، اور آساں ہو مشکل
اِک لہر اُٹھے اور میں اس پار ہوں مولیٰ

مظفؔر وارثی

تُو ربِ سماوات ہے، تُو خالقِ لولاک
کر سکتی ہیں کیسے، مری سوچیں، ترا اِدراک
مَیں دائرہ عقل میں، تُو عقل کے اُس پار
اے مالک و مختار، دانا و خبردار!
مل جائے اگر، دیدۂ خورشید بھی مجھ کو
میں لا نہ سکوں، حلقۂ بینائی میں تجھ کو
میں صرف تحیّر ہوں، تُو اسرار ہی اسرار
اے مالک و مختار، دانا و خبردار!
تُو کشتیٔ اُمید ڈبونے نہیں دیتا
مایوس کسی حال میں ہونے نہیں دیتا
سائے میں ترے رحم کے، ہے مجھ سا گنہگار
اے مالک و مختار، دانا و خبردار!

مظفؔر وارثی

حق تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہو

اُس سے ڈرتے ہو

ذہن میں اُس کے احکام رہتے رہیں
ذکر چلتا رہے، اشک بہتے رہیں
بھیگتی روشنی میں نکھرتے رہو
اُس سے ڈرتے رہو

بندگی کا، حقیقت کا، اِیمان کا
معرفت کا، شریعت کا، قرآن کا
اپنی تصویر میں رنگ بھرتے رہو
اُس سے ڈرتے رہو

تا بہ کے ساتھ دیں گی حسیں خواہشیں
صرفِ دُنیا کی خاطر یہ آرائشیں
آخرت کے لئے بھی سنورتے رہو
اُس سے ڈرتے رہو

ناز اُس پر اگر ہے مظفرؔ تمہیں
اُس کی رحمت سمیٹے گی بڑھ کر تمہیں
ٹوٹ کر اپنے اندر بکھرتے رہو
اُس سے ڈرتے رہو

مظفرؔ وارثی

دُعاؤں میں اثر دے یا الٰہی! — مُرادیں پوری کر دے یا الٰہی!
دِلوں کو سیر کر دے یا الٰہی! — محبت اپنی بھر دے یا الٰہی!
تصدّق میں محمدؐ مصطفیٰؐ کے — عنایت ہم پہ کر دے یا الٰہی!
پئے صدیقِ اکبرؓ رحم فرما! — دِلوں میں نُور بھر دے یا الٰہی!
مٹا دے رنج و غم، صدقہ عمرؓ کا — منوّر قلب کر دے یا الٰہی!
پئے عثمانؓ بھرن رحمت کی برسا! — جہاں سرسبز کر دے یا الٰہی!
بڑھا دے قوتیں، حیدرؓ کا صدقہ — وہ دِل دے، وہ نظر دے، یا الٰہی!
تجھے خاتونِ جنّتؓ کی قسم ہے — قناعت کے ثمر دے یا الٰہی!
پھنسی ہے بحرِ غم میں اپنی کشتی — یہ بیڑا پار کر دے یا الٰہی!
جو در در مارے مارے پھر رہے ہیں — اُنہیں رہنے کو گھر دے یا الٰہی!
جہاں میں جِس کی دنیا مٹ چکی ہے — دِل اُس کا شاد کر دے یا الٰہی!
جو قیدی قیدِ غم میں مبتلا ہیں — اُنہیں آزاد کر دے یا الٰہی!
نہیں ہے جِس کا اب کوئی سہارا — سہارا اُس کا کر دے یا الٰہی!
سکونِ مستقل دنیا میں فرما — تُو رحم سب پہ کر دے یا الٰہی!
فرائض سے جو غافل ہیں مسلماں — نمازی اُن کو کر دے یا الٰہی!
اُڑا لے جائیں جو طیبہ میں یارب! — مجھے وہ بال و پَر دے یا الٰہی!
جبینِ شوق سجدے چاہتی ہے — نبیؐ کا سنگِ در دے یا الٰہی!

کریما! سُن مناجاتِ منوّر اِسے مقبول کر دے یا الٰہی!

منوّر بدایونی

مَیں نے جب لکھنا سیکھا تھا پہلے تیرا نام لکھا تھا

مَیں وہ اسمِ عظیم ہوں جس کو جِن و ملک نے سجدہ کیا تھا

تجھ بن ساری عمر گزاری لوگ کہیں گے، تُو میرا تھا

جو پایا وہ بھی تیرا ہے جو کھویا وہ بھی تیرا تھا

پہلی بارش بھیجنے والے میں ترے درشن کا پیاسا تھا

ناصر کاظمی

یارب! نگہِ لُطف ہے کمیاب، عطا کر
یہ عالمِ اسباب ہے، اسباب عطا کر

ہر شے سے گرانمایہ ہے اِیمان کی دولت
محتاج ہیں، یہ دولتِ نایاب عطا کر

ہے گوہرِ نایاب ندامت کا ہر آنسو
پلکوں کو یہی گوہرِ نایاب عطا کر

تُو قادر و قیوم ہے، تُو حی و غنی ہے
توقیر بڑھے جن سے، وہ اسباب عطا کر

اُمت ترے محبوبؐ کی، پھر خیرِ اُمم ہو
پھر حسنِ عمل، عشق کے آداب عطا کر

اے میرے خدا! کفر ہے کشمیر پہ قابض
اِسلام کو یہ خطۂ شاداب عطا کر

چھایا ہے جمود ایسا، کہ ساکن ہیں سفینے
یارب! ہمیں پھر فطرتِ سیماب عطا کر

چل نِکلے وہی سلسلہ خیبر شکنی کا　　اِسلام کی تیغوں کو وہی آب عطا کر

نظر زیدی

رہنما جب سے ہوا تیرا حبیبؐ　　مجھ پہ منزل کا ہر اِک رستہ کھُلا

کچھ نہ تھا اُمیدِ رحمت کے سِوا　　نامۂ اعمال جب میرا کھُلا

تیری رحمت نے لیا آغوش میں　　منبعِ اشکِ ندامت کیا کھُلا

یہ بھی سنّت ہے ترے رب کی نعیمؔ　　رکھنا اپنے دِل کا دروازہ کھُلا

نعیم میرٹھی

ہم نے ذاتِ واحد سے، کیا بتائیں، کیا پایا　　جب بھی ہاتھ پھیلائے، دِل کا مدعا پایا

اُس کی بخششوں کی حد، کوئی کیسے جانے گا　　جس نے جس قدر مانگا، اُس سے بھی سِوا پایا

بارہا یہ نعمت بھی اُس کے دَر سے پائی ہے　　اشک آنکھ سے ٹپکے، قلب نے مزا پایا

ہم نے یاد سے تیری، ہم نے ذِکر سے تیرے　　رُوح میں جلا پائی، دِل کو آئینہ پایا

نعیم میرٹھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی اله وعترته بعدد کل معلوم لک

استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیه یا حی یا قیوم

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله صلوا علیه و اله

سعدی شیرازی

یاصاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت میرے لئے ایک بہت بڑا ذہنی سہارا ہے۔ نعت میں داد، فریاد، مناجات، قصیدہ سبھی کچھ ہے۔ نعت مجھے بے خود کر دیتی ہے۔ میں غلو سے بچتا بھی ہوں، احتیاط کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ نعت مجھے ایک دل خوش کن سرور، سرشاری اور وارفتگی عطا کرتی ہے۔

نعت کا مطالعہ میرا شوق ہے۔ اِس سے قبل درجن بھر سے زائد ڈائریاں نعتیہ اشعار کے انتخاب سے پُر کرچکا ہوں۔ میرا گمان ہے کہ بیشتر اشعار کی تکرار بھی ضرور ہوئی ہوگی۔

میرا حافظہ غیر معمولی طور پر کمزور ہے۔ گذشتہ سات دہائیوں میں سینکڑوں اچھی اور معیاری کتابیں پڑھ چکا ہوں۔ ادب کے ذوق میں میلوں کا سفر طے کر چکا ہوں۔ درجنوں نابغہ روزگار شخصیتوں سے مل چکا ہوں، لیکن یادداشت مکمل تفاصیل مہیا کرنے سے قاصر ہے۔

مطالعہ میں ہمیشہ اِنہماک رہا، اور عمر بھر ایسا ہوا کہ میری اصلی غذا اور مشغلہ کسی نئی مفید کتاب کا پڑھنا تھا۔ مطالعہ کے وقت قلم ضرور پاس رکھا، اور اپنی پسند کے مقامات اور جملوں کے نیچے اپنے قلم سے خط لگا دیئے۔

اب جبکہ اسی ویں سال کا آغاز کر رہا ہوں، مطالعہ کا شوق بدستور قائم ہے، لیکن ضعف بدن کے باعث مقدار میں نمایاں کمی آ چکی ہے۔ اللہ رحیم و کریم کا خاص الخاص کرم ہو جو اِسی شوق کے اہتمام میں عمر عزیز تمام ہو جائے۔ (آمین)

عبدالغفور قمر

۲۶۹ ۔ کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ

۱۳۰کتوبر ۱۹۹۴ء

نعت اور فیضانِ نعت

خدا کا خاص کرم ہو تو نعت ہوتی ہے / عطائے شاہ امم ہو تو نعت ہوتی ہے

گداز دل ہو میسر تو بات بنتی ہے / متاع دیدہ نم ہو تو نعت ہوتی ہے

نبیؐ کے عشق کا غم ہی مدار اصلی ہے / انہیؐ کا فیض اتم ہو تو نعت ہوتی ہے

نہ تابِ ضبط، نہ ہمت ہو لب کشائی کی / یہ سوز و ساز بہم ہو تو نعت ہوتی ہے

معاملات حیات و مسائل دل میں / انہیؐ کی ذات حکم ہو تو نعت ہوتی ہے

ادب! ادب! یہ تخاطب حضورؐ پاک سے ہے / یہاں تو دم میں نہ دم ہو تو نعت ہوتی ہے

افضال احمد انور

نعت کیا ہے داستانِ خواجۂ بدر و حنین / نعت کیا ہے، تازہ کرنا آج پھر رسمِ حسینؓ

نعت کیا ہے، درحقیقت سنّتِ پروردگار / نعت ہے حور و ملائک کا وظیفہ اور شعار

نعت کیا ہے، اشک ہائے تر سے موتی رولنا / آنسوؤں سے بات کرنا، کچھ نہ منہ سے بولنا

نعت کیا ہے، یاد کرنا، قصّہ ہائے درد و غم / اہلِ مکّہ کے رسولِ پاکؐ پر ظلم و ستم

نعت کیا ہے، تازہ کرنا رسمِ مولائے بلالؓ / نعت کیا ہے، یاد کرنا رنج و غم کے ماہ و سال

نعت کیا ہے، تپتے انگاروں پہ بھی پڑھنا درود
نعت تلواروں کے سائے میں، مُسلماں کا سجود

نعت کیا ہے، دِل کے ٹوٹے تار پھر سے جوڑنا
اور اُن کو گنبدِ اخضر کی جانب موڑنا

نعت کیا ہے، کملی والے سے تعلق جوڑنا
ماسوا اللہ سے، بُتوں سے، سارے ناطے توڑنا

نعت کیا ہے، درد مندوں کی نوائے درد ناک
نعت کیا ہے، اہلِ فرقت کی صدائے دردناک

نعت کیا ہے، بندۂ مومن کی اِک بانگِ اذاں
کفر و اِستبداد کے ظلمت کدوں کے درمیاں

نعت کیا ہے، اِک قصیدہ ہے رسولِؐ پاک کا
نعت کیا ہے، تذکرہ ہے صاحبِؐ لولاک کا

نعت کیا ہے، تپتے صحراؤں میں نخلِ سایہ دار
نعت کیا ہے، بارشِ رحمت میانِ ریگزار

نعت کیا ہے، دِل کے گلشن میں بہاروں کا پیام
نعت کیا ہے، بندۂ عاصی کا آقاؐ کو سلام

نعت کیا ہے، ہر گھڑی لب پر رہے، ذکرِ حضورؐ
نعت کا حاصل ہے کیا؟ دِل کا سکوں، جاں کا سرور

نعت کیا ہے، عشقِ و اُلفت، مستی و سوز و گداز
نعت کیا ہے، اہلِ دِل کے واسطے عجز و نیاز

نعت کیا ہے، درد کے قصوں کی گٹھڑی کھولنا
پھر حسیں لفظوں سے، اُن کو جان و دِل سے تولنا

نعت کیا ہے، دِل کے زخموں کے لئے خاکِ شفا
نعت کیا ہے، درد مندوں کے لئے آبِ بقاء

نعت کیا ہے، دِل فگاروں کا مدینے کا سفر
نعت کیا ہے، گنبدِ اخضر کی جانب اِک نظر

نعت کیا ہے، قلبِ عاشق کا مدینے میں قیام
پیش کرنا، آنسوؤں کی جھالریں، با اِحترام

نعت کیا ہے، بے کسوں اور بے نواؤں کی پکار
حسرتوں، ناکامیوں اور اِلتجاؤں کی قطار

نعت کیا ہے، درحقیقت چشمِ شاعر کا وضو
نعت سے ہی بدرؔ! تیرے شعر کی ہے آبرو

سعید بدرؔ

نغمۂ جاں فزا ہے نعتِ رسولؐ　　حاصلِ مُدعا ہے نعتِ رسولؐ
درد کو روشنی عطا کر دی　　ظلمتوں میں ضیا ہے نعتِ رسولؐ
قلبِ بے تاب کو سکوں بخشا　　زیست کا آسرا ہے نعتِ رسولؐ
درد مندوں کی آبرو اِس سے　　آنسوؤں کی دُعا ہے نعتِ رسولؐ
قرب کی لذّتیں ہیں دُوری میں　　وہ حسیں سلسلہ ہے نعتِ رسولؐ
قبر میں جس سے روشنی ہوگی　　وہ چراغِ وفا ہے نعتِ رسولؐ

حافظ لدھیانوی

تنہائیوں میں جب پڑھوں نعتِ مصطفٰےؐ　　بخشے مجھے عجیب سکوں، نعت مصطفٰےؐ
آنکھوں میں آنسوؤں کے سمندر اُبل پڑیں　　قرطاسِ دل پہ جب بھی لکھوں نعتِ مصطفٰےؐ
عصیاں زدہ ہوں، دل میں تمنا ہے ہر گھڑی　　پڑھتے ہوئے میں کاش مروں، نعتِ مصطفٰےؐ
ہر وقت اُن کی یاد کے روشن دیے رہیں　　بھیجا کروں درود، کہوں نعتِ مصطفٰےؐ

خالد شفیقؔ

مریضِ عشق نبیؐ کی دوا ہے نعتِ رسولؐ　　علاجِ درد، پیامِ شفا ہے نعتِ رسولؐ

دکھائی دیتا ہے جس میں جمالِ مصطفویؐ — کمالِ حسن کا وہ آئینہ ہے نعتِ رسولؐ

شعور حمد ثنائے نبیؐ سے ملتا ہے — چراغ منزلِ عشقِ خدا ہے نعتِ رسولؐ

خدا کو بھائی جو محبوبؐ کی ثناء کے لیے — کلامِ حق کی وہ دلکش ادا ہے نعتِ رسولؐ

نصیب ہوتی ہے ذکرِ رسولؐ سے راحت — مری مراد، مرا مدعا ہے نعتِ رسولؐ

سید راحت حسین نقوی راحتؔ

ذکر کی محفل جما دینا بھی انؐ کی نعت ہے — ذہن و دل کو جگمگا دینا بھی اُن کی نعت ہے

دید کی دل میں طلب رکھنا بھی توصیفِ حضورؐ — ہجر میں آنسو بہا دینا بھی انؐ کی نعت ہے

لیکن ایسا ہے کہ اپنے عہد پُر آزار میں — زخم کھا کر مُسکرا دینا بھی اُنؐ کی نعت ہے

چاہتوں کے پھول برسانا بھی ہے مدح رسولؐ — عدل کے موتی لٹا دینا بھی اُنؐ کی نعت ہے

نفرتوں کے گرد دھو دینا بھی ہے اُن کی ثناء — بغض کے شعلے بجھا دینا بھی اُن کی نعت ہے

چاہتوں کے پھول برسانا بھی ہے مدح رسولؐ — عدل کے موتی لٹا دینا بھی اُن کیؐ نعت ہے

یونہی چلتے میں کسی کا پاؤں زخمی ہو نہ جائے — راہ کے کانٹے ہٹا دینا بھی اُنؐ کی نعت ہے

منتشر اُمت سے گل ہائے پریشاں بخت کو — ایک گل دستہ بنا دینا بھی اُنؐ کی نعت ہے

وقت کی تاریکیوں میں ایک ننھا سا دیا — دستِ جرأت سے جلا دینا بھی اُنؐ کی نعت ہے

الغرض مدح جمال مصطفیٰؐ کرتے ہوئے — جلوۂ سیرت دکھا دینا بھی اُنؐ کی نعت ہے

مختصر یہ ہے کہ جو گم کردہ منزل ہو، اُسے — اُنؐ کے رستے پر لگا دینا بھی اُنؐ کی نعت ہے

پرویز عاصی کرنالیؔ

نعتِ سرکارؐ مرے دور کے پہچان بھی ہے
میری بخشش کا سر حشر یہ سامان بھی ہے

نعت سے مجھ کو سلیقہ ملا گویائی کا
اپنے آئینِ عقیدت کا یہ اعلان بھی ہے

میں نے فرقت میں حضوری کا مزا پایا ہے
میرا اظہار مرے درد کا درمان بھی ہے

نعت کو شانِ عطا وجہِ شفاعت کہیے
ہم پہ سلطانؐ دو عالم کا یہ احسان بھی ہے

نعت و مدحت کی ہے حقدار فقط ذات وہی
عینِ قرآن ہے جو، صاحبِ قرآن بھی ہے

نعت ہے حکم الٰہی کی سراسر تعمیل
یہ ہے ایمانِ رضاؔ، سنت حسانؓ بھی ہے

محمد اکرام رضاؔ

تسکین کا سامان ہوا نعتِ نبیؐ سے
اللہ کا عرفان ہوا نعتِ نبیؐ سے

دَر دَر کی گدائی میں گرفتار تھا جو شخص
وہ شخص بھی سلطان ہُوا نعتِ نبیؐ سے

اِیمان خدا پر تو بہرحال تھا میرا
تازہ مگر اِیمان ہوا نعتِ نبیؐ سے

مجھ جیسا خطا کار بھی فردوس میں جاتا
فردوس کا اِمکان ہوا نعتِ نبیؐ سے

مسرورؔ کیفی (کراچی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جزی اللہ عنا سیدنا محمدا ما ھو اھلہ

اِنتخابِ نعت

ابصار عبدالعلی کی اِس نعت میں اظہار کا انداز بہت پیارا ہے، اور جذبات سے محبّت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

مؤلف

یہ چاہتے ہیں یا نبیؐ! تیری دُعا سے ہم — راضی خدا ہو ہم سے، ہوں راضی خدا سے ہم

پائیں مراد دل کی، درِ مصطفٰےؐ سے ہم — اُمید اتنی رکھتے ہیں، اپنے خدا سے ہم

اللہ، فیضِ شاہؐ کہ چل، کر دکھائی راہ — رستہ خدا کا پاتے ہیں ہر نقشِ پا سے ہم

آزاد بیکانیریَ

یانبیؐ! جو ترےؐ قدموں میں چلا جائے گا — پھر وہ جنّت کے سِوا اور کہاں جائے گا

جس طرح خار چُنے تُوؐ نے رہِ اُمت سے — پھُول بھی کوئی نہ اِس پیار سے چُن پائے گا

مَیں تو تیار ہُوں، اللہ بُلائے کہ نبیؐ — ہے یقیں، پہلے نبیؐ ہی مجھے بلوائے گا

جبکہ اللہ بھی اپنا ہے، نبیؐ بھی اپنا پھر سفارش کو گنہگار کہاں جائے گا

ابصار عبدالعلی

ہے میرا حال تمؐ پر آشکارا یا رسولؐ اللہ! نگاہِ لُطف مجھ پر بھی خدارا یا رسولؐ اللہ!

کرم تمؐ نے ہی فرمایا غریبوں پر، یتیموں پر تمہیؐ ہو بے سہاروں کا سہارا یارسولؐ اللہ!

تمنا ہے یہی احساؔس کی، جب وقتِ آخر ہو لبوں پر نامِ نامی ہو تمہاراؐ یارسولؐ اللہ!

احساؔس فرخ نگری

احسان دانش کے ایمان و ایقان کی جڑیں نہایت گہری ہیں اور اِنکے شجرِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوبصورت اور خوشبودار پھُول کھلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو کشادہ اور روشن رکھے اور رحمت کے فرشتے ان کی میزبانی کریں۔ (آمین)

مؤلف

رُخِ خیرالبشرؐ تو پھر رُخِ خیرالبشرؐ ٹھہرا اِن آنکھوں سے دَرِ خیرالبشرؐ دیکھا نہیں جاتا

اِسی کوچے میں بیٹھا ہوں، یہیں سے مر کے اُٹھوں گا گدا بے شک ہُوں، لیکن اور دَر دیکھا نہیں جاتا

دِکھا بھی دے، عطا کی ہے نظر جس کے لئے مجھ کو اُٹھا بھی دے حجاباتِ نظر، دیکھا نہیں جاتا

مسلسل ہو رہی ہے جانے کیوں امت کی رسوائی دُعاؤں میں یہ افلاسِ اثر، دیکھا نہیں جاتا

کھڑا ہوں کب سے محرابِ حرم کے سامنے دانشؔ
نظر رہ رہ کے اُٹھتی ہے، مگر دیکھا نہیں جاتا

احسان دانشؔ

جانے کس سر کا مقدر ہے ترےؐ دَر کا سجود
جانے کس آنکھ کی قسمت میں ہے چہرہ تیراؐ

مَیں ابُوبکرؓ نہ عثمانؓ، نہ عمرؓ ہوں نہ علیؓ
جن کو معلوم تھا دستورِ تمنّا تیراؐ

کون ہے، جس کو گوارا ہے جدائی تیریؐ
کیوں جدا ہوتا ترےؐ جسم سے سایہ تیراؐ

کس کو اِدراک ہے، یہ کون بتا سکتا ہے
ذہنِ اخلاق میں کب سے تھا سراپا تیراؐ

سُرخرو حشر میں کیا اب بھی نہ ہوگی اُمت
خاک اور خون میں تڑپا ہے نواسہ تیراؐ

اپنے دانشؔ کی طرف بھی تو عنایت کی نظر
اُمتی یہ بھی تو ہے، اے شہِؐ بطحا تیرا

احسان دانشؔ

کب دِل کو شوقِ گنبدِ خضرا نہیں ہوا
سرسبز یہ نگاہ کا صحرا نہیں ہوا

اے رحمتِؐ تمام! تجلّی کی بھیک دے
مدّت سے شہرِ جاں میں اُجالا نہیں ہوا

بطحا کے چاندؐ! میں ترےؐ قرباں، ذرا قریب
طوفاں سے میرا بحر شناسا نہیں ہوا

گونجتی رہیں درود سے تنہائیاں مِری
مُجھ کو سکُوتِ غم بھی گوارا نہیں ہوا

تھا جِس کی خلوتوں کا سہارا غمِ رسولؐ
وہ گوشۂ لحد میں بھی تنہا نہیں ہوا

دنیا ہزار رنگ سے آئی مِرے قریب
دانشؔ! مگر مَیں طالبِ دُنیا نہیں ہوا

احسان دانشؔ

یتیموں کا معاون، دستگیرِ بے کساں آیا
امینوں کا امیں، راحت نواز دو جہاں آیا

چمک اُٹھیں فضائیں، پرچم توحید لہرایا
چلی باد موافق، بحر رحمت جوش میں آیا

کتاب اُس ﷺ پر وہ اُتری ہے، جسے قرآن کہتے ہیں
تمدن کی، تدبر کی، وفا کی جان کہتے ہیں

وہ قرآں، جس کی ضیاء سے بزم باطن میں اُجالا ہے
وفا میں سر بلندی، حریت کا بول بالا ہے

جہاں، جب تک جہاں ہے، عظمتِ قرآن باقی ہے
مکمل یادگار سیّد ذی شان باقی ہے

احسان دانشؔ

جب تخیل مائل نعتِ پیمبرؐ ہوگیا
اِک اُجالا سا مِرے سینے کے اندر ہوگیا

ظاہر و باطن پہ جِس کے چھا گیا عشقِ رسولؐ
وہ زمانے کے حدودِ غم سے باہر ہوگیا

جِس کی جھولی پر پڑی اُس ﷺ کی نگاہ جاں نواز
وہ گدا رُتبے میں شاہوں سے فزوں تر ہوگیا

ہیں محمدؐ مصطفیٰؐ ذاتِ الٰہی کا ثبوت
ایک اُمّیؐ عِلم و عرفاں کا سمندر ہوگیا

حشر میں دانشؔ، کہیں فردِ عمل لے ڈوبتی
میری بخشش میں معاون دیدۂ تر ہوگیا

احسان دانشؔ

یہ آرزو ہے، درِ مصطفیٰؐ پہ دَم نِکلے
یہ قرض بھی ہو ادا، قرضِ زندگی کی طرح

مِری نظر ہے تمہیؐ پر، مِری خبر لینا
پھروں نہ حشر کے میداں میں اَجنبی کی طرح

غمِ رسولؐ فروزاں ہے جن کے سینوں میں
وہ ظلمتوں سے گزرتے ہیں روشنی کی طرح

شعور ہو نہ سکا، اور خلق نے برسوں
خدا کو سامنے دیکھا ہے آدمی کی طرح

عیاں ہیں جن پہ شہادت کے راز، اے دانشؔ!
وہ لوگ موت پہ گرتے ہیں زندگی کی طرح

احسان دانشؔ

بہ صد یقین و بہ صد اعتبارِ دیدہ وَری
ہے تیریؐ ذات پہ تکمیلِ عظمتِ بشری

ترے وجود پہ فہرستِ انبیاؑ ہے تمام
تجھیؐ پہ ختم ہے رُوح الامیںؑ کی نامہ بری

ہے ایک تُوؐ ہی تو، نباضِ رحمتِ یزداں
ہے صِرف تُجھؐ پہ مدارِ شفاعتِ بشری

مِرے کریمؐ! مُجھے ہے ترا کرم دَرکار
مِرے مسیحاؐ! مجھے ہے تلاشِ چارہ گری

ترے حضور، بہ صد شرم لے کے آیا ہوں
کچُھ آنسوؤں کا تلاطم، کچُھ آنسوؤں کی تری

بنا لے پھر ہمیں اپنا، کہ رحمتِؐ عالم!
دِلوں میں بے خبری ہے، دُعا میں بے اَثری

احسان دانشؔ

میرے آقاؐ، میرے مولاؐ ہیں محمدؐ مصطفیٰؐ — میری دُنیا، میرا عقبیٰ ہیں محمدؐ مصطفیٰؐ

ہوگا جن کو ہوگا، کارِ طاعت و تقویٰ پہ ناز — ہم غریبوں کا وسیلہ ہیں محمدؐ مصطفیٰؐ

ہم تو واقف ہیں کہ ملبوسِ مشیت ہیں رسولؐ — اور واقف ہے خدا، کیا ہیں محمدؐ مصطفیٰؐ

احسان دانشؔ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کعبۂ جاں، قبلۂ قلب و نظر پیدا ہوئے — خواجۂ کونینؐ، شاہِؐ بحر و بر پیدا ہوئے

جس زمیں کو پائے بوسی کا شرف حاصل ہوا — اُس زمیں میں لعل و یاقوت و گہر پیدا ہوئے

عارفِؐ ارض و سما، میرؐ بساطِ کائنات — خیر سے خیرالرسل، خیرالبشرؐ پیدا ہوئے

جس نے دیکھا، پھر نہ دیکھا اور کچھ اُنؐ کے سوا — اِک نظر میں سینکڑوں حُسنِ نظر پیدا ہوئے

اب نہ اُتریں گے صحیفے، اب نہ آئیں گے رسول — لے کے قرآں، آخری پیغامبرؐ پیدا ہوئے

حُسن کو جس رنگ میں دیکھا، تڑپ کر رہ گئے — اور یہ حالات دانشؔ، عمر بھر پیدا ہوئے

احسان دانشؔ

اے شہِؐ لولاک! اے شاہنشہؐ دُنیا و دیں! — اے شفیعؐ المذنبیں! اے رحمتہؐ اللعالمین!

آج تیرے عتبۂ اقبال پر آیا ہوں میں — دل کے ٹکڑے نذر کرنے کے لئے لایا ہوں میں

وہ تہی دامن ہوں، جس کے پاس کچھ ساماں نہیں — جانتا ہوں، سنگریزے نذر کے شایاں نہیں

اپنی رحمت پر نظر کر، میری لاچاری نہ دیکھ — اس فقیر بے سر و ساماں کی ناداری نہ دیکھ

حکیم احمد شجاع ساحرؔ

دل میں اُترتے حرف سے، مجھ کو ملا پتہ تیرا — معجزہ حُسنِ صوت کا زمزمۂ صدا تیرا

جاں تیری سر بسر جمال، دل تیرا آئینہ مثال — تجھ کو ترے عدو نے بھی دیکھا تو ہو گیا تیرا

اے میرے شاہ شرق و غرب، نانِ جویں غذا تری — اے میرے بوریانشیں، سارا جہاں گدا ترا

میرا تو کائنات میں تیرے سوا کوئی نہیں — ارض تری، سما ترے، بندے ترے، خدا ترا

احمد ندیم قاسمیؔ

میں کہ بے وقت و بے مایہ ہوں — تیری محفل میں چلا آیا ہوں

آج ہوں میں ترا دہلیز نشیں — آج میں عرش کا ہم پایہ ہوں

چند پل یوں تری قربت میں کٹے — جیسے اک عمر گذار آیا ہوں

تیرا پیکر ہے کہ اک ہالۂ نور — جالیوں سے تجھے دیکھ آیا ہوں

کتنی پیاری ہے تیرے شہر کی دھوپ — خود کو اکسیر بنا لایا ہوں

یہ کہیں خامی ایماں ہی نہ ہو میں مدینے سے پلٹ آیا ہوں

احمد ندیم قاسمی

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے اُس کا بندہ ہوں، جو بندے کو خدا دیتا ہے

اُس کی رحمت کی بھلا آخری حد کیا ہو گی دوست کی طرح جو دشمن کو دُعا دیتا ہے

ظلمتِ دہر میں، میں جب بھی پکاروں اُس کو وہ میرے قلب کی قندیل جلا دیتا ہے

احمد ندیم قاسمی

یہ زمیں آپؐ کی، آسماں آپؐ کا آپؐ سب کے ہیں، سارا جہاں آپؐ کا

دونوں عالم پہ ہے آپؐ کی خسروی ہے مکاں آپؐ کا، لامکاں آپؐ کا

یہ عبادت، عبادت کی معراج ہے نام ہر دم ہو وردِ زباں آپؐ کا

دُشمنوں پر بھی لُطف و کرم کی نظر فیض اپنوں پہ بھی یکساں آپؐ کا

آپؐ صادقؐ مثالی ہیں، یکتا امیںؐ ایک اِک قول ہے ترجماں آپؐ کا

اختر اعظمی

مسند نشین عالم اِمکاں تمہیؐ تو ہو اس انجمن کی شمعِ فروزاں تمہیؐ تو ہو

دُنیائے ہست و بُود کی زینت تمہیؐ تو ہو — اس باغ کی بہار کے ساماں تمہی تو ہو
دُنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب — جو رُوح زندگی ہے وہ ارماں تمہیؐ تو ہو
صبحِ ازل سے شام ابد تک ہے جس کا نُور — وہ جلوہ زار حُسن درخشاں تمہیؐ تو ہو
دُنیا و آخرت کا سارا تُمہاریؐ ذات — دونوں جہاں کے والئی و سلطاں تمہیؐ تو ہو
اختؔر کو بے نوائیِ دُنیا کی فِکر کیا — ساماں طرازِ بے سر و ساماں تمہی تو ہو

اخترؔ شیرانی

ادبؔ سیمابی کی نعت میں تڑپ اور اضطراب ہے۔ عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولولے عروج پر ہیں۔ وہ حضوری کی دولت سے فیضیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اللہ اکبر! یہ نصیب! مؤلف بھی اِس کرم سے بہرہ ور ہوچکا ہے۔ اِس کرم فرمائی کے بعد اُسے اطمینان ہی اطمینان میسر ہے الحمدللہ!

مؤلف

پھر عرش پر گیا ہے کوئی مدّتوں کے بعد — بزمِ تجلیات سجی مدّتوں کے بعد
صہبائے کیف بار ملی، مدّتوں کے بعد — مے خانۂ رسولؐ سے پی، مدّتوں کے بعد
آیا نظر دیارِ نبیؐ مدّتوں کے بعد — تسکینِ قلبِ زار ملی، مدّتوں کے بعد
قسامِ رُوزگار کے فیضِ نگاہ سے — قسمت نے کی ہے راہبری، مدّتوں کے بعد
دیکھا ہے آج میں نے تبسّم حضورؐ کا — دِل کے مِرے کھلی ہے کلی، مدّتوں کے بعد
نظارۂ بہار لئے آئی سامنے — فردوس آفریں وہ گلی، مدّتوں کے بعد

نکلی جو دِل سے آہ، مدینے پہنچ گئی — کیا بادِ خوشگوار چلی، مدّتوں کے بعد

تشریف لا کے خواب میں فرمائی آپؐ نے — بیمارِ غم کی چارہ گری، مدّتوں کے بعد

اِذنِ حضوری حسبِ تمنّا عطا ہوا — اللہ نے ادبؔ کی سُنی مدّتوں کے بعد

ادبؔ سیمابی

آج اشک مِرے نعت سنائیں تو عجب کیا — سن کر وہؐ مجھے پاس بلائیں تو عجب کیا

دیدار کے قابل تو کہاں میری نظر ہے — لیکن وہ کبھی خواب میں آئیں تو عجب کیا

اُنؐ پہ تو گنہگار کا سب حال کھُلا ہے — اِس پر بھی وہؐ دامن میں چھپائیں تو عجب کیا

نہ زادِ سفر ہے، نہ کوئی کام بھلے ہیں — لیکن مجھے سرکارؐ بلائیں، تو عجب کیا

ادیبؔ رائے پوری

مشتاق احمد ارمؔ حسانی کے یہ نعتیہ اشعار دِل نے بہت پسند کیے۔ دِلی لگاؤ کے بغیر اِس قدر دِلکش بات کہہ جانا ممکن نہیں۔

مؤلف

درونِ خلد پہنچوں گا عجب شانِ نمایاں سے — چمٹ کر اُنؐ کے قدموں سے، لپٹ کر اُنؐ کے داماں سے

اِدھر آؤ! شفاعت کے طلبگارو! اِدھر آؤ — شفاعت تو لپٹ کر رہ گئی ہے اُنؐ کے داماں سے

سخن قرآں، نظر قرآں، جبیں قرآں، ادا قرآں — خدا ہی جانتا ہے اُنؐ کا کیا رشتہ ہے قرآں سے

اُنہیؐ کا نام سُن کر آگیا تھا بزمِ اِمکاں میں
اُنہیؐ کا نام لے کر جا رہا ہوں بزمِ امکاں سے

ارمان اکبر آبادی

جو فردوسِ تصور ہیں وہ منظر یاد آتے ہیں
مدینے کے گلی کُوچے برابر یاد آتے ہیں

جو لگتا ہے کوئی کنکر بند پر دین کی خاطر
تو دل کو وادئی طائف کے پتھر یاد آتے ہیں

فضاؤں میں اگر کوئی پرندہ رقص کرتا ہے
تو آنکھوں کو مدینے کے کبوتر یاد آتے ہیں

مراتب پائے ہیں کیا کیا تیریؐ نسبت سے ذروں نے
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ یاد آتے ہیں

اخوت اور ایثار و محبت جن کا شیوہ تھا
وہ عالی ظرف اصحابؓ پیمبرؐ یاد آتے ہیں

زمانے کی گراں خوابی کا عالم دیکھ کر ازہرؔ
نبیؐ کے دیں کو بیداری کے پیکر یاد آتے ہیں

ازہر دُرانی

اُنہی کے عرفان و آگہی سے حقیقتیں منکشف ہوئی ہیں
وُجودِ باری کی جس قدر بھی وضاحتیں ہیں، سب اُنؐ کے دَم سے

نہ جیب و داماں کا کوئی شکوہ، نہ بے زری کی کوئی شکائت
قلندرانِ حرم کو حاصل، قناعتیں ہیں سب اُنؐ کے دَم سے

یہ زندگانی کے سارے تیور، تمام اُنؐ کے عطا ہیں اصغرؔ
یہ گرمیاں، یہ تمازتیں، یہ حرارتیں ہیں سب اُنؐ کے دم سے

اصغر سودائیؔ

ہر طرف تیرگی تھی، نہ تھی روشنی آپؐ آئے تو سب کو ملی روشنی
بزمِ عالم سے رخصت ہوئیں ظلمتیں جب حرا سے ہویدا ہوئی روشنی
اُسوۂ مُصطفیٰؐ کی یہ تفسیر ہے روشنی، روشنی، روشنی، روشنی
ہے وہ خورشید، اخلاقِ خیر البشرؐ جس سے پاتا ہے ہر آدمی روشنی
یہ شعور آپؐ ہی سے ملا ہے ہمیں موت ہے تیرگی، زندگی روشنی
سُوئے عرشِ علیٰ، مُصطفیٰؐ کا سفر روشنی کی طلبگار تھی، روشنی
ایک اُمیؐ لقب کا یہ اعجاز ہے آدمی کو ملی عِلم کی روشنی

اعجاز رحمانیؔ

سخا بن کر، وفا بن کر، کرم بن کر، عطا بن کر خُدا کا نُور، اُترا آسماں سے، مصطفیٰؐ بن کر
حقیقت کی زباں بن کر، نشانِ بے نشاں بن کر رسولؐ اللہ آئے، حُسنِ مطلق کی ادا بن کر
وہؐ آئے ہم کو تخلیقِ جہاں کا راز سمجھانے وہ آئے رہگزار زندگی میں رہنما بن کر

اُسے دیر و حرم سے کیا غرض، جنت سے کیا مطلب جو اُن ؐ کے در پہ بیٹھا ہو، گدائے بے نوا بن کر

اعظم چشتی

جذبہ حسرت دیدار جو تڑپاتا ہے اپنی کوتاہ نگاہی کا خیال آتا ہے
حق نے جس شہر کی ذروں کی قسم کھائی ہے واں اُبھرتے ہوئے خورشید بھی شرماتا ہے
دیکھ کر وُسعت دامانِ کرم حشر کے دن میرا دامانِ طلب آپ ہی شرماتا ہے
کوئی روتا ہے تو بھر آتی ہیں آنکھیں میری میں سمجھتا ہوں مدینہ اسے یاد آتا ہے
نعت کا رنگ جو بدلا تو میں سمجھا اعظم پہلے میں کہتا تھا، اب کوئی کہلواتا ہے

اعظم چشتی

ایسا کوئی محبوبؐ نہ ہو گا نہ کہیں ہے بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو ترےؐ در سے اِک لفظ نہیں ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے
رُکتے ہیں یہیں آ کے قدم اہل نظر کے اس کُوچے سے آگے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے
اے شاہؐ زمن! اب تو زیارت کا شرف دے بے چین ہیں آنکھیں مری، بیتاب جبیں ہے
دل گریہ کناں، اور نظر سُوئے مدینہ اعظم! ترا اندازِ طلب کتنا حسیں ہے

اعظم چشتی

روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ ۲۲ جون ۱۹۹۵ء کے رنگین ایڈیشن میں اعظم چشتی مرحوم کی یہ نعت نظر نواز ہوئی۔ دِل کو بہت بھلی لگی۔ اِس کے چیدہ اشعار درج ذیل کرتا ہوں۔ (مؤلف)

ہے ایسا غمگسار کوئی دو جہاں میں
جِس کے حضور غم کی کہانی سُنائی جائے

مَیں اِس نِگاہ لُطف کے قابِل کہاں، جِسے
مرنے کے بعد بھی، تری صورت دِکھائی جائے

اعظم! گدائے کوئے رسالتؐ مآب ہُوں
تربت بھی میری کیوں نہ مدینے بنائی جائے

محمد اعظم چشتی

یاد سرکارؐ کی جب دل میں نہاں ہوتی ہے
فکر عقبیٰ، نہ مجھے فکر جہاں ہوتی ہے

اُنؐ کی مِدحت کے لئے تاب کہاں سے لاؤں
لفظ کھو جاتے ہیں اور گنگ زباں ہوتی ہے

لبِ خاموش سے کرتے ہیں ثنائے احمدؐ
کیا محبت کبھی محتاج بیاں ہوتی ہے

ایسے ذی شان ہیں وہؐ اُنؐ کی کریمی کے سبب
شان اللہ کی بندوں پہ عیاں ہوتی ہیں

مانگی اللہ سے بس اُنؐ کی محبت افسرؔ
یہ محبت ہی تو سرمایہ جاں ہوتی ہے

افسرؔ

ثناء ہم اِس قدر لکھیں، درود ہم اِس قدر لکھیں
قلم جب تھک کے رُک جائے، تو ہم باچشمِ تر لکھیں

کوئی حد ہی نہیں سرکارؐ کے اوصافِ اَقدس کی
قیامت تک اُنہیںؐ اہلِ خبر، اہلِ نظر لکھیں

پڑھیں، پڑھتے رہیں نامِ نبیؐ، جب تک ہے دَم افسرؔ — قلم جب تک چلے، ہم مدحتِ خیرالبشرؐ لکھیں

افسرؔ ماہ پوری

ادھر ڈھونڈتی ہے، اُدھر ڈھونڈتی ہے — مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
نظر منتہائے نظر ڈھونڈتی ہے — درِ پاکِ خیرالبشرؐ ڈھونڈتی ہے
ہر اُمید چشمِ تمنا میں ڈھل کر — وہ گلیاں، وہ دیوار و دَر ڈھونڈتی ہے
یہ جی چاہتا ہے، وہیں اُڑ کے پہنچوں — مری آرزو بال و پَر ڈھونڈتی ہے
صداقت کو صدیقؓ کی جستجو ہے — عدالت مزاجِ عمرؓ ڈھونڈتی ہے
حیا ہے اِدھر رُوئے عثمانؓ پہ صدقے — علیؓ کو شجاعت اُدھر ڈھونڈتی ہے
دیارِ نبیؐ میں بسر ہوں جو لمحے — اُنہیں زندگی عمر بھر ڈھونڈتی ہے
بلائیں گے اقبالؔ، اِک دن وہؐ دَر پر — جنہیںؐ مدّتوں سے نظر ڈھونڈتی ہے

اقبالؔ صفی پوری

بصارت سے محروم لیکن بصیرت کی دولت سے مالا مال اقبالؔ عظیم نعت گوئی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ حضورؐ سرورِ کائنات کی نظرِ کرم نے شاعر کے دردِ دل کو اپنے عشق سے کچھ اِس طرح نواز رکھا ہے کہ اِس میدان کا ہر مسافر اقبالؔ عظیم کا ہم سفر بننا اپنے لئے سعادت گردانتا ہے۔

مؤلف

(مؤلف)

ہروقت تصوّر میں مدینے کی گلی ہے
اب دَر بدری ہے، نہ غریب الوطنی ہے

وہ شمعِ حرم، جس سے منوّر ہے مدینہ
کعبے کی قسم! رونقِ کعبہ بھی وہی ہے

نظروں کو جُھکائے ہوئے خاموش گزر جاؤ
بے تاب نگاہی بھی یہاں بے ادبی ہے

اِقبالؔ! میں کس منہ سے کروں مدحِ محمدؐ
منہ میرا بہت چھوٹا ہے اور بات بڑی ہے

اقبالؔ عظیم

کعبے کا نُور، مسجدِ اقصیٰ کی روشنی
دو گونہ ہوگئی شبِ اسرا کی روشنی

کعبے سے جب چلی تھی سواری حضورؐ کی
تھی شش جہت میں چہرۂ زیبا کی روشنی

جبرئیلؑ ہم رکاب، جلو میں ملائکہ
اور آگے آگے منزلِ سدرہ کی روشنی

سرچشمۂ معارف و اسرار ہیں حضورؐ
کونین کو محیط ہے اِقراء کی روشنی

اُتری جسد میں ڈھل کے رسالتؐ مآب کے
فرشِ زمیں پہ عرشِ معلیٰ کی روشنی

راتوں کو شہرِ طیبہ میں ظلمت کا کیا سوال؟
جلوے بکھیر دیتی ہے خضرا کی روشنی

اِک اِک گلی مدینے کی، ہے رشکِ کہکشاں
اللہ رے! نقوشِ کفِ پا کی روشنی

جلوہ گہِ حرم کا تقاضا کچھ اور ہے
کافی نہیں ہے دیدۂ بینا کی روشنی

اقبالؔ عظیم (کراچی)

اُن کا وہ درِ دولت ہے، جہاں شام و سحر
بھیک ملتی ہے فقیروں کو صدا سے پہلے

اب یہ عالم ہے کہ دامن کا سنبھلنا ہے محال
کچھ بھی دامن میں نہ تھا اُنؐ کی عطا سے پہلے

تم نہیں جانتے شاید مرے آقاؐ کا مزاج
اُنؐ کے قدموں سے لپٹ جاؤ، سزا سے پہلے

چشم رحمت سے ملا اشکِ ندامت کا جواب
مشکل آسان ہوئی قصدِ دعا سے پہلے

اقبال عظیمؔ

کہاں پہ لے کے دلِ بے قرار کو جائیں
پلٹ پلٹ کے اُنہیؐ کے دیار کو جائیں

ہے رنگ و بُو سے زمانے کا گلستاں خالی
خزاں رسیدہ نگاہیں بہار کو جائیں

ندامتوں کا مداوا وہیں پہ ہوتا ہے
گنہگار ہیں، کوئے نگار کو جائیں

وہیں قیام میں پائیں گے دوجہاں کا سکون
بھلا کے گردشِ لیل و نہار کو جائیں

ترے ضمیر کی ہوگی وہیں پہ چارہ گری
نوازؔ! آؤ نبیؐ کے دیار کو جائیں

اقبال نوازؔ

محمدؐ پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں
معزز ہیں، مقدس ہیں، معظم ہیں، مکرم ہیں

فروغ محفل ہستی میں نُورِ عرشِ اعظم ہیں
حبیبؐ حق ہیں، ممدوحِ ملک ہیں، فخرِ آدم ہیں

اُنہیؐ کے رنگ سے رنگ گُل ہستی کی زینت ہے
اُنہیؐ کی بُو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے

اکبرؔ الٰہ آبادی

کب تک رہیں ہم خستہ جگر، یا شہہؐ لولاک!
لو جلد غریبوں کی خبر، یا شہہ لولاک

اللہ کی بھی چشم عنائت ہے اُسی پر
جو تم کو ہے منظور نظر، یا شہہ لولاک

لاکھوں پہ، ہزاروں پہ کئے آپؐ نے احسان
کچھ کچھ تو توجہ ہو اِدھر، یا شہہ لولاک

یہ سیل بغیر آپؐ کے کیوں کر کوئی روکے
دریا ہیں مرے دیدۂ تر، یا شہہ لولاک

اکبرؔ لکھنوی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مُرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماوا
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا

الطاف حسین حالیؔ

یقینِ عفو کچھ ایسا، کہ مجرمانِ حیات
حکائت کرم بے حساب لکھتے رہے

خوشا وہ اہل محبت، جو ہر زمانے میں
لہو سے عشق نبیؐ کا نصاب لکھتے رہے

غلو کبھی نہ کیا مدحِ مصطفیٰؐ میں اُمید — وہ لاجواب تھے، ہم لاجواب لکھتے رہے

اُمید فاضلی

آقا! اِدھر بھی آئے نسیمِ بہارِ فیض — مدّت سے یہ غلام ہے اُمیدوارِ فیض

اعضا تمام دیدۂ مشتاق بن گئے — نرگس کی طرح ہوں، ہمہ تن انتظارِ فیض

بہرِ خدا! نگاہِ عنایت اِدھر بھی ہو — ہے آپؐ سے امیرؔ بھی اُمیدوارِ فیض

امیرؔ مینائی

ترا کرم جو شہِؐ ذی وقار ہو جائے — گدائے خاک نشیں، تاجدار ہو جائے

یہ آرزو ہے کہ ہر عضوِ عشقِ احمدؐ میں — تڑپ تڑپ کے دِل بیقرار ہو جائے

کرشمے اُسؐ کی کریمی کے دیکھتے ہیں اگر — گنہگار ذرا شرمسار ہو جائے

غبار بھی جو مدینے کی راہ سے اُٹھے — وہ ابرِ رحمتِ پروردگار ہو جائے

امیرؔ مینائی

سیّد امین گیلانی ذوقِ لطیف کے حامل ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری میں محبت، سوز، اور درد کی آمیزش ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے آپ کا تعلق قابلِ رشک و تقلید ہے۔

(مؤلف)

جو ایک درد سا رہتا ہے میرے سینے میں
علاج اُس کا ہے مکّے میں یا مدینے میں

مریں تو اُن کے لئے، اور جئیں تو اُنؐ کے لئے
وگرنہ لُطف ہے مرنے میں، اور نہ جینے میں

خدا کے دیں کا ہے ناخدا، خدا کا رسولؐ
لگیں گے پار، جو بیٹھیں گے اِس سفینے میں

کسی بھی پھول میں ملتی نہیں ہے وہ خوشبو
جو تھی حبیبِؐ دو عالم! ترےؐ پسینے میں

سرورِ زیست جو چاہے کوئی، تو پھر بھر لے
شرابِ عشقِ نبیؐ، دِل کے آبگینے میں

جو حکم دیں، وہ بجا لا! بغیر چون و چرا
تمام ادب نہاں ہیں، اِس اِک قرینے میں

جو بخش دی ترےؐ قدموں نے سنگریزوں کو
وہ آب و تاب نہ دیکھی کسی نگینے میں

مدینے والےؐ سے اِتنا ہے پیار گیلانیؔ!
کہ میں یہاں ہوں، مرا دھیان ہے مدینے میں

سید امین گیلانیؔ (شیخوپورہ)

اتنی پاکیزہ کہاں مٹی، کسی کے شہر میں
آدمی پاؤں کہاں رکھے نبیؐ کے شہر میں

ڈھونڈنے کو بھی نہیں ملتیں وہاں تاریکیاں
روشنی ہی روشنی ہے، روشنی کے شہر میں

ہر گھڑی ہر اِک پہ ہوتا ہے مسرّت کا نزول
غم بدل جاتے ہیں خوشیوں میں، خوشی کے شہر میں

عالمِ اسلام کو ہے فخر اُنؐ کی ذات پر
سو رہے ہیں جو، نبیؐ کے گھر، نبیؐ کے شہر میں

نُور کی کتنی ہی کرنیں ہر طرف پھیلی ہوئی
کس قدر روشن ستارے ہیں، وحی کے شہر میں

انجم نیازی

انجم نیازی کی ایک معرکتہ الآرا نعت درج ذیل ہے۔ دربارِ رسالتؐ میں موصوف کا اظہارِ عقیدت تاریخی اور شرعی حقائق سے مطابقت رکھتا ہے۔

مؤلف

فرش سے تا عرش ہیں سارے زمانے آپؐ کے
ساری دُنیاؤں کے ہیں، مخفی خزانے آپؐ کے

اِک طرف صدیقؓ اکبر، اِک طرف روح الامینؑ
ہمسفر کیا کیا بنائے ہیں، خدا نے آپؐ کے

ذرّہ ذرّہ آپؐ کی سچّی رسالت کا گواہ
ذرّے ذرّے کی زباں پر ہیں ترانے آپؐ کے

کروٹیں لیتے ہیں میرے ذہن میں بدر و حنین
یاد آتے ہیں بہت، ساتھی پُرانے آپؐ کے

مرکزِ نُور و نظر ہیں، آپؐ کے غار و مزار
سب ٹھکانوں سے حسیں تر ہیں، ٹھکانے آپؐ کے

حیرتیں گم ہوگئی ہیں، دانشیں ہیں لاجواب
رہ گئے اوصاف گِن گِن کر، سیانے، آپؐ کے

راستہ تکتی رہیں، اُن کی نگاہیں، آپؐ کا
ہاتھ چومے ہیں رسولوں کی دُعا نے آپؐ کے

آپؐ کی یادوں میں گم رہتا ہے انجمؔ رات دِن
خواب آتے ہیں اُسے اکثر، سہانے، آپؐ کے

انجم نیازی

ہر گھڑی محو دل آپؐ کی یاد میں
نام ہونٹوں پہ شام و سحر آپؐ کا

جان نِکلے تو قرآن پڑھتے ہوئے
مصحف رُخ ہو پیشِ نظر آپؐ کا

مجھ کو جی بھر کے یاں مانگنے دیجئے — ہاتھ آیا ہے قسمت سے در آپؐ کا
مانگتا ہوں خدا سے دُعا قُرب کی — واسطہ دے کے وقتِ سحر، آپؐ کا
کوئی مونس نہیں ہے سوا آپؐ کے — اب یہ دیوانہ جائے کدھر، آپؐ کا
مغفرت کی نہ کچھ مجھ کو اُمید تھی — آ گیا ہاتھ دامن مگر آپؐ کا

انوؔر فیروز پوری

وہ ممکناتِ جلال و جمال کے پیکر — وہ اعتدال کے سانچے میں عظمتِ آدم
مرے حضورؐ کا ہر لفظ گوہر یکتا — مرے حضورؐ کی ہر بات آیۂ محکم
حضورؐ! اب تو ملے چشمِ التفات کی بھیک — بڑا طویل ہے یہ انتظار کا موسم

انوؔر مسعود

لذت درد بھی ہے، لذت آزار بھی ہے — مورد لطف و عطا مجھ سا گنہگار بھی ہے
اے رسولؐ عربی! گرچہ بہت دُور ہوں میں — سامنے آپؐ کے میرا یہ دل زار بھی ہے
نیک تو ہیں ہی، گنہگار بھی اُنؐ کے ہیں اویسؔ — اُن کی رحمت کے تلے پھول بھی ہے، خار بھی ہے

اویسؔ

ایاؔز صدیقی کی نعت دل پر براہ راست دستک دیتی ہے، اور اُمید کے چراغ روشن کرتی ہے۔

(مؤلف)

اگر سارا زمانہ حاملِ عشقِ خدا ہوتا
تو ہر لب پر محمدؐ مصطفیٰؐ صلِ علیٰ ہوتا

اگر وہ نامِؐ جاں پرور، لبِ دل سے ادا ہوتا
تو اے بیمارِ غم! تو کب کا اچھا ہوگیا ہوتا

خیالِ صاحبِؐ لوح و قلم کا فیض ہے، ورنہ
نہ آنکھیں باوضو ہوتیں، نہ دل محوِ ثنا ہوتا

دلِ سوزاں میں ٹھنڈک پڑگئی بارانِ رحمت سے
عنایت وہؐ نہ فرماتے، تو اپنا حال کیا ہوتا

غمِ سرکارؐ نے ایک اِک قدم پر رہنمائی کی
میں اِس ہنگامۂ عیش و طرب میں کھو گیا ہوتا

ہواؤ! جانبِ طیبہ مجھے بھی ساتھ لے جاؤ
خدارا یہ نہ کہہ دینا! کہ "پہلے سے کہا ہوتا"

دمِ آخر اگر آقاؐ نہ دل پر ہاتھ رکھ لیتے
تو پھر صدیوں میں طے، یہ اِک نفس کا فاصلہ ہوتا

شبیہِ شافعِؐ محشر، سجی تھی شیشۂ دل میں
ایازؔ! ایسے میں کیا اندیشۂ روزِ جزا ہوتا

ایاز صدیقی (ملتان)

گونجتے ہیں تیریؐ گلیوں میں ترانے شوق کے
اے محمدؐ کے چمن، اے آستانے شوق کے

بابِ جبرئیلؑ و نساء اس جا، اُدھر بابِ المجید
سب نظر کے آستانے، سب ٹھکانے شوق کے

کیا بھلی تھی لکنتی لہجے میں تکبیرِ بلالؓ
کون اب آئے گا یُوں، جادو جگانے شوق کے

ہے جو لمسِ پائے احمدؐ سے مقدس یہ زمیں
اس لئے آتے ہیں سب آنسو بہانے شوق کے

ارضِ مکہ، جائے ابراہیمؑ، دربارِ حبیبؐ
ہیں جبینوں کے لئے سب آستانے شوق کے

صبحدم وہ مسجدِ طوبیٰ میں رقت کا سماں
کیسے بھولیں گے مجھے نصرت زمانے شوق کے

اپنے اشکوں سے وضو کر کے ادا کیجئے نماز — بے گدازِ دل، خدا، غم کیسے جانے شوق کے

جسٹس ایس۔ اے نصرتؔ

تابہ کے چپ رہیں، کیوں نہ رو کر کہیں — یا شہِؐ اِنس و جاں! یانبیؐ! المدد!

پاس بلوایئے، چارہ فرمایئے — ہے یہ غم جانستاں، یانبیؐ! المدد!

اب تو یا شاہِؐ دیں! ہو نصیبِ جبیں — آپؐ کا آستاں، یانبیؐ! المدد!

ناؔمیِ زار ہو! اور وہ دربار ہو! — کر دے قربان جاں، یانبیؐ! المدد!

ایم۔ ایچ ناؔمی (علیگ)

نہ کسی شمار کی بات ہے، نہ کسی شعار کی بات ہے — ترے اعتماد کی بات ہے، ترے یارِ غار کی بات ہے

جو حقیر کو بھی سنوار دے، جو فقیر کو بھی نواز دے — اُسی شاہِؐ بطحا کا ذکر ہے، اُسی تاجدار کی بات ہے

غمِ ہجر سے یہ نڈھال ہے، اِسے کچھ تو صبر و سکوں ملے — مجھے اپنی فکر ذرا نہیں، دلِ بیقرار کی بات ہے

تُو رؤف ہے، تو رحیم ہے، میں گناہگار سہی، مگر — جسے چاہے رحمتیں بخش دے، ترے اختیار کی بات ہے

ہوئی بات ربِ کریم سے، کبھی فرش پر، کبھی عرش پر — یہ ترےؐ مقام کی بات ہے، یہ ترےؐ وقار کی بات ہے

جو کرم بھی ہے جو عطا بھی ہے بھلا اُن کو سامیؔ گنیں بھی کیا — یہ کوئی حساب کی بات ہے، یہ کوئی شمار کی بات ہے

ڈاکٹر ایم رحمت اللہ سامیؔ

ماہنامہ نعت، میں موجود باقؔی صدیقی کی اِس نعت نے دل کو تڑپا کے رکھ دیا۔ محبت، عقیدت،

ایمان، یقین اور ادب کی آمیزش کا یہ حسین مرقع درج انتخاب کر رہا ہوں۔

مؤلف

کوئی تو بات مدینے سے آنے والے بتا! — رہے ہیں کیسے مئے عشق کے پیالے، بتا!

ہر اِک مقام پہ ذوقِ نظر رہا کیسا! — بہت طویل سفر تھا، مگر رہا، کیسا!

مجھے بتا! کہ وہ شہرِ جمال کیسا ہے — مسافروں کا، مکینوں کا حال کیسا ہے

وہاں سحر کی ہوا کِس ادا سے چلتی ہے — نِگاہ ہوتی ہے حیران، یا مچلتی ہے

شفق کا رنگ تو کچھ اور ہی وہاں ہوگا — یہاں بھی ہوتا ہے، ویسا مگر کہاں ہوگا

وہاں کی شام کی بھی کوئی بات مجھ کو بتا — کِس اہتمام سے آتی ہے رات، مجھ کو بتا

وہاں کی رات تو تصویرِ صد سحر ہوگی — وہاں کے ذرّے ہیں تارے، تجھے خبر ہوگی

وہاں تو اِس طرح ایماں کی شمع جلتی ہے — نِگاہ بن کے ہر اِک چیز، ساتھ چلتی ہے

نہ اپنا، اور نہ کِسی کا خیال ہوتا ہے — وہاں تو اور ہی اِنساں کا حال ہوتا ہے

جہاں ہے روضۂ اَقدس، وہ کیا گلی ہوگی — کِسی چمن میں نہ ایسی کوئی کلی ہوگی

بہارِ مسجدِ نبویؐ تو بس عجب ہوگی — دوبارہ دیکھوں، یہ دِل میں ترے طلب ہوگی

اَذان سُن کے تو نشہ ہی آگیا ہوگا — دِل و دماغ پہ اِیمان چھا گیا ہوگا

بتا! کہ گنبدِ خضرا کی شان کیسی ہے — بلندیوں کی وہاں آن بان کیسی ہے

مچل رہی تھی ترے دِل میں آرزو کیسے — گیا تھا روضۂ اَقدس کے پاس تُو کیسے

دل و دماغ سب سے گردِ ڈھل گئی ہوگی — گرہ ہر ایک تمنا کی کھل گئی ہوگی

نگاہ روضۂ اقدس سے کیا ہٹی ہوگی — مجھے یقیں ہے، نگاہوں میں شب کٹی ہوگی

حرم کے بعد وہی تو ہے اِک مقامِ حیات — کہ جس کی دید سے ہوتی ہے آدمی کو نجات

باقی صدیقی

فکرِ امروز ہے کچھ، اور نہ فردا ہی کا غم — ہم پہ ہر حال میں ہے، ساقیؐ کوثر کا کرم

لاکھ طوفان پہ طوفان اُٹھائے دُنیا — بندۂ سرورؐ لولاک ہوں، مجھ کو کیا غم

جس طرح آپؐ نے دُنیا میں نوازا ہے مجھے — مرے آقاؐ! مرا عقبیٰ میں بھی رکھ لیجئے بھرم

میں گنہگار و سیہ کار ہوں، لیکن اے برقؔ! — نقش ہے دل پہ مرے، اِسمِ نبیؐ اکرم

برقؔ اجمیری (کراچی)

یارسولِؐ خدا! آپؐ کیا آگئے، ہوگئی ہر طرف جلوہ گر روشنی

مہر و ماہ کی ضرورت نہیں ہے ہمیں، مل گئی ہے بڑی معتبر روشنی

جب خیالِ مدینہ کا اِمکاں ہوا، گوشے گوشے میں دل کے چراغاں ہوا

اپنی نظروں میں وہ ہے جمالِ نبیؐ، ہم کو کیا دیں گے شام و سحر روشنی

وہ حرم ہو، مدینہ ہو، یا طور ہو، صحنِ اقصیٰ ہو، یا بیتِ معمور ہو

ساعتیں رُک گئی ہیں، مگر دوستو! کر رہی سفر پر سفر روشنی

برگؔ صاحب! کوئی دیدہ وَر چاہئے، دیکھنے کے لئے بھی نظر چاہئے
رجعتِ شمس ہو، یا کہ شق القمر، سب ہیں اعجازِ خیرالبشرؐ روشنی
برگؔ یوسفی (حیدر آباد)

درِ اقدس پہ حسرت کھینچ لائی ہے محمدؐ کی
کہ مشہورِ جہاں حاجت روائی ہے محمدؐ کی
ہوائے شوق! اُڑا کر جلد پہنچا دے مدینے میں
بڑی تکلیف دہ مجھ کو جدائی ہے محمدؐ کی
یہی مصرعہ پڑھے گا بسملؔ عاصی قیامت میں
دُہائی ہے محمدؐ کی، دُہائی ہے محمدؐ کی
بسملؔ الہ آبادی

دردِ عشقِ نبیؐ کا ہے کیا پوچھنا
جس سے جینے کا ہم کو مزا مل گیا
ہے وہی لذتِ درد سے آشنا
جس کو دِل ایک درد آشنا مل گیا
جس کے دِل کو غمِ مُصطفیٰؐ مل گیا
زندگی کا اُسے مُدعا مل گیا
مُدعا مل گیا، مُصطفیٰؐ مل گئے
مُصطفیٰؐ مل گئے تو خدا مل گیا
میرے دِل کو غمِ مُصطفیٰؐ دے دیا
مجھ کو گنجینۂ بے بہا مل گیا
میں بشیرؔ، اور تو کچھ نہیں جانتا
حشر کا مجھ کو اِک آسرا مل گیا
بشیرؔ زواری

جلوے تھے ہمکنار، ابھی کل کی بات ہے
آنکھوں میں تھی بہار، ابھی کل کی بات ہے

حاصل تھا کوئے یار، ابھی کل کی بات ہے
منظر تھا خوشگوار، ابھی کل کی بات ہے

ہم تھے، درِحبیبؐ تھا، دِل کو سکون تھا
قسمت تھی سازگار، ابھی کل کی بات ہے

آٹھوں پہر تھا اپنی نگاہوں کے سامنے
اُنؐ کا حسیں دیار، ابھی کل کی بات ہے

گنبد میں ڈھونڈتیں، کبھی جالی میں ڈھونڈتیں
نظریں جمالِ یارؐ، ابھی کل کی بات ہے

اُنؐ کی تجلیات سے دِل فیضیاب تھا
نظروں میں تھی بہار، ابھی کل کی بات ہے

لیکن نہ آج در ہے، نہ اُنؐ کا دیار ہے
یُوں تھے نہ اشکبار، ابھی کل کی بات ہے

وائے نصیب! لوٹ کر آنا پڑا بشیرؔ
سب لٹ گئی بہار، ابھی کی بات ہے

بشیرؔ زواری

ترس کھایا، تمہاریؐ مہربانی
شرف بخشا، تمہاریؐ مہربانی

درِ اقدس پہ اِس عاجز کو تمؐ نے
بُلا بھیجا، تمہاریؐ مہربانی

کہاں ہم، اور کہاں شہرِ مدینہ
شہؐ بطحا! تمہاریؐ مہربانی

غلامی میں مجھے بھی لے لیا ہے
مرے آقاؐ! تمہاریؐ مہربانی

بشیرؔ زواری

مدینے کی جنّت کہاں چھوڑ آئے — وہ اَنمول دولت، کہاں چھوڑ آئے

نگاہوں کی منزل، جگر کی تمنّا — وہ دِل کی مسرّت کہاں چھوڑ آئے

نہ روضہ مبارک، نہ وہ جالیاں ہیں — وہ گنبد کی شوکت، کہاں چھوڑ آئے

مواجہہ مبارک، سلام اور درودیں — دو عالم کی ثروت، کہاں چھوڑ آئے

مبارک وہ حجرہ، وہ رحمت کی بارش — وہ نظروں کی راحت، کہاں چھوڑ آئے

بہاریں ملیں جن سے دونوں جہاں کو — وہ بطحا کی جنّت کہاں چھوڑ آئے

بشیرؔ! آگئے کیوں درِ مُصطفیٰؐ سے — دِل و جاں کی راحت، کہاں چھوڑ آئے

بشیر زواری

پھیلا ہوا ہے نُور یہ کسؐ کا نہ پوچھئے — دُنیا کو کسؐ حسیں نے سنوارا، نہ پوچھئے

دیدارِ ربّ کی کسؐ نے ہمیں دیں بشارتیں — جنّت کا شوق کسؐ نے بڑھایا، نہ پوچھئے

کسؐ کے تصوّرات میں رہتا ہوں رات دِن — آنکھوں میں کسؐ کا نور سمایا، نہ پوچھئے

بیکس نوازؐ کون ہے، عاجز پناہؐ کون — کرتے کہاں غریب گزارا، نہ پوچھئے

در پر پہنچ گئے جو غلامانِ مُصطفیٰؐ — آقاؐ نے کس طرح سے نوازا، نہ پوچھئے

کیف و سرور،رِقت و سوزِ دِل و جگر — کیا کیا درِ حبیبؐ سے پایا، نہ پوچھئے

زن، زر، زمین، زِیست کی ہر بہار سے　　ہم کو بشیرؔ! کونؐ ہے پیارا، نہ پوچھیے
بشیؔر زواری

نعت گوئی میں بہزاد لکھنوی کو ایسا مقام حاصل ہے جہاں سے سر جھکائے بغیر گزرنا محال ہے۔ بہزاد کے گل ہائے نعت کی خوشبو مشامِ جاں کو معطر و معنبر کرتی ہے۔ آیئے آپ بھی میرے ساتھ اس سعادت میں شریک ہوں۔ (مؤلف)

مؤلف

جب تصوّر میں مدینہ آ گیا　　غم کا ساحل پر سفینہ آ گیا
جب سے یادِ شاہؐ دیں رہنے لگی　　مجھ کو جینے کا قرینہ آ گیا
بابِ رحمت، کے قریں دل نے کہا　　رحمتِ حق کا خزینہ آ گیا
میرے دامن میں، کسی کے لُطف سے　　عِلم و ایقاں کا خزینہ آ گیا
آپؐ کے صدقے میں اے شاہؐ ہدیٰ　　بے قرینوں کو قرینہ آ گیا
جب سے اے بہزادؔ وقفِ نعت ہوں　　زندگی کو ہر قرینہ آ گیا
بہزادؔ لکھنوی

نہ پوچھو کہ کیا ہیں ہمیں ہمارے محمدؐ　　شہہؐ دوسرا ہیں ہمارے محمدؐ
اُنھیںؐ نے بتائیں ہمیں حق کی باتیں　　رسولؐ خدا ہیں ہمارے محمدؐ

نہ کیوں اُنؐ پہ صدقے ہو سارا زمانہ
حقیقت نُما ہیں ہمارے محمدؐ

زمیں بھی ہے اُنؐ کی زماں بھی ہے اُنؐ کا
شہہؐ دوسرا ہیں ہمارے محمدؐ

نہیں بات خالی کسی کی بھی جاتی
بڑے پُر عطا ہیں ہمارے محمدؐ

ہمیں خوف محشر کا بہزاد کیوں ہو
حبیبِ خدا ہیں ہمارے محمدؐ

بہزاد لکھنوی

مثال آپؐ کی دونوں عالم میں کیا ہو
کہ ہر بات ہے بے مثال، اللہ اللہ

نظر میں مدینہ ہے، دل میں مدینہ
بڑے لطف کا ہے یہ حال، اللہ اللہ

غمِ عشقِ احمدؐ کے قربان جاؤں
میسّر کسے یہ ملال، اللہ اللہ

طفیلِ محمدؐ جو مانگیں دعائیں
تو پورا ہُوا ہر سوال، اللہ اللہ

درود و سلام اس شہؐ دوسرا پر
جو ہے آپؐ اپنی مثال، اللہ اللہ

میں بہزاد ہُوں مستِ یادِ محمدؐ
مقدر نے بخشا یہ حال، اللہ اللہ

بھلا میں، اور اُن کا بیاں، اللہ اللہ!
خدا جن کا ہے مدح خواں، اللہ اللہ!

ہوئی ختم جنؐ پر، دو عالم کی نعمت
جوؐ ہیں خاتم المرسلاں، اللہ اللہ!

وہؐ جنؐ کی طرف ہے، نظر عاصیوں کی
جوؐ ہیں شافعِ بیکساں، اللہ اللہ

وہاں سن رہے ہیں جوؐ روداد میری
میں گو کہہ رہا ہوں، یہاں، اللہ اللہ!

وہ جن کے لئے کُل خدائی بنی ہے
جوؐ ہیں وجہِ کون و مکاں، اللہ اللہ!

محمدؐ، محمدؐ کے صدقے میں بہزاد! ہے ہروقت وردِ زباں، اللہ اللہ!

بہزاد لکھنوی

مَیں قرباں ترے، داغِ عشقِ محمدؐ! کہ تیری ضیاء سے منوّر ہے سینہ

ہے دُنیا میں کیا بڑھ کے عشقِ نبیؐ سے مجھے مل گیا دو جہاں کا خزینہ

یہی مجھ کو بہزاد! بس ایک دُھن ہے مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

بہزاد لکھنوی

جو درِ حضورؐ جاتے، تو کچھ اور بات ہوتی جو وہاں سے ہم نہ آتے، تو کچھ اور بات ہوتی

یہاں سے بھی عرض کرنے کو تو عرض کر رہے ہیں وہاں حالِ دل مناتے، تو کچھ اور بات ہوتی

میرے دیدۂ محبّت، اُنھی جالیوں کے آگے جو یہ اشکِ غم بہاتے، تو کچھ اور بات ہوتی

یہاں وہ مزہ کہاں ہے، یہاں وہ سکوں کہاں ہے وہاں جا کے سر جُھکاتے، تو کچھ اور بات ہوتی

بہزاد لکھنوی

اُنؐ کے کرم سے بھر گیا دامانِ آرزو اِتنا مِلا کہ اب کوئی حاجت نہیں رہی

عشقِ نبیؐ مِلا ہے مجھے ہے اب خوشا نصیب دُنیا سے مجھ کو کوئی محبّت نہیں رہی

دیکھی ہیں جب سے گنبدِ خضرا کی جھلکیاں
کچھ اور دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی

اب تو تصوّرات ہیں بطحا کے اور میں
کہہ دو جہاں سے اب مجھے فرصت نہیں رہی

نظروں میں بس گیا ہے درِ پاکِ مصطفیٰؐ
نظارۂ جہاں کی حقیقت نہیں رہی

بہزاؔد جب سے اُنؐ کی گدائی ملی مجھے
ہر منصب وقار کی وقعت نہیں رہی

بہزاؔد لکھنوی

پھر درِ مُصطفیٰؐ کی یاد آئی
کعبۂ مدعا کی یاد آئی

کھِل گیا جس سے دائمی گُلِ دِل
اُس صبا، اُس کی ہوا کی یاد آئی

جو تھا وِردِ زباں مواجہ میں
اُس درود وفا کی یاد آئی

ہے جو تزئین مسجدِ نبویؐ
پھر اُسی نقشِ پا کی یاد آئی

جالیوں کے قرین جو مانگی تھی
اُس مرادِ دُعا کی یاد آئی

دیکھ کر اپنا عالم مسرور
اُنؐ کے لُطف و عطا کی یاد آئی

ہوگئی پھر جبینِ دِل بیتاب
قبلتین و قبا کی یاد آئی

بن گیا قلب منبع اَنوار
گنجِ نُور و ضیاء کی یاد آئی

پھر مچلنے لگا ہے دِل بہزاؔد!
خاتمؐ الانبیاء کی یاد آئی

بہزاؔد لکھنوی

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے، قلبِ حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دِل وہیں رہ گیا، جاں وہیں رہ گئی، خم اِسی دَر پہ اپنی جبیں رہ گئی

یاد آتے ہیں ہم کو وہ شام و سحر، وہ سکونِ دِل و جان و رُوح و نظر
یہ اُنہیؐ کا کرم ہے، اُنہیؐ کی عطا، ایک کیفیتِ دِلنشیں رہ گئی

اللہ اللہ! وہاں کا درود و سلام، اللہ اللہ وہاں کا سجود و قیام
اللہ اللہ! وہاں کا وہ کیفِ دوام، وہ صلوٰۃ سکوں آفریں رہ گئی

جِس جگہ سجدہ ریزی کی لذّت ملی، جِس جگہ ہر قدم اُنؐ کی رحمت ملی
جِس جگہ نُور رہتا ہے شام و سحر، وہ فلک رہ گیا، وہ زمیں رہ گئی

پڑھ کے نصر من اللہ و فتح قریب، ہم رواں جب ہوئے سوئے کوئے حبیبؐ
برکتیں رحمتیں ساتھ چلنے لگیں، بے بسی زندگی کی یہیں رہ گئی

زندگانی وہیں کاش ہوتی بسر، کاش بہزادؔ آتے نہ ہم لوٹ کر
اور پوری ہوئی ہر تمنا مگر، یہ تمنائے قلبِ حزیں رہ گئی

بہزادؔ لکھنوی

اُس کے لئے ہر جانب بستانِ محبّت ہے بطحا کا تمنّائی حیرانِ محبّت ہے
تو رُوحِ تعلق ہے، تُو جانِ محبّت ہے اے عشقِ محمدؐ! تُو ایمانِ محبّت ہے

اللہ اگر تم کو پہنچائے، تو دیکھو گے بطحا میں تو ہر لمحہ فیضانِ محبت ہے
اُس نامؐ مبارک پر، آنکھوں کو جو بھر لائے حاصل اُسی ہستی کو، عرفانِ محبت ہے
خود عرش پہ بلوایا، سرکارؐ دو عالم کو کیا رنگِ تعلق ہے، کیا شانِ محبت ہے
بہزادِ حزیں! میں تو اُس در کا بھکاری ہوں جو شاہِ محبت ہے، سلطانِ محبت ہے
بہزاد لکھنوی

جس کی جاں کو تمنا ہے دِل کو طلب، وہ سکوں بخش محفل مدینے میں ہے
یوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر، جاں مدینے میں ہے، دِل مدینے میں ہے
فکرِ دنیا وہاں دُور پاؤ گے تم، قلب میں ہر طرف نور پاؤ گے تم
رُوح کو اپنی مسرور پاؤ گے تم، اِک عجب کیف کامل مدینے میں ہے
ہر تمنا وہاں جا کے بر آئے گی، ایک رحمت کی دُنیا نظر آئے گی
ناأمیدو! تم اِتنا پریشاں نہ ہو، آرزوؤں کا حاصل مدینے میں ہے
بارک اللہ! یہ ذوق و شوق و خوشی، بارک اللہ! یہ وجد و وارفتگی
عشق کا طوفِ ہرلمحہ صلِ علیٰ، عشق کا کعبۂ دِل مدینے میں ہے
ہے تصوّر میں ہر وقت بابِ السلام، ہیں تخیل میں ہر لحظہ وہ سقف و بام
جب سے بہزادؔ، اُنؐ کا کرم ہو گیا، جاں مدینے میں ہے، دِل مدینے میں ہے
بہزاد لکھنوی

بے چینؔ رجپوری کا درد پھوٹ کر قلم کے رستے بہہ نکلا ہے۔ نعت کی سوز مندی ایک دردمند

اِنسان کو رُلا دیتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

مؤلف

رحمتِ عالمؐ! اِدھر بھی ایک رحمت کی نظر! ٹھنڈے ہوجائیں مرے دل میں، جو ہیں غم کے شرر!
بے قراری ہے نہایت، قلب ہے زیر و زبر ٹوٹی جاتی ہے غموں سے، میری ہمت کی کمر
سایۂ رحمت میں مجھ کو دیں قرار، عالمؐ پناہ! آپؐ سے فریاد ہے، اے غمزدوں کے چارہ گر!
پیارے آقاؐ! اشکِ حسرت کون پونچھے گا مرے آپؐ کے بابِ کرم کو چھوڑ کر جاؤں کدھر
خوب جی بھر بھر کے، اپنوں نے ستایا ہے مجھے میری دِل آزاریوں میں، کچھ نہیں چھوڑی کسر
تیر جو کھائے ہیں دِل پر، ہو عدم اُن کی کسک اور میرے نالۂ شب میں ہوا اے مولاؐ! اثر
اِس طرف بھی آپؐ کا ابرِ کرم جائے برس ہو مری بھی آرزوؤں کا شجر، اب پُرثمر

بے چین رجپوری (بدایونی)

غافل نہیں وُہ اُمت عاصی کے حال سے ہر وقت سامنا ہے کرم کی نگاہ کا
گُستاخیاں معاف ہوں، ہاں اے حبیبؐ رَبّ اِس دِل کو پڑ گیا ہے مزا تیریؐ چاہ کا
بے خود کی لاج، شافعؐ محشر تجھیؐ کو ہے تیرےؐ سوا نہیں کوئی اس رُوسیاہ کا

بیخود دہلوی

جس وقت وہؐ جلوہ نما ہوں گی، اُس وقت کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بِن دیکھے، دِیدار کا عالم کیا ہو گا

جس وقت حلیمہؓ کی گودی انوار خدا سے روشن تھی
اُس وقت حلیمہؓ دائی کے گھر بار کا عالم کیا ہو گا

چاہے تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دے دُنیا کی
یہ شان ہے اُنؐ کے غلاموں کی، سردار کا عالم کیا ہو گا

جس وقت تھے خدمت میں اُنؐ کی، ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
اُس وقت رسولؐ اکرم کے دربار کا عالم کیا ہو گا

اِک سمت علیؓ، اک سمت عمرؓ، صدیقؓ اِدھر، عثمانؓ اُدھر
اِن جگمگ جگمگ تاروں میں مہتابؐ کا عالم کیا ہو گا

بیکلؔ ساہی

سیّد باقر حسین بیکلؔ لکھنوی کی دو نعتیں درج ذیل کرتا ہوں۔ اِن کی زبان شستہ اور خیال اَرفع ہے۔ حضور علیہ السلام والتسلیم کی محبت میں ڈوب کر کہی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیکلؔ کی آرزو برلائے اور اُس کے درجات بلند فرمائے۔

مؤلف

چھیڑ اے جذبۂ دل، نغمۂ مستانِ حجاز
خضر بن، اے کششِ شوقِ فراوانِ حجاز

لے چل، اے شوقِ جنوں! سوئے بیابانِ حجاز
چل کے پلکوں سے چنوں، خارِ بیابانِ حجاز

گنبدِ سبز کا ہو جائے طواف آنکھوں سے
پتلیاں چوم لیں روضے کا غلاف آنکھوں سے

اُسؐ سے نالہ کروں، صدقے دِل نالاں جسؐ پر
اُسؐ سے شکوہ کروں، فریاد بھی نازاں جسؐ پر

ناز اُسؐ پر ہے، کہ کونین ہے قربان جسؐ پر
اُسؐ پہ قربان ہوں، قرباں دِل و جاں جسؐ پر

دِل یہ کہتا ہے، کہ ہر درد کا درماں ہے وہیؐ
جان کہتی ہے، علاجِ غمِ جاناں ہے وہیؐ

بڑھ کے اے دردِ دروں! طالبِ درماں ہو جا!
جل کے اے داغِ جگر! شمعِ شبستاں ہو جا!

مرحبا! دیدۂ پُرنم، گہر افشاں ہو جا!
حبذا! اشکِ رواں، قطرے سے طوفاں ہو جا!

سیلِ گریہ میں سمندر کی روانی ہو جائے
گھل کے، پتھر کا کلیجہ ہو، تو پانی ہو جائے

سید باقر حسین بکلؔ لکھنوی

ساقیِؐ روزِ جزا! چشمۂ کوثر والےؐ!
رحم بر تشنہ لباں! شیشہ و ساغر والےؐ!

اِلتجا سُن لے! غریبوں کی دُعا بھی سُن لے!
گریہ و زاری و اِلحاح و بُکا بھی سُن لے!

خیر خم کی ترےؐ مولاؐ! مرا پیالہ بھر دے!
بھر دے، بھر دے! مرے کشکول کو داتاؐ بھر دے!

پارہ ہائے دِلِ صد چاک، اُٹھا لایا ہوں
پھول بکھرے ہوئے کانٹوں میں لگا لایا ہوں

آپؐ ہی جب نہ سنیں، کون ہے سننے والا
کون اِن پھولوں سے کانٹوں کو ہے چننے والا

سیّد باقر حسین بکلؔ لکھنوی

اُٹھائی جا رہی تھیں، جب خدا کے گھر کی دیواریں
تو معمارانِ بیت اللہ نے سوچا، کہ کیا مانگیں

معاً آئی لبوں پر یہ دُعا، اے خالقِ اکبر!
تری رحمت ہو اِس گھر پر، یہاں کے رہنے والوں پر

کرم سے تیرے، اِس صحرا میں ایسا شخصؐ پیدا ہو
کہ جسؐ کی ذاتؐ الطافِ خداوندی کا چشمہ ہو

جوؐ بیت اللہ کے آداب اِنسانوں کو سکھلائے
طریقے جوؐ عباداتِ خداوندی کے بتلائے

جوؐ قلب و ذہنِ انسانی کو اِک تابندگی بخشے
جہانِ کُن فکاں کی رُوح کو اِک زندگی بخشے

وہؐ اُمی جو کتابِ زندگی پڑھتا ہوا آئے
خدائی علم و حکمت کی یہاں تعلیم فرمائے

ہوئی مقبول معمارِ حرم کی یہ دُعا ساری
کہ بطحا سے ہوا وہ چشمۂ لُطفِ خدا جاری

وہؐ ساری نوعِ اِنسانی کا رہبر اور ہادی ہے
وہ جس کے فیض سے شاداب ہر صحرا و وادی ہے

لواء الحمد، جسؐ کے ہاتھؐ میں ہوگا قیامت میں
اُسیؐ کی بس سُنی جائے گی، اِنساں کی شفاعت میں

بیگم افضالؔ

گدائے مصطفیؐ کیا ہو گیا ہُوں
میں آپ اپنی تمنا ہو گیا ہُوں

حرا کے خلوتیؐ، چشمِ کرم ہو
بھری دُنیا میں تنہا ہو گیا ہُوں

نگاہِ لُطف، اے نامُوسِؐ عالم
بہت بدنام و رُسوا ہو گیا ہُوں

نہ دے آواز دُنیا مجھ کو تابشؔ ‏ محمدؐ مصطفیٰؐ کا ہو گیا ہوں

تابشؔ دہلوی

حد کوئی ہو نہیں سکتی کہ میں کتنا چاہوں ‏ کوئی چاہت نہ رہے، میں تجھےؐ اِتنا چاہوں

ایک اللہ کے سِوا، کوئی نہ ہو مجھ سے سِوا ‏ ساری دُنیا سے سِوا، میں تجھےؐ تنہا چاہوں

اور تڑپے ہے نظر، اور میں جتنا چاہوں ‏ اور بڑھتی ہے خلش، اور میں جتنا چاہوں

زندگی تیریؐ اطاعت سے عبارت ہو جائے ‏ تیریؐ خاطر ہی جیوں، تجھ پہ ہی مرنا چاہوں

تابشؔ الوری

ذرا سی خاک لا دے، اے صبا، اُس آستانے کی ‏ یہی تدبیر ہے بگڑی ہوئی قسمت بنانے کی

جہاں میں ہر زمانے نے خبر دی اُنؐ کے آنے کی ‏ ازل سے دُھوم تھی سرکارؐ کے تشریف لانے کی

جنازہ دوستو میرا نہ یونہی لے کے چل دینا ‏ پسِ مُردن بہ ہر صورت مِری صورت بدل دینا

کفن پہناؤ تو خاکِ مدینہ منہ پہ مَل دینا ‏ یہی بس ایک صورت ہے خدا کو منہ دِکھانے کی

ترا دستِ طلب جامیؔ کبھی نیچا نہ دیکھے گا ‏ ہُوا کرتی ہے اونچی بِھیک، اُونچے آستانے کی

جامیؔ بدایونی

طیبہ سے عجب کیف و اثر لے کے چلا ہوں
اِک دولتِ بیدار کو گھر لے کے چلا ہوں

پہلو میں مدینے کی تڑپ ہو متواتر
تسکین، بہ اندازِ دِگر لے کے چلا ہوں

طیبہ کے خوش آثار مناظر ہیں مِرے ساتھ
آنکھوں میں نیا حُسنِ نظر لے کے چلا ہوں

آوازِ اَذاں صِرف حرم میں نہیں گونجی
اِس گونج کو تا قلب و نظر لے کے چلا ہوں

تابشؔ دہلوی

ہیں تو فرزندِ آدمؑ ہی وہؑ بھی مگر
اُنؑ کی ذاتؑ آدمیت کی معراج ہے

آپؑ خیرالوریٰ، آپؑ خیرالبشر
آپؑ کی ذاتؑ عظمت کی معراج ہے

سید الانبیاءؑ آپؑ مانے گئے
یہ نبوت، نبوت کی معراج ہے

ارحم الرحمیں مدح جس کی کرے
ایسی رحمت تو رحمت کی معراج ہے

جعفر بلوچ

اُسی انساں سے مجھے بوئے وفا آتی ہے
خوش جسے طاعتِ محبوبؑ خدا آتی ہے

دوستو جشنِ تعیش میں نہ لے جاؤ مجھے
مجھ کو فقر شہؑ والا سے حیا آتی ہے

سفرِ راہِ شریعت نہیں آساں اس میں
منزلِ جاں شکنِ کرب و بلا آتی ہے

نکہت و رنگ اُڈ پڑتے ہیں صحن دل میں جب مدینے سے کوئی موجِ صبا آتی ہے
سایۂ رحمتِ عالم میں رہے مرا وطن میرے ہونٹوں پہ یہ رہ رہ کے دُعا آتی ہے
جعفرِ اسلام کے ہر قریۂ روشن سے مجھے **طلع البدر علینا** کی صدا آتی ہے
—— جعفر بلوچ

جان کاشمیری کی اِس نعت کا اندازِ بیان منفرد اور دلکش ہے۔ (مؤلف)

کیوں نہ رختِ مغفرت میں ہو نمایاں ایک نعت
اپنی چاہت ایک ہستی، اپنا ارماں ایک نعت
زندگی میں پھر نہ شاید مانگنے کی ہو تڑپ
ایک دَم ہے، ایک غم ہے، ایک احساں، ایک نعت
فکرِ پختہ ہے، نہ مجھ کو زُعم ہے اعمال پر
میرا خاصا، کُل اثاثہ، میرا اِیماں ایک نعت
قطرے قطرے میں ہے روشن، سبز گنبد کی شبیہہ
انؐ کی فرقت میں کہی جو، ہو کے گریاں ایک نعت
قبر میں آئے ہیں یہ کہتے ہوئے منکر نکیر
مرحبا صد مرحبا! اے جانِ جاناں ایک نعت
—— جان کاشمیری

یہاں جس رنگ سے آنکھوں پہر رحمت برستی ہے
برسنے کا یہ منظر، کب کسی برسات میں دیکھا
درِ اقدس کے دیوانوں کو میری چشمِ بینا نے
سراپا غرق رنگ و نور کی بہتات میں دیکھا
نگاہِ آرزو نے سبز گنبد کی بہاروں کو
سُرور و کیف کے ڈوبے ہوئے لمحات میں دیکھا

——— جاوید رسول جوہر

جلیلؔ مانکپوری کی اِس نعت میں حرف حرف سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطر ٹپک رہا ہے۔ اِس میں انتخاب مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ مکمل نعت درج کرنے کی سعادت میرے دست و قلم کے مقدر میں آ رہی ہے۔

——— مؤلف

ہم ایسا آپؐ کا پاتے، تو آتے اپنی آنکھوں سے
گہر اشکوں کے روضے پر چڑھاتے اپنی آنکھوں میں
زیارت کی تمنّا میں خیالِ رنج و راحت کیا
کڑی جو راہ میں پڑتی، اُٹھاتے اپنی آنکھوں میں

نظر آتا کوئی تنکا اگر طیبہ کی گلیوں میں
اُٹھاتے اپنی پلکوں سے، لگاتے اپنی آنکھوں میں

دَر و دِیوار کے اَنوار نظروں میں سما جاتے
وہ نقشہ اپنے دِل پر کھینچ لاتے اپنی آنکھوں میں

خدا کرتا! کبھی حضرتؐ سے آنکھیں چار ہو جاتیں
ہم اپنا دردِ دِل سب کہہ سناتے اپنی آنکھوں میں

وہؐ آتے خواب میں تو پُتلیاں قدموں میں مَل لیتے
ہم اپنی سوتی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں میں

بلا سے ہوش جاتے، دیکھ تو لیتی نگاہ اُنؐ کی
ہمیں وہؐ کاش دیوانہ بناتے اپنی آنکھوں میں

جلیلؔ مانک پوری ــــــ

آستاں بوسئ حضرتؐ ہے میسّر جن کو — سچ تو یہ ہے کہ وُہی لوگ ہیں قسمت والے
مل گیا دامنِ محبوبؐ کا سایہ اُن کو — سب سے اچھے رہے محشر میں محبّت والے
ناز اِس پر ہے، کہ ہیں اُنؐ کے غلاموں میں جلیلؔ — اہلِ تقویٰ ہیں، نہ ہم زُہد و عبادت والے

جلیلؔ ــــــ

وہ شفیعنا و حبیبنا کہ جو ہے نہائت جستجو
مجھے اپنے پاس بُلا لیا، مجھے دی اجازت گفتگو
بلغ العلی بکمالہ، یہ پڑھا اُنہی کے حضور میں
کشف الدجی بجمالہ، یہ کہا اُنہی کے روبُرو
حسنت جمیع خصالہ، یہی اِک پیام قدم قدم
صلو علیہ و الہ، یہی اِک کلام ہے کُو بہ کُو
کہ وہ سر خاص کھُلا یہاں، کہ نہ کچھ زماں ہے نہ کچھ مکاں
کہ وہی ازل، کہ وہی ابد، وہی مدعا، وہی آرزو

جمیل الدین عالیؔ

درِ کہف الوریٰ ہے، اور میں ہوں — مقامِ مُدعا ہے، اور میں ہوں
کرم ہے رحمۃ للعالمیں کا — مدینہ کی فضا ہے اور میں ہوں
کہاں میں، اور کہاں دربارِ والا — کرم کی اِنتہاء ہے اور میں ہوں
نظر اُٹھتی نہیں پاسِ ادب سے — کوئی جلوہ نما ہے، اور میں ہوں
میسّر ہے عجب کیفِ حضوری — دلِ درد آشنا ہے، اور میں ہوں
جُھکا جاتا ہے سَر اِک قدم پر — حرم کا راستہ ہے، اور میں ہوں

کرم کی بارشیں ہیں، اور وہؐ ہیں محبّت کا صلہ ہے، اور میں ہوں
جمیلؔ اللہ اکبر! میری قسمت دیارِ مُصطفیٰؐ ہے، اور میں ہوں

—— جمیلؔ نقوی

ماہنامہ قومی ڈائجسٹ بابت ماہ نومبر ۱۹۹۴ء کے صفحہ ۱۶ پر یہ نعت نظر نواز ہوئی۔ بہت پسند آئی۔ خدا تعالیٰ نعت گو کے قلم میں برکت دے۔ آمین

—— مؤلف

پھر شجاعت کا دھنی کوئی نہ ایسا نِکلا
ساری دُنیا کے مقابل وہؐ اکیلا نِکلا

ساری دُنیا کو عطا کر گیا منزل کا شعور
خلوتِ غارِ حرا سے وہ ستاراؐ نِکلا

کِتنے ہی سُوکھے درختوں پہ ثمر لے آیا
دشت سے بادِ بہاری کا وہ جھونکا نِکلا

اپنے دُشمن کو بھی سِینے سے لگایا جِسؐ نے
ریگزاروں سے محبّت کا وہ دریا نِکلا

اُسؐ کے اجمال کی تفصیل رقم کیا ہوگی
جو تصوّر بھی کیا ہم نے، ادھورا نِکلا

اُسؑ کے قامت کی بلندی کا ہو کیا اندازہ

ہر نئے دور میں وہؑ اور بھی اُونچا نِکلا

فلسفے جتنے تھے دُنیا کے، وہ باطل ٹھہرے

قول جو اُن کا تھا، آخر وہی سچّا نِکلا

ساری دُنیا کے خداؤں کی چمک راکھ ہوئی

اُسؑ کے ماتھے سے صداقت کا وہ شعلہ نِکلا

کب ہوئی نعت میں الفاظ کی حسرت پوری

کب رہ حرف میں ارمان قلم کا نِکلا

جمیلؔ یوسف

حافظ لدھیانوی نے شاعری کا ملکہ طبعاً و ارثاً پایا ہے۔ غزل سے ابتداء کی اور جلد ہی نامور غزل گوؤں میں شمار ہونے لگے۔ بخت نے یاوری کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نِگاہ کرم میں آئے۔ غزل سے رشتہ ٹوٹ گیا اور پھر عمر بھر کے لئے نعت کے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے عشقِ رسولؐ کو الفاظ کی جو خلعت پہنائی ہے، اُسی سے انہیں نعت گوئی میں منفرد مقام ملا ہے۔ انہوں نے نعت گوئی میں احتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا، اور خالق و مخلوق کا امتیاز ہمیشہ نظر رکھا ہے۔ دورانِ مطالعہ ان کی نعت نے بارہا مجھے آبدیدہ کیا اور میرے دِل سے بے ساختہ دُعائیں نکلیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دین و دنیا دونوں آراستہ کرے۔ آمین

مؤلف

اے حبیبِؐ کبریا!

اِک قیامت کی ہے منزل ہر گھڑی پیشِ نظر
ہے تہی دامن مِرا، کوئی نہیں زادِ سفر
مونس و غم خوار میرا کون ہے تیرےؐ سِوا
اے حبیبِؐ کبریا!

اے شفیعُ المذنبیں! اے مصدرِؐ جُود و کرم
حافظؔ عاصی کا بھی محشر میں رہ جائے بھرم
اُس کے سَر پر ڈال دیجے اپنی رحمت کی رِدا
اے حبیبِؐ کبریا!

—— حافظؔ لدھیانوی

دسویں بار حاضری کی سعادت پانے پر حافظؔ لدھیانوی نے اپنے جذبات و کیفیات کو خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ چند اشعار درج کرتا ہوں۔

—— مؤلف

طیبہ میں عجب سلسلۂ نُور و ضیاء تھا جو سامنے منظر تھا، وہ پہلے سے جُدا تھا

معراج نظر آئی مجھے بختِ رسا کی ۔۔۔ مجھ کو بھی شرف دَر پہ حضوری کا ملا تھا

کس نے مجھے پہنچایا تھا سرکارؐ کے دَر پر ۔۔۔ وہ اشکِ رواں تھا، کہ مرا جذبِ وفا تھا

میں سَر کو جُھکائے ہوئے احساسِ گنہ سے ۔۔۔ شرمندہ و حیران، مواجہ پہ کھڑا تھا

چُپ چاپ کیا کرتا تھا سرکارؐ سے باتیں ۔۔۔ اندازِ تکلّم میں نیا رنگ چھپا تھا

قدموں میں بڑے لُطف کے لمحات گزارے ۔۔۔ کیسے ہو بیاں، مجھ پہ جو اِنعام ہُوا تھا

احساسِ حضوری سے تھا اِک وَجد کا عالم ۔۔۔ کیا ناز مُجھے اپنے مقدّر پہ ہوا تھا

تفسیر ادب کی تھا ہر اِک زائرِ دربار ۔۔۔ آنکھوں سے عیاں جذبۂ ایمان و حیا تھا

اس دَور کی خوشبو ہے مرے ذہن میں اب بھی ۔۔۔ جو وقت مرا اس درِ اَقدس پہ کٹا تھا

رُخسار پہ بہتے ہوئے دیکھے گئے آنسو ۔۔۔ اپنا ہی ہر اِک شخص کا اندازِ دُعا تھا

اُس نے ہی سُنایا تھا، مُجھے مژدۂ بخشش ۔۔۔ جو اشکِ ندامت کہ حضوری میں بہا تھا

جس میں تھی ملی مجھ کو گناہوں سے معافی ۔۔۔ اِک لمحہ حضوری میں مجھے ایسا ملا تھا

گلہائے طرب خیز تھے دامانِ طلب میں ۔۔۔ خوش بخت تھا، جو سائلِ دربار ہوا تھا

کِھلتے تھے بہرگام اُمیدوں کے شگوفے ۔۔۔ ہر سانس میں اِک کیف نیا، رنگ نیا تھا

ہر سمت نظر آئی مُجھے بارشِ انوار ۔۔۔ طیبہ کا تھا جو حُسن، وہ آنکھوں کی ضیا تھا

دس بار ملی مجھ کو حضوری کی سعادت ۔۔۔ ہر بار کرم پہلے سے بھی مُجھ پہ سوا تھا

مَیں صحنِ حرم میں تھا، کہ فردوس میں حافظ ۔۔۔ خوشبو کا وہ جھونکا تھا، کہ دیکھا نہ سُنا تھا

حافظ لدھیانوی

کرم زائر پہ دیکھا انتہاء کا — نرالا رنگ تھا لُطف و عطا کا
ثمر آور ہوئی شاخِ تمنّا — یہ تھا اِنعام محبوبِؐ خدا کا
سکینت کی عطا کی اُس نے دولت — یہی دربار تھا شاہ و گدا کا
مدینے کا سفر بھی کیا سفر ہے — معطر ہے ہر اِک جھونکا ہوا کا
خلوص و مہر کا تھا اِس میں پَرتو — ہر اِک ذرہ تھا آئینہ وفا کا
متاعِ دِید تھا ہر ایک منظر — کئی رنگوں میں تھا طیبہ کا خاکا
سکوں آمیز تھے پلکوں پہ آنسو — تھا لَب پر وِرد جب صلِّ علیٰ کا
چمکتے تھے مثالِ ماہ ذرّے — کرشمہ تھا یہ اُنؐ کے نقشِ پا کا
درِ سرکارؐ کے سائل تھے سارے — برابر حال تھا شاہ و گدا کا
مرے شعروں میں ہے طیبہ کی خوشبو — اَثر ہر شعر میں ہے اِس فضا کا
بہت سادہ ہے رنگِ نعتِ حافظؔ — مرقّع ہے مگر حُسنِ ادا کا

حافظؔ لدھیانوی

جو ہے دربان آستانے کا — وُہی محبوب ہے زمانے کا
ذکر خیرالانامؐ کرتا ہُوں — یہی عنوان ہے فسانے کا
داغِ عشقِ نبیؐ ہے سرمایہ — یہ نہیں غیر کو دِکھانے کا

رات دِن فیضیاب ہوتے ہیں منہ کُھلا رہتا ہے خزانے کا
ہے یہ تیرےؐ جمال کا صدقہ رنگ نکھرا ہے جو زمانے کا
یا خدا! پھر سبیل ہو کوئی ہے اِرادہ حرم کو جانے کا
دَر و دِیوار سے لپٹتا ہے شوق دیکھے کوئی دیوانے کا
اِس میں ہے اور ہی مزا حافظؔ اَشک دربار میں بہانے کا

حافظؔ لدھیانوی

پیشِ سرکارؐ اِلتجا کرنا اشک کو شامل دُعا کرنا
اُنؐ کے دَر کے فقیر ہو رہنا اُنؐ سے ہی عرضِ مُدعا کرنا
یہ بھی لُطف و کرم کے ہیں انداز درد دینا کبھی دوا کرنا
جب مواجہ پہ حاضری ہو جائے دیکھنا، اپنے لَب نہ وا کرنا
دمِ دیدارِ گنبدِ خضرا دِل کو رو رو کے آئینہ کرنا
مقصدِ زندگی رہے حافظؔ ذِکر محبوبِؐ کبریا کرنا

حافظؔ لدھیانوی

وہ رحمتؐ عالم صلِّ علیٰ، ہے نُور کا پیکرؐ، کیا کہنا
تابندہ ہیں جِن سے ارض و سما، انوارِ پیمبرؐ، کیا کہنا

جلوے ہیں حرم کے پیشِ نظر، سیراب ہیں جن سے دیدہ و دل
یہ بختِ رسا! سبحان اللہ، یہ اَوجِ مقدر کیا کہنا

ہے شہرِ محبت، شہرِ نبیؐ، ہر گام یہاں دلداری ہے
ہر وقت نظر میں رہتا ہے، اِک کیف کا منظر، کیا کہنا

اس قاسمِؐ نعمت کے دَر سے، ہر ایک نوازا جاتا ہے
وہؐ دستِؐ سخا اللہ غنی، وہؐ خیر سراسر، کیا کہنا

رحمت کے دریچے کھُلتے ہیں، پڑتی ہے نظر جب روضے پر
ہے صحنِ حرم کا ہر منظر، فردوس کا منظر، کیا کہنا

ہر ایک کا ہے غمخوار وہیؐ، محشر میں سہارا ذاتؐ اُسؐ کی
وہؐ ساقیِؐ کوثر، کیا کہنا، وہؐ شافعِؐ محشر، کیا کہنا

حافظ لدھیانوی

ہر ایک لمحہ حضوری کا دل میں غم رکھنا — حرم کا ذکر جو آئے تو چشم نم رکھنا
نہ جانے کب وہؐ کرم کر دیں، کب پیام آئے — ہر ایک حال میں رختِ سفر بہم رکھنا
ہے پردہ پوشئِ اِنساں، خدا کی ذاتِ کریم — ہے اُس کا کام، گنہگار کا بھرم رکھنا
یہ چند روزہ ہے، اِس زیست کا بھروسہ کیا — مدام مدِنظر منزلِ عدم رکھنا
مقدّرات میں جو کچھ ہے مل کے رہتا ہے — ہمارا کام نہیں فکرِ بیش و کم رکھنا
خدا نے اِس کو متاعِ قلیل فرمایا — دِلوں میں اُلفتِ دُنیا کو کم سے کم رکھنا

خدایا! عمر کٹے سایۂ کرم میں ترے / ہر ایک حال میں وابستۂ کرم رکھنا

نظر میں جادۂ عشقِ نبیؐ ہے، اے حافظؔ! / بلند سیرت و کردار کا عَلَم رکھنا

حافظؔ لدھیانوی

جنابِ سرورِؐ کونین سے رشتہ بہم رکھنا / دِلوں کی دھڑکنوں میں نعت ہی کا زیر و بم رکھنا

وہاں کیا دِل لگانا، جِس جگہ سے کُوچ کرنا ہو / تعلّق عالمِ فانی سے اپنا کم سے کم رکھنا

ہر اِک لمحہ حضوری کا تمہیں مسرور رکھے گا / نِگاہوں میں ہمیشہ جلوۂ بزمِ حرم رکھنا

اِسی طیبہ میں ہے آرام گاہ سرورِؐ عالم / بڑے ہی احترام و شوق سے اِس میں قدم رکھنا

مٹا دے گا خیال و فکر سے تلخی زمانے کی / صفاتِ سیدؐ عالم سے وابستہ قلم رکھنا

بڑی آسودگی ملتی ہے اُنؐ کے ذِکر سے حافظؔ / مزا دیتا ہے عشقِ مصطفیٰؐ میں آنکھ نَم رکھنا

حافظؔ لدھیانوی

مَیں پہنچ جاؤں گا اِک دِن اُنؐ کے دَر پر دیکھنا / میری قسمت دیکھنا، میرا مقدّر دیکھنا

کیا بلند اِقبال تھے اصحابِؓ محبوبِ خدا / تھا میسّر جِنؓ کو اُنؐ کا رُوئے انور دیکھنا

ہے نِگاہوں میں مِری شہرِ مدینہ کا قیام / یاد آتا ہے درِ اقدس برابر دیکھنا

خُوں رُلاتا ہے مجھے پہروں، جدائی کا سماں / یاد جب آتا ہے روضے کو پلٹ کر دیکھنا

دیکھنے سے جن کے ہو جاتی ہے آسودہ نظر / اُن فضاؤں کو میسّر ہو، مکرّر دیکھنا

حشر میں حافظؔ، طفیلِ مدحتِ خیرالانامؐ میرے سَر پر ہوگا دامانِ پیمبرؐ، دیکھنا

حافظؔ لدھیانوی

لَب پہ سرکارؐ کا جب نام آیا دِل بیتاب کو آرام آیا

میری پلکوں پہ ترےؐ نام کے ساتھ اشکِ غم صُورتِ اِنعام آیا

درِ رحمت پہ نظر تھی میری وہ بھی دِن گردشِ ایام آیا

میری سرکارؐ کے دروازے سے کب کوئی تشنہ و ناکام آیا

مل گیا اِذنِ حضوری حافظؔ پھر مجھے طیبہ سے پیغام آیا

حافظؔ لدھیانوی

لَب پر جو آئی سیدِ خیرالوریٰؐ کی بات دِل کو سکون دے گئی، دردِ آشنا کی بات

بھرتی ہے اُسؐ کی ذات مُرادوں سے جھولیاں سُنتا ہے وہ کریمؐ ہر اِک بینوا کی بات

اے دوست! اِس کریمؐ کے دَر سے جُدا نہ ہو اِس آستاں کی بات ہے، جُود و سخا کی بات

دِل میں ثنائے خواجہؐ کا گُلشن مہک اُٹھا ہونٹوں پہ پھُول بن گئی مہر و وفا کی بات

حافظؔ! وُہیؐ ہیں حشر میں اُمیدِ عاصیاں ہر لَب پہ ہوگی شافعِ روزِ جزا کی بات

حافظؔ لدھیانوی

انوار کی بارش ہے سرِ منزلِ طیبہ
ہر منظرِ خوش دیکھ کے آتا ہے خدا یاد

اب تک ہیں نِگاہوں میں مدینے کے دَروبام
اب تک ہے مجھے شہرِ مقدّس کی فضا یاد

ڈوبے نہ کبھی میرے مقدّر کا ستارا
اِک بار جو کر لیں مُجھے محبوبؐ خدا یاد

قربان ہوئی جاتی تھیں رحمت کی گھٹائیں
اِن کانپتے ہونٹوں کا ہے اندازِ دُعا یاد

ہر ایک کے دامن میں مُرادوں کے گہر تھے
حافظؔ درِ سرکارؐ کی ہے شانِ سخا یاد

حافظ لدھیانوی

اللہ کا احسان ہے وہ ذاتِؐ گرامی
اس ذاتِؐ گرامی کا ہے احسان جہاں پر

محبوبِؐ دو عالم کا ہے دربارِ گہربار
اشکوں کے گہر ہوتے ہیں قربان جہاں پر

ان پاک مقامات سے آنکھیں ہوئیں سیراب
سرکارؐ پہ نازل ہوا قرآن جہاں پر

صد شُکر! رسائی ہوئی اس بابِ کرم تک
ہر مُشکلِ جاں ہوتی ہے آسان جہاں پر

ہر ایک کو ملتی ہے جہاں بھیک کرم کی
ہر شخص کے پُورے ہوئے ارمان جہاں پر

ہیں میری نِگاہوں میں دروبام حرم کے
بارانِ کرم ہوتی ہے ہر آن جہاں پر

حافظ لدھیانوی

جو درِ مصطفیٰؐ پہ آتے ہیں   رنج و غم سے نجات پاتے ہیں
یادِ شہرِ نبیؐ میں دیوانے   شوق کی بستیاں بساتے ہیں
جان رُخصت بدن سے ہوتی ہے   لَوٹ کر جب حرم سے آتے ہیں
جو کہ گزرے تھے آستانے پر   وہی لمحات یاد آتے ہیں
شہرِ رحمت میں، رحمتِؐ عالم   دیکھیے کب ہمیں بلاتے ہیں
یادِ صحنِ حرم میں ہم حافظؔ   قُرب کی لذتیں اُٹھاتے ہیں

حافظؔ لدھیانوی

نِگاہِ لُطف و عطا، جاوداں سمجھتے ہیں   ترا کرم ہے، جسے بیکراں سمجھتے ہیں
ہے تیرےؐ سامنے آئینہ، عالمِ اِمکاں   تجھیؐ کو اس کا فقط رازداں سمجھتے ہیں
کمالِ ضبط سے رہتے ہیں پیشِ شاہِؐ اُمم   جو عظمتِ شہِؐ کون و مکاں سمجھتے ہیں
ادب سے لاتے نہیں حرفِ شوق ہونٹوں پر   گدازِ جاں کو ہی لُطفِ نہاں سمجھتے ہیں
جو اَشک بہتے ہیں بے ساختہ حضوری میں   دِل و نظر کی اُنہیں داستاں سمجھتے ہیں

حافظؔ لدھیانوی

چشمِ پُرشوق سے محبوبؐ کا گھر دیکھتے ہیں — جو ہے بے مثل، وہ خوشبو کا نگر دیکھتے ہیں

ہیں وہ خوش بخت جنہیں اِذنِ حضوری مل جائے — لُطفِ سرکارؐ سے معراج سفر دیکھتے ہیں

تیز تَر ہوتی ہے کچھ اور حضوری کی تڑپ — منزلِ شوق کو دُشوار اگر دیکھتے ہیں

ہیں جو وابستہ درِ لُطف و کرم سے تیرےؐ — سایۂ شام میں بھی رُوئے سحر دیکھتے ہیں

تیرنے لگتے ہیں آنکھوں میں خُوشی کے آنسو — منظرِ طیبہ کو با دیدۂ تَر دیکھتے ہیں

اَشکبار آنکھوں سے جو پڑھتے ہیں دِیواں میرا — میرے شعروں میں حضوری کا اثر دیکھتے ہیں

حافظؔ لدھیانوی

رہ مدینہ سے ہر گام با اَدب گزرو — جنابِ سرورِؐ عالم اِدھر سے گزرے ہیں

نِگاہ میں ہے مدینے کا ایک اِک لمحہ — مگر یہ لمحے بہت مختصر سے گزرے ہیں

مدام جِن کو حضوری کا ہے شرف حاصل — کچھ ایسے لوگ بھی میری نظر سے گزرے ہیں

رہا ہے اپنا ستارہ بھی اَوج پر حافظؔ — دیارِ شوق سے، بابِ اثر سے گزرے ہیں

حافظؔ لدھیانوی

حضوری میں بہ چشمِ نَم رہے ہیں — عجب کیفیتوں میں ہم رہے ہیں

مسلسل بارشِ لُطف و عطا تھی کرم سرکارؐ کے پیہم رہے ہیں
مدینہ رحمتوں کا ہے خزینہ یہاں پر سرورِؐ عالم رہے ہیں
میّسر تھا ہمیں بھی قُربِ سرکارؐ مگر حافظؔ وہ لمحے کم رہے ہیں
حافظؔ لدھیانوی

مرے سامنے بام و دَر ہوں حرم کے الٰہی! دوبارہ وہ لمحات آئیں
مواجہہ پہ ہم سر جُھکا کے اَدب سے حبیبِؐ خدا کو غمِ دِل سُنائیں
ندامت سے آیا ہوا تھا پسینہ ہمیں یاد ہیں چشمِ تر کی دُعائیں
وہ دربارِ اَقدس ہو نظروں کے آگے سُنی جاتی ہیں جس جگہ اِلتجائیں
وسیلہ ہے ذاتِ نبیؐ مغفرت کا خدا بخش دیتا ہے ساری خطائیں
یہ بختِ رَسا کی ہے معراج حافظؔ جِسے چاہیں وہؐ اپنے دَر پہ بلائیں
حافظؔ لدھیانوی

مِری جاں جِسم سے جِس دم جُدا ہو لَبوں پہ نغمۂ صلِّ علیٰ ہو
مِرے سَر پر بھی چادر ہو کرم کی مِرے سَر پر بھی رحمت کی گھٹا ہو
بہت دُکھ زندگی کے سہہ چکا ہُوں قرارِ جان و دِل مجھ کو عطا ہو
حافظؔ لدھیانوی

طیبہ کی فضاؤں میں مری عمر بسر ہو آنکھوں کا مری نُور، ہر اِک راہگزر ہو
ہر سانس میں گلزارِ مدینہ کی ہو نکہت جب وادیِ رحمت کی طرف میرا سفر ہو
ہوں پیشِ نظر میرے، دروبام حرم کے ایسی بھی کوئی شام ہو، ایسی بھی سحر ہو
وہ خطّہ شاداب نِگاہوں کی ہو جنّت خوشبو سے معطّر مرا دامانِ نظر ہو
اَنوار کی بارش ہو مری رُوح پہ حافظؔ آنکھوں کی ضیاء سیدِؐ عالم کا نگر ہو

حافظؔ لدھیانوی

جِس سے ہے بزم زِیست فروزاں، تمہیؐ تو ہو
تخلیقِ کائنات کا عنوان تمہیؐ تو ہو
ہوتا ہے تیرےؐ نام سے دِل کو سکوں نصیب
ہر اِک کے درد و رنج کا درماں تمہیؐ تو ہو
آتا ہے تیراؐ نام ہی نامِ خدا کے ساتھ
ہے جِس کا نام شامل ایماں، تمہیؐ تو ہو
تیریؐ طرف ہیں سب کی نِگاہیں لگی ہوئی
مِلت کی آبرو کے نگہباں تمہیؐ تو ہو
دونوں جہاں کے واسطے رحمت ہے تیریؐ ذات

پھیلا ہے جس کے لُطف کا داماں، تمھیؐ تو ہو

مومن پہ تیریؐ ذات ہے، احسانِ کبریا

جس کا ہے کائنات پہ احساں، تمھیؐ تو ہو

حافظ لدھیانوی

ایسا کوئی دربار، نہ ایسا کوئی در ہے — بے مثل زمانے میں ہے، دربار بھی، در بھی

ہر ایک دُعا بابِ کرم پر ہوئی مقبول — آہوں کی رسائی بھی ہے، نالوں میں اثر بھی

یہ روضۂ اطہر ہے، یہ گنبد ہے، یہ محراب — ہے دید کے قابل مری معراجِ نظر بھی

ہر شام مدینے کی ہے انوار بداماں — پُرنُور ضیاؤں سے ہے دامانِ سحر بھی

پاتی ہے مری رُوح ترےؐ ذکر سے تسکیں — آباد تریؐ یاد سے ہے دِل کا نگر بھی

حافظ بھی ہے پھیلائے ہوئے دامنِ اُمید — اِک چشمِ کرم رحمتِ کونینؐ! اِدھر بھی

حافظ لدھیانوی

کٹتے ہیں میرے شب و روز کرم سے تیرےؐ

مجھ سے عاصی پہ ہے ہر آن عنایت تیریؐ

میرے آقاؐ! ملے پھر مجھ کو حضوری کا شرف

پھر ہو اے کاش! مرے بخت میں قربت تیریؐ

اشکبار آنکھوں سے رُودادِ محبّت چھیڑوں
لہجۂ اشک میں آقاؐ! کروں مدحت تیریؐ

سب کو ملتا ہے ترےؐ دَر سے طلَب سے بڑھکر
جھولیاں بھرتی ہے ہر اِک کی عنایت تیریؐ

کوئی رہتا ہی نہیں رنج و الم تیرےؐ حضور
ایسا سرشار کئے رکھتی ہے قربت تیریؐ

کرتے ہیں پیار سبھی، جان سے بڑھ کر تجھ کو
کونسا دِل ہے، نہیں جس میں محبّت تیریؐ

سب پہ اے رحمتِؐ عالم ہے عنایت تیریؐ
وجہِ تسکینِ دِل و جاں ہے محبّت تیریؐ

دل میں حسرت ہے مدینے میں جگہ مل جائے
تا دمِ حشر میّسر رہے قربت تیریؐ

کون دیتا ہے صدا دِل کے نہاں خانوں میں
مُجھے بے تاب سدا رکھتی ہے اُلفت تیریؐ

تیریؐ تقلید میں مُضمر ہے حیاتِ ابدی
سُرخرو حشر میں کر دے گی اطاعت تیریؐ

حافظؔ خستہ پہ بھی چشمِ کرم ہو آقاؐ!
ہر گنہگار پہ جب ہوگی عنایت تیریؐ

حافظؔ لدھیانوی

بصیرتوں کے ہیں مخزن نقوشِ پا اُسؐ کے — متاعِ دیدہ وراں ہے، ہر اِک ادا اُسؐ کی
اسی سے منزلِ مقصود کا نشاں پایا — جہاں کی آنکھ کا سُرمہ ہے خاکِ پا اُسؐ کی
اُسؐ کا قول ہی قندیلِ راہِ ہستی ہے — ہر ایک دَور میں سیرت ہے رہنما اُسؐ کی
ہے اُسؐ کی ذاتِؐ گرامی نجات کی ضامن — قبولِ بارگہِ قُدس ہے دُعا اُسؐ کی
ثنائے خواجہؐ سے مقصود ہے یہی حافظؔ — دِل و نِگاہ کی زِینت رہے نِگاہ اُسؐ کی

حافظؔ لدھیانوی

لیلۃ القدر ہے، اور لَب پہ ہے مِدحت اُنؐ کی
یہ بھی فیضان اُنہیؐ کا ہے، عنایت اُنؐ کی
ہر طرف مُجھ کو نظر آتا ہے جلوہ اُنؐ کا
میری رَگ رَگ میں بسی رہتی ہے اُلفت اُنؐ کی
سائل دَر کو وہ دیتے ہیں طلب سے بڑھ کر
ہے عجب رنگِ عطاء طرزِ سخاوت اُنؐ کی
جِس کی خوشبو ہے مری رُوح کی پہنائی میں
گلشنِ جاں میں مہکتی ہے عقیدت اُنؐ کی
خلوتِ جاں کو مری جِس نے کیا ہے روشن

ذِکر اُنؐ کا ہے، ثناء اُنؐ کی، محبت اُنؐ کی
نام لیتا ہوں تو بھر آتی ہیں آنکھیں میری
مجھ پہ رہتی ہے سدا چشمِ مروّت اُن کی
حافظؔ لدھیانوی

جِس کو بھی سرورِؐ کونین سے اُلفت ہوگی
اُس کو فردوس میں حضرتؐ کی زیارت ہوگی
حشر میں سب پہ کرم میرے نبیؐ کا ہوگا
سب پہ اُسؐ رحمتِؐ عالم کی عنایت ہوگی
جب نظر آئیں گے آثارِ مدینہ مجھ کو
جانے کیا اس دِلِ بے تاب کی حالت ہوگی
زادِ راہ لے کے چلو، سخت کٹھن ہے منزل
ورنہ محشر میں قیامت کی ندامت ہوگی
میں ہوں مدّاحِ پیمبرؐ، مری قِسمت دیکھو
قبر میں نعت کے صدقے مجھے راحت ہوگی
پیشِ سرکارؐ ہوں میں غرق ندامت، حافظؔ
اِس سے بڑھ کر بھی کوئی اور قیامت ہوگی
حافظؔ لدھیانوی

دلوں کا سوز، آنکھوں کی نمی ہی کام آئے گی
بجز منزل متاعِ دردمندی کام آئے گی

بنی ہے یادِ محبوبِؐ خدا، سرمایۂ ہستی
جو گزری ذکر میں، وہ زندگانی کام آئے گی

کرم اُنؐ کا ہر اِک منزل پہ راحت کا سبب ہوگا
سرِ محشر شفاعت آپؐ ہی کی کام آئے گی

مرے بختِ رسا نے، بخت کی معراج دیکھی ہے
نظر جو سبز گنبد پر پڑی تھی، کام آئے گی

رہی پہروں جو مصروفِ عبادت آستانے پر
بہر صورت وہی حیراں نگاہی کام آئے گی

عمل کی کوئی صورت ہی نظر آتی نہیں حافظؔ
قیامت میں مری بے چارگی ہی کام آئے گی

حافظؔ لدھیانوی

شاخِ اُمید پھر سے ہری ہوگئی
پھر حرم میں مری حاضری ہوگئی

مجھ سا عاصی بھی حاضر ہے دربار میں
اِنتہا لُطفِ سرکارؐ کی ہوگئی

گلشنِ جاں میں پھر سے بہار آگئی
خلوتِ جاں میں پھر روشنی ہوگئی

اِس طرح جل اُٹھے آنسوؤں کے دیے
دامنِ دل میں رخشندگی ہوگئی

قلبِ بے تاب کو مل گیا پھر سکُوں
ہر نظر حاصلِ زندگی ہوگئی

اِس طرح اُٹھ گئی سوئے روضہ نظر
سر بہ سر اِلتجا خامشی ہوگئی

عمر بھر کی اُسے سر خوشی مل گئی
جِس طرف وہ نظر سرسری ہوگئی

میرے دامن میں موتی چمکنے لگے
دولتِ سوزِ جاں دائمی ہوگئی

جس سے حافظ مری سمت اُٹھی نظر کیا مبارک، وہ بیچارگی ہوگئی

حافظ لدھیانوی

شہرِ رحمت دیکھتے، شہرِ تمنا دیکھتے
اِذن مل جاتا تو ارمانوں کی دُنیا دیکھتے

جس کے ہر اِک نقش پر قربان حُسنِ کائنات
وہ دِلوں کا نُور، آنکھوں کا اُجالا دیکھتے

اپنی قسمت میں اگر ہوتا مدینے کا قیام
رنگ ہرلحظہ نیا جود و سخا کا دیکھتے

کاش مل جاتا ہمیں بھی اپنے ہونے کا ثبوت
روضۂ سرکارؐ پر دِل کا تڑپنا دیکھتے

جس سے چھٹ جاتی ہیں قلب و رُوح کی تاریکیاں
وہ سحابِ نُور روضے پر برستا دیکھتے

اَے خوشا وقت! کہ جب تھا سامنے بابِ کرم
کاش اُس بابِ کرم کو ہم دوبارہ دیکھتے

حافظ لدھیانوی

جو خوش نصیب ہیں وابستہ آستانے سے — بچے ہوئے ہیں زمانے کے دُکھ اُٹھانے سے

قیامِ شہرِ مدینہ میں ہم نے دیکھا ہے — سَروں پہ رہتے ہیں رحمت کے شامیانے سے

قرارِ جاں ہوا حاصل حضورؐ کے در پر — بہت سکون ملا اشکِ غم بہانے سے

کسی بھی غیر کا محتاج ہو نہیں سکتا — وہ جس کو ملتا ہے سرکارؐ کے خزانے سے

اِک اضطرابِ مُسلسل تھی زندگی اپنی — سکوں ملا ہے درِ مُصطفیٰؐ پہ جانے سے

جو ہم نے دیکھے تھے شہرِ حبیبؐ میں حافظؔ — نظر میں رہتے ہیں منظر وہی سہانے سے

حافظؔ لدھیانوی

وہ شہرِ مُصطفیٰؐ شہرِ تمنّا ہم بھی دیکھیں گے
جو عالم کی ہے آنکھوں کا اُجالا ہم بھی دیکھیں گے

مُرادیں لے کے سب آتے ہیں جسؐ کے آستانے سے
کبھی وہ آستانِ شاہؐ والا ہم بھی دیکھیں گے

منوّر ہیں جو محبوبؐ خدا کی جلوہ ریزی سے
وہ گلیاں وہ مکاں، وہ دشت و صحرا ہم بھی دیکھیں گے

جہاں خاموش نظروں کی دُعا مقبول ہوتی ہے
وہی روضہ جنابِ مُصطفیٰؐ کا ہم بھی دیکھیں گے

وہ جس کی یاد میں رو رو کے کاٹی زندگی ہم نے
حرم کا نور، گنبد کا وہ جلوہ ہم بھی دیکھیں گے
جنابِ رحمتِؐ عالم جدھر سے بارہا گزرے
زمیں پر چاند تاروں کا وہ رستہ ہم بھی دیکھیں گے
ملے گا ایک دِن اذنِ حضوری ہم کو بھی حافظؔ
کبھی تو اَوج پر اپنا ستارہ ہم بھی دیکھیں گے

حافظؔ لدھیانوی

بارِ دِگر تھا روضۂ سرکارؐ سامنے — نُور و ضیاء کے تھے در و دِیوار سامنے
نورِ نگاہ و قلب تھا ہر جلوۂ حرم — ہر وقت تھا وہ مطلعِ انوار سامنے
ہر گام پر تھی عہدِ مقدّس کی یادگار — ہرگام پر تھے سَلف کے آثار سامنے
اب تک نِگاہ میں ہیں وہی ساعتیں کہ جب — سب سے بڑے سخیؐ کا تھا دربار سامنے
بہرِخدا ہو اِس پہ بھی اِک چشمِ اِلتفات — ہے رحمتِؐ تمام! گنہگار سامنے
زائر سبھی تھے قرب کی لذت سے ہمکنار — دیکھا تھا اِک ہجوم کو سرشار سامنے

حافظؔ لدھیانوی

عروج و عظمتِ اِنساں کا زینہ یاد آتا ہے — جو گزرا آستانے پر، مہینہ یاد آتا ہے

مرے سوزِ دروں کی ترجماں تھی میری خاموشی
چھلک اُٹھا تھا دِل کا آبگینہ، یاد آتا ہے

نِگاہوں میں ابھی تک ہے، وہ اندازِ کریمانہ
وہ بخشش، وہ سخاوت کا قرینہ یاد آتا ہے

تھا قربِ خاص کے احساس سے ہر عضوِ جاں لرزاں
حضوری میں ندامت کا پسینہ یاد آتا ہے

عجب دِن تھے جو گزرے گنبدِ خضرا کے سائے میں
ہر اِک ساعت مجھے کیفِ شبینہ یاد آتا ہے

ہر اِک سائل کرم سے جھولیاں بھربھر کے جاتا تھا
ہر اِک لمحہ جو بٹتا تھا خزینہ یاد آتا ہے

حافظ لدھیانوی

دُعاؤں میں اَثر، اشکِ محبت ہی سے آتا ہے
یہی رنگِ عقیدت، وصل کا مژدہ سُناتا ہے

مری حیراں نگاہی کو مِلا ہے اِذنِ گویائی
خموشی میں بھی اِک حُسنِ تکلّم پایا جاتا ہے

یہاں کے ذرّے ذرّے کو ہے نسبت ذاتِ اطہر سے
ہر اِک منظر مدینے کا، ترا جلوہ دِکھاتا ہے

مری خلوت میں روشن ہیں تری یادوں کی قندیلیں
ثناء کا نغمہ، میری رُوح کو اُجلا بناتا ہے

حضوری کے لئے بیتاب رہتا ہے دِل محزُوں
نہ جانے، کب مجھے دربار سے پیغام آتا ہے

منوّر کر دیا ہے اُس نے میری ظلمتِ جاں کو

جو پلکوں پہ مِری اشکِ ندامت جھلملاتا ہے
نئے مضموں سے ہوتے ہیں مزیّن شعر حافظؔ کے
اِسے رُوح الامینؑ، انداز مِدحت کے سکھاتا ہے

حافظؔ لدھیانوی

مَیں اُسؐ کے رُوبرو ہوں سَر نہادہ
جو ذاتِؐ پاک سب کا آسرا ہے
زباں کھلتی نہیں پاسِ ادب سے
مِرا ہر اَشک، حرفِ اِلتجا ہے
حرم میں سانس بھی آہستہ لینا
یہاں پہ جنبشِ لَب بھی خطا ہے
اُترتے ہیں سلامی کو فرشتے
یہ دربارِ حبیبِؐ کبریا ہے
ہوئیں مقبول سب میری دعائیں
زہے قسمت مدینہ آگیا ہے
کہاں حافظؔ، کہاں یہ شہرِ رحمت
یہ فیضانِ جنابِ مصطفیٰؐ ہے

افظؔ لدھیانوی

یہ بھی سامان ضروری ہے حضوری کے لئے — دِل کو مصروفِ ثناء، آنکھ کو نم رکھا ہے
مجھ پہ سرکارؐ کی رہتی ہے عنایت کیا کیا — مجھ کو وابستہ دامانِ کرم رکھا ہے
ہم نے دُنیا میں لگایا ہی نہیں ہے دِل کو — ہر گھڑی پیشِ نظر راہِ عدم رکھا ہے
دیکھئے ملتا ہے کب اِذنِ حضوری حافظؔ — سفرِ شوق کا سامان بہم رکھا ہے

حافظؔ لدھیانوی

حافظؔ لدھیانوی

دربارِ رسالت میں

یہ مسکنِ جنابِ رسالتؐ مآب ہے — رحمت ہے بے پناہ، کرم بے حساب ہے
یہ دَر ہے دردمند غریب و یتیم کا — ہوتا نہیں ہے بند کبھی در کریمؐ کا
سرشار ہیں فضائیں دُرود و سلام سے — ہر ایک فیضیاب ہے رحمت کے جام سے
ہم عاصیوں کے ملجا و ماویٰ حضورؐ ہیں — جن پر ہے سب کو ناز وہ آقاؐ حضور ہیں
اِک چشمِ التفات کے محتاج ہیں تمام — ہوگا ہر اِک زباں پہ سرِ حشر اُنؐ کا نام

حافظؔ لدھیانوی

مجھ سے گنہگار کو قربت نصیب ہے
دربار میں ہوں، دامنِ رحمت نصیب ہے

دل ہے جمالِ شہرِ مدینہ سے فیضیاب
آنکھوں کو حُسنِ شہرِ محبّت نصیب ہے

لمحے گزر رہے ہیں عجب کیف و وَجد میں
کیا لُطفِ بے پناہ کی دولت نصیب ہے

قدموں میں ہوں جنابِ رسالتؐ مآب کے
دربارِ مُصطفیٰؐ کی زیارت نصیب ہے

خوش بخت ہوں، کہ مُجھ پہ ہے سرکارؐ کی نظر
ہر آن مُجھ کو فیضِ رسالتؐ نصیب ہے

حافظؔ کو کیوں نہ اپنے مقدّر پہ ناز ہو
اس کو حضورؐ پاک کی اُلفت نصیب ہے

حافظؔ لدھیانوی

وہ اِسمِ گرامی ہے محبوبؐ دو عالم کا
جِس نامؐ میں راحت ہے، جِس نامؐ میں رحمت ہے

دامانِ نظر میں ہیں طیبہ کے حسیں جلوے
ہر نقشِ حسیں جِس کا، اِک آیۂ راحت ہے

اِک عمر کا حاصل ہے، اِک لمحہ حضوری کا
الفاظ میں کیا لکھوں، جو قرب میں لذّت ہے

حافظؔ کو بُلاتے ہیں ہر سال حضوری میں
اِس بندۂ عاصی پر کیا لُطف و عنایت ہے

حافظؔ لدھیانوی

گلزارِ مدینہ کی طرف رُوئے سفر ہے
خوشبو سے معطّر، مرا دامانِ نظر ہے

رہتا ہے اِسی حلقۂ رحمت میں زمانہ — اس ذاتؐ گرامی سے ہی توقیرِ بشر ہے

ہر آن تصوّر میں ہے وہ روئےؐ منوّر — جس سے نظر افروز، رُخِ شام و سحَر ہے

اِس سے نہیں بڑھ کے کوئی منصب، کوئی اِعزاز — خوش بخت ہے وہ شخص، جو وابستۂ دَر ہے

ہے پیشِ نظر میرے، وہی قریۂ صد رنگ — ہر اشکِ محبت میں حضوری کا اثر ہے

ہے فردِ عمل میں یہی سرمایۂ عقبیٰ — احساسِ ندامت ہی مِرا زادِ سفر ہے

حافظ! مِرا دِیوان ہے اِک کانِ جواہر — مِدحت میں ہے جو لفظ، وہ تابندہ گہر ہے

حافظ لدھیانوی

یہ دیارِ حبیبِ کبریا ہے — عجب لُطف و کرم کا سلسلہ ہے

سرور و کیف سے لبریز ہے دِل — متاعِ درد سے جاں آشنا ہے

یہ فیضِ نامِ سرکارؐ دوعالم — خدا سے جو بھی مانگا مِل گیا ہے

حافظ لدھیانوی

ہے میرے سامنے دربارِ اَقدس — مِرا معراج پر بختِ رسا ہے

ہوں قدموں میں جنابِ مُصطفیٰؐ کے — یہ اِنسانی شرف کی اِنتہا ہے

مواجہہ پر کھڑا ہوں سر جُھکائے — مِرے ہر اشک میں رنگِ دُعا ہے

خدایا! بخش دے میری خطائیں — یہ رُو، رُوبروئے مُصطفیٰؐ ہے

پناہ دردمنداں ہے یہی دَر غریبوں' عاصیوں کا آسرا ہے
وسیلے سے جنابِ مُصطفیٰؐ کے خدا سے جو بھی مانگا مل گیا ہے
قریبِ مُصطفیٰؐ ہو میرا مدفن یہی حسرت' یہی لَب پہ دُعا ہے
حافظؔ لدھیانوی

عجب قربِ نبیؐ میں زندگی معلوم ہوتی ہے
لطافت کی فضا چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے
نظر جس سمت اُٹھتی ہے' سلف کی یادگاریں ہیں
صحابہؓ کی وہی پاکیزگی معلوم ہوتی ہے
حَرم میں ہُوں' نِگاہوں میں ہے میری گنبدِ خضرا
یہ خوش بختی کی حدِ آخری معلوم ہوتی ہے
جو نِکلی تھی رسولؐ اللہ کے جِسمؐ معنبر سے
فِضاؤں میں وہی خوشبو بسی معلوم ہوتی ہے
اِسے نِسبت ہے محبوبِؐ دو عالم کے زمانے سے
مدینے کی ہر اِک شے نعت ہی معلوم ہوتی ہے
اُجالا ہے مِرے قلب و نظر کا' شہرِ محبوبؐ
جہاں حدِ نظر تک روشنی معلوم ہوتی ہے
حافظؔ لدھیانوی

مدینے کی زیارت ہوگئی ہے قرارِ جاں کی صُورت ہوگئی ہے
مواجہہ پر کھڑا ہوں اشک افشاں میّسر کیسی نعمت ہوگئی ہے
مِلا پھر مُجھ کو اِذنِ باریابی پھر آقاؐ کی عنایت ہوگئی ہے
ٹھکانا مل گیا قدموں میں اُنؐ کے عجب تفسیرِ جنّت ہوگئی ہے
حرم کی دید سے شاداب ہے جاں شگفتہ کیا طبیعت ہوگئی ہے
نگاہے! یارسولؐ اللہ! نگاہے! پریشاں تیریؐ اُمّت ہوگئی ہے

حافظ لدھیانوی

رحمتوں کے آستاں تک آگئے ہم زمیں سے آسماں تک آگئے
میری نظروں میں ہے فردوسِ بریں خِطّۂ جنّت نشاں تک آگئے
مصدرِ انوار ہے یہ سرزمیں مرکزِ کون و مکاں تک آگئے
عافیت کا مل گیا ہم کو نشاں ساحلِ آسودگاں تک آگئے
ذکر ہے جِسؐ کے مِلا آرامِ جاں ہم اسی آرامِؐ جاں تک آگئے
جِس پہ رہتا ہے سدا ابرِ کرم اس دیارِ شادماں تک آگئے
ہوگئی پُوری مُرادِ زندگی ہم مُرادِؐ کُن فکاں تک آگئے
میرے نغمے، میرے نالے، میرے اشک حاصلِ شرح و بیاں تک آگئے

ہے ملائک کا یہاں ہردم نزول — محفلِ نورانیاں تک آگئے

دِل میں ارمانوں کی اِک دنیا لئے — لُطفِ بے حد کے جہاں تک آگئے

جن میں کھِلتے ہیں اُمیدوں کے گلاب — اس مقدّس گلستاں تک آگئے

جس کا ثانی ہی نہیں حافظؔ کوئی — آج ہم اس مہرباں تک آگئے

حافظؔ لدھیانوی

دِل و نظر کے حجابات سب اُٹھائے گئے — نگاہِ شوق کو منظر عجب دِکھائے گئے

عجیب لُطف و کرم اُنؐ کا تھا بوقتِ دُعا — نیاز و ناز کے انداز سب سِکھائے گئے

متاعِ درد کو بخشی گئی پذیرائی — سکون و امن کے مژدے کئی سنائے گئے

ہے جس مقام پہ ہر آن قدسیوں کا نزول — وہاں پہ ہم سے گنہگار بھی بُلائے گئے

ہزار بار نِگاہوں نے اُن کو چوما ہے — وہ جس مقام پہ نقشِ حبیبؐ پائے گئے

کرم کا مرکز و مصدر ہے آستانِ رسولؐ — سخاوتوں کے خزانے جہاں لٹائے گئے

حافظؔ لدھیانوی

حافظؔ لدھیانوی کی نعتیہ کاوش "کیفِ مسلسل" اب میرے سامنے ہے۔ شاعر کے کلام میں پختگی ہے۔ درد مندی و سوز مندی ہے۔ ندرت ہے۔ حقیقت بیانی کے ساتھ ساتھ صداقت شعاری ہے۔ موصوف کے کلام میں دِلگدازی اور ذوقِ سلیم ہمرکاب نظر آتے ہیں، اور بیان و زبان عروج پر ہیں۔ حاضری کی آرزو، حضوری کی محویت و کیفیت اور مدینہ و سردارِ مدینہ کے لئے تڑپ کو حافظؔ صاحب نے سو سو رنگ سے باندھا ہے۔ یہ ایک ایسا امتیاز ہے جو مذکور کی نعتیہ شاعری کا طرۂ خاص ہے۔ (مؤلف)

چراغِ طور ہے اہلِ نظر کا ہر اِک ذرّہ حرم کی رہگزر کا

ہر اِک تنہا تھا اہلِ کارواں سے کِسی کو ہوش کب تھا ہمسفر کا

دِلوں میں یاد تھی خیرالوریٰؐ کی لبوں پہ ذکر تھا خیرالبشرؐ کا

عطا کی اُسؐ نے زخمِ جاں کو مرہم ہُوں ممنونِ کرم، اُسؐ چارہ گر کا

حافظؔ لدھیانوی

جانبِ طیبہ چلے، بابِ کرم تک پہنچے رنگ ہر لحظہ نیا جود و سخا کا دیکھا

اُنؐ کے دربار میں ہر اشک تھا تفسیرِ دروں مَیں نے خاموش نگاہوں کو بھی گویا دیکھا

میری آنکھوں سے بھی انوارِ مدینہ گزرے میری آنکھوں نے بھی وہ شہرِ تمنا دیکھا

جلوۂ نُور سے شاداب تھیں میری آنکھیں جِس کو دیکھا اُسے مصروفِ نظارا دیکھا

حافظؔ لدھیانوی

روضۂ شاہؐ انبیا دیکھا جلوۂ شانِ کبریا دیکھا

ہر جھلک جس کی رُوح پرور ہے ہم نے وہ شہرِ جانفزا دیکھا

ہر طرف بارشِ کرم دیکھی — درِ رحمت کھُلا ہُوا دیکھا
سب کی جھولی بھری ہوئی پائی — وہ سخاوت کا سلسلہ دیکھا
حافظِ خوش نصیب کو ہم نے — پیشِ دربارِ مصطفیٰ دیکھا

حافظؔ لدھیانوی

تجلّیوں کا مسلسل ظہور کیا کہنا — وہ بزمِ نور، وہ شہرِ حضورؐ کیا کہنا
نفس نفس ہے معطّر، نظر نظر شاداب — دِل و نِگاہ کا کیف و سرور، کیا کہنا
ہر ایک اشکِ ندامت تھا مغفرت کی نوید — نزولِ رحمتِ ربِ غفور، کیا کہنا
مِلا ہے حافظؔ عاصی کو منصبِ مدحت — گنہگار پہ لُطفِ حضورؐ، کیا کہنا

حافظؔ لدھیانوی

دیکھا ہے جو اِک بار سُوئے گنبدِ خضرا — پہروں مری آنکھوں سے برستی رہی برسات
انوار ہی انوار تھے آئینۂ دِل میں — آئے حرمِ پاک میں ایسے کئی لمحات
اشکوں کی روانی میں دُعاؤں کی صدائیں — ٹوٹے ہوئے الفاظ میں بہتے ہوئے جذبات
شہرِ کرم آثار کی حافظؔ ہے عجب شان — جینا بھی کرامات ہے مرنا بھی کرامات

حافظؔ لدھیانوی

ہے وہی ایک شخص فرزانہ جو ہے میرے نبیؐ کا دیوانہ
جسؐ نے روحوں کو تازگی بخشی جسؐ سے گُلشن ہے دِل کا ویرانہ
جسؐ کا ہر قول عظمتوں کا امیں جسؐ کی ہر بات ہے حکیمانہ
مُدعا ہے جوؐ میرے اشکوں کا زِیست میری ہے جسؐ کا نذرانہ
مصدرِ لُطف جسؐ کی ہستی ہے جس کا انداز ہے کریمانہ

حافظؔ لدھیانوی

جہاں رحمت برستی ہے خدا کی وہ بستی ہے حبیبِؐ کبریا کی
وہ محبوبِؐ خدا کا آستاں ہے جہاں ہے اِنتہا جود و سخا کی
فروزاں ہے چراغِ دردمندی دِلوں میں روشنی ہے انتہا کی
حرم کی سرزمیں ہے اور میں ہُوں ہوئی مقبولِ باری جو دعا کی

حافظؔ لدھیانوی

لَب پر مرے ثناء ہے رسالتؐ مآب کی جسؐ کے کرم کو لاج ہے چشمِ پُرآب کی
مدّاحِ مُصطفیؐ ہوں، مُجھے غم ہو کس لئے مجھ پر نِگاہِ لُطف و کرم ہے جنابؐ کی

حاضر تھا شب کو سیّدِ کونین کے حضور　　آنکھوں میں کیفیت ہے وہی لُطفِ خواب کی
ہر اشک اُن کے دَر پہ مرے کام آگیا　　تصویر میں نے کھینچ لی رحمت کے باب کی

حافظؔ لدھیانوی

سامنے روضۂ مکّرم ہے　　دِل دھڑکتا ہے آنکھ پُرنم ہے
پیشِ سرکار اشک افشاں ہوں　　اِک مسلسل کرم کا عالم ہے
سامنے ہیں حرم کے نظارے　　زندگی بے نیازِ ہر غم ہے
دیکھنا سُوئے روضۂ اطہر　　وجہِ لُطف و نشاطِ پیہم ہے
آسرا ہے وہ خستہ جانوں کا　　دِل پُردرد کا وہ محرم ہے
آستاں پر بُلا لیا حافظؔ　　جس قدر ناز ہو مجھے کم ہے

حافظؔ لدھیانوی

رہائی جب بھی غمِ بیکراں سے ملتی ہے　　تصورِ شہِ کون و مکاں سے ملتی ہے
درِ حبیبِ خدا ہے مرادِ خستہ دِلاں　　کرم کی بھیک اِسی آستاں سے ملتی ہے
حرم ہے پیکرِ انوار اُن کے جلوؤں سے　　نظر نظر کو تجلّی وہاں سے ملتی ہے
چلو! قیام کرو، شہرِ نُور میں حافظؔ　　دِلوں کو درد کی دولت جہاں سے ملتی ہے

حافظؔ لدھیانوی

نویدِ حضوری ملنے پر

پھر حضوری کا مل گیا پیغام　　ہوگیا مجھ پہ لُطفِ ربِ انام
لَوٹ آئیں گی کیف کی گھڑیاں　　پھر سعادت کے آئیں گے ایام
سامنے ہوگا گنبدِ خضرا　　کامراں ہوگا پھر دلِ ناکام
نغمۂ شوق ہوگا ہونٹوں پر　　لَب پہ ہوگی ثنائے خیرِ انامؐ
ہوگی ہر غم سے زندگی آزاد　　رُوح پائے گی سرمدی آرام
پھر مواجہہ پہ حاضری ہوگی　　لَب پہ ہوگا مِرے درود و سلام
پھر کروں گا حرم کا نظّارا　　سامنے ہوگا شہرِ خُلد مقام
مجھ سے عاصی پہ بھی کرم ہوگا　　ہوگی پھر رحمتِ خدا ہرگام
دِل نشیں ہوگا صبح کا منظر　　دِلکشا ہوں گے پھر مناظرِ شام
لاج رکھ لی ہے میری آہوں کی　　اشکِ غم کا مُجھے مِلا اِنعام
مشکبو ہوگا ہر نفس حافظؔ　　ہوگا لَب پر مِرے حضورؐ کا نام

حافظؔ لدھیانوی

مِرے سامنے موصوف کا نعتیہ مجموعہ ''معراجِ سفر'' موجود ہے۔ جسے شاعر نے ''منظوم سفرنامۂ حجاز'' کہہ کر کتاب ہذا کی پیشانی کو منوّر کیا ہے۔ اِس منظوم سفرنامہ میں موصوف آدب اور محبّت کے اعلیٰ مقام پر فائز دکھائی دیتے ہیں۔

مؤلف

مواجہہ شریف پر حاضری

مواجہ پر دُعائیں کر رہا تھا ‌ ‌ ‌ کرم سے اپنا دامن بھر رہا تھا

ترا دربار ہے دربارِ عالی ‌ ‌ ‌ کرم فرما! کہ میں بھی ہوں سوالی

میرا سینہ خزینہ ہو وفا کا ‌ ‌ ‌ صفا و صدق کا، صبر و رضا کا

تو دردِ زندگی کو جانتا ہے ‌ ‌ ‌ مرے دِل کی لگی پہچانتا ہے

کریماً ! بادشاہاً ! شہریارا! ‌ ‌ ‌ تریٔ رحمت کا مل جائے سہارا

کرم کی اِک نظر مجھ پر خدارا! ‌ ‌ ‌ نہیں یہ زندگی مجھ کو گوارا

تجھے ہے واسطہ ابنؓ علیؓ کا ‌ ‌ ‌ تجھے ہے واسطہ ہر اِک ولی کا

مرے سَر پر کرم کا تاج رکھنا ‌ ‌ ‌ خدارا! آرزو کی لاج رکھنا

ترے روضے پہ میری جان نِکلے ‌ ‌ ‌ مری اِک عمر کا ارمان نِکلے

بھکاری جس جگہ سارا جہاں ہے ‌ ‌ ‌ یقیناً وہ ترا ہی آستاں ہے

مجھے صدیقؓ سا ایثار دے دے ‌ ‌ ‌ عمرؓ جیسا مجھے کردار دے دے

سماں جب مرگ کا اِس جان پر ہو ‌ ‌ ‌ خدایا! خاتمہ اِیمان پر ہو

سلیقہ مانگنے کا بھی کہاں ہے ‌ ‌ ‌ یہ دامن ہے، یہ تیراً آستاں ہے

حافظ لدھیانوی

مواجہہ شریف پر آخری سلام

گزارے آٹھ دِن جنّت میں ہم نے	خدا کے سایۂ رحمت میں ہم نے
یکایک آگیا روزِ جُدائی	قیامت جس نے قلب و جاں پہ ڈھائی
حرم تک ہم بڑی مُشکل سے پہنچے	دِلوں میں غم کا تھا طوفان روکے
مواجہہ کی طرف ہم جا رہے تھے	ندامت کے پسینے آ رہے تھے
عجب قلب و نظر کے سلسلے تھے	جُھکائے سر مواجہہ پر کھڑے تھے
ادا ہوتے نہ تھے الفاظ لَب سے	زباں کھلتی نہ تھی پاسِ ادب سے
نہیں تھا ربط کوئی گفتگو میں	تسلسل تھا نہ شرحِ آرزو میں
تھے کچھ اشکِ ندامت میری دولت	جھلکتی تھی مِرے اشکوں سے حسرت
یہیٔ نذرانہ تھا قلب و نظر کا	یہی سرمایہ تھا دامانِ تَر کا
انہیں دَر پر نچھاور کر رہا تھا	کرم سے اپنا دامن بھر رہا تھا
بیاں جب کرچکا میں حالتِ زار	گزارے بارگاہ میں چند اشعار
"آستاں پر غلام آئے ہیں	آج بہرِ سلام آئے ہیں
اپنی رحمت سے جھولیاں بھَر دے	ہم تہی دامنوں کو گوہر دے
ہے ترےؐ ہاتھ عاصیوں کی لاج	سب ترےؐ آستاں کے ہیں محتاج"
دُعا کی، اے مِرے پروردِگارا	ہے تُو ہی بے سہاروں کا سہارا
وسیلے سے جنابِ مُصطفیٰؐ کے	مجھے ہر فکر سے آزاد کر دے

گناہوں سے خدایا درگزر کر — تُو مجھ پر اپنی رحمت کی نظر کر
حریمِ قدس میں پھر حاضری ہو — نِگاہوں کو میسّر روشنی ہو
درِ اَقدس میں ہم باچشمِ نَم تھے — کھُلے ہر سمت سو بابِ کرم تھے
مسلسل آنکھ سے تھے اشک جاری — مسلسل ہو رہی تھی آہ و زاری

حافظؔ لدھیانوی

اِجازت لے کے محبوبؐ خدا سے — رسولؐ پاک، ختم الانبیاءؐ سے
حرم سے گرچہ باہر آگئے تھے — مگر مُڑمُڑ کے روضہ دیکھتے تھے
جُدائی نے بہت ہم کو رُلایا — دماغ و دِل میں تھا اِک حشر برپا
بہ چشمِ نَم مدینہ ہم نے چھوڑا — جو محور تھا ہماری آرزو کا

حافظؔ لدھیانوی

مکّہ مکرّمہ (وادئ اُم القریٰ)

سفر تھا جانبِ مکّہ ہمارا — حبیبؐ کبریا کو تھا جو پیارا
ہے مکّہ مولِد سرکارؐ عالم — خدا کا لُطف ہے مکّے پہ پیہم
عجب ہے جذب اُس کی سر زمیں میں — تڑپ سجدوں کی رہتی ہے جبیں میں

ہے اس کا مرتبہ دُنیا سے بالا ہے مکّے ہی میں بیتِ حق تعالیٰ
ہر اِک لمحہ یہاں پر قیمتی تھا حرم میں لُطف و کیفِ سرمدی تھا
قرارِ جان و دِل اس کی فضا تھی یہ دُنیا ساری دُنیا سے جُدا تھی
ہر اِک کو ناز تھا بختِ رسا پر بہشتِ دید تھا ہر ایک منظر
ہر اِک آنسو میں رنگِ اِلتجا تھا ہر اِک اپنے خدا سے مانگتا تھا
خدایا ہم پہ رحمت کی نظر کر خطاؤں سے ہماری درگزر کر
قیامت میں نہ کرنا خوار ہم کو نہ دینا حشر میں آزار ہم کو
حریم کعبہ میں سجدے کئے تھے مزے ہم نے عبادت کے لئے تھے
سکینت آشنا تھا قلبِ مضطر عبادت تھی یہ کیسی رُوح پرور
نیا تھا ہر گھڑی لُطفِ عبادت نمازوں اور نوافل میں تھی لذّت
نظر پڑتی تھی جب بیتِ خدا پر تو یاد آتا تھا احسانِ پیمبرؐ

حافظ لدھیانوی

ملتزم

مقامِ ملتزم بھی ہے نرالا اثر دیکھا یہاں ہم نے دُعا کا
رواں آنکھوں سے تھے اشکِ ندامت ہُوئے تھے اِس طرح غرقِ خجالت

بڑے پُرکیف تھے یہ چند لمحے مقامِ ملتزم پر جو گزارے
دُعائیں اِس طرح کیں مُصطفیٰؐ نے شہِؐ ابرار، محبوبِؐ خدا نے
لگایا ملتزم سے جسمؐ اطہر ملا تھا سینہؐ و رخسارؐ اُس پر
دُعا کی اے مرے پروردگارا ہے تیری ذات ہی سب کا سہارا
تُو سب کچھ دیکھتا ہے جانتا ہے تو سب کی کیفیت پہچانتا ہے
اثر دیکھا تھا یہ ہم نے دُعا کا طبیعت میں ہوا ٹھہراؤ پیدا

حافظ لدھیانوی

زَمزم

خدا کے لُطف کا مظہر ہے زَمزم کِسی بھی وقت جو ہوتا نہیں کم
یہ چشمہ ہے نشانِ لُطفِ باری قیامت تک رہے گا یونہی جاری
کیا تھا نوش زمزم سیر ہوکر سُنا تھا ہم نے ارشادِ پیمبرؐ
پیاسی رُوح نے تسکین پائی ہوئی تھی اِس سے باطن کی صفائی
تھیں مسنونہ دُعائیں میرے لَب پر ہوا تھا مطمئن دِل جن کو پڑھ کر
تُو رَازق ہے ہمیں دے رِزق وَاسع کرم سے کر عطا تُو عِلم نافع
خدایا دے شفا ہر اِک مرض سے دِلوں میں معرفت کا نُور بھر دے

اِسے لے جاتے ہیں اپنے وطن کو　کئی اِس میں بھگوتے ہیں کفن کو
وطن کو لَوٹ کر ہم آئے جِس دم　پلائے دوستوں کو جامِ زمزم

حافظ لدھیانوی

طوافِ وداع

گزارے آٹھ دِن مکّے میں ہم نے　حسیں تھے سلسلے قلب و نظر کے
نہ کوئی فِکر تھا باقی نہ غم تھا　نِگاہوں کی ضیاء صحنِ حرم تھا
خدا سے لَو لگی رہتی تھی ہر دم　نہ ہوتا تھا چراغِ درد مدّہم
ہمیں اِس گھر سے یہ دولت ملی تھی　گدازِ قلب کی نعمت ملی تھی
گزر جاتا تھا دِن یادِ خدا میں　حضورِ حق دُعا میں، اِلتجا میں
طوافِ الوداعی کر رہے تھے　متاعِ نُور دِل میں بھر رہے تھے
نزولِ لُطفِ باری ہو رہا تھا　ہر اِک سُو گُلشنِ رحمت کِھلا تھا
عبادت کے مزے ہم نے اُٹھائے　ہمارے سر پر کعبے کے تھے سائے
حضوری کے تھے باقی چند لمحے　جو حاصل تھے ہماری زندگی کے
نظر تھی مستقل بیتِ خدا پر　تھا قلب و رُوح میں اللہ کا گھر
خدا کے گھر سے فرقت دیدنی تھی　دُعائیں آنسوؤں میں ڈھل گئی تھیں
مگر تھا چھوڑنا اِس کا مقدر　نِگاہوں میں جُدائی کا تھا منظر

بچے تھے چند اَشکوں کے جو گوہر نچھاور کر دیئے ہم نے حرم پر
فراقِ کعبہ کا جب وقت آیا جُدائی نے بہت ہم کو رُلایا
چلے بیت اللہ سے ہم جانبِ در بیاں کیسے ہو وہ پُرسوز منظر
نظر مُڑمُڑ کے کعبہ دیکھتی تھی قیامت خیز رُخصت کی گھڑی تھی
بہت افسردہ ہم نِکلے حرم سے شکستہ تھے بدن رُخصت کے غم سے

حافظؔ لدھیانوی

بہت تسکین ملتی ہے، بہت آرام آتا ہے حبیبِ کبریا کا جب زباں پر نام آتا ہے
ہے ساری عمر کا حاصل، گدازِ جاں کا سرمایہ مِری پلکوں پہ آنسو صُورتِ انعام آتا ہے
سحابِ لُطف کا رہتا ہے سایہ راہِ طیبہ میں مِرے قلب تپیدہ کو بڑا آرام آتا ہے

حافظؔ لدھیانوی

حافظؔ لدھیانوی کی دسویں نعتیہ تصنیف "ثنائے خواجہ" کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اختصار کے پیش نظر نموناً چند اشعار یہاں نقل کرنے کی سعادت پا رہا ہوں۔ کلامِ حافظؔ پر تبصرہ پہلے درج ہو چکا ہے۔ اُن کا سوز و گداز سے مملو کلام، بلندیِ افکار اور فنّی پختگی کا نادر اِظہار ہے۔

مؤلف

ہر لحظہ ایک لُطف ہے، ہر لمحہ اِک سرور مجھ پر نوازشات ہیں کیا کیا حضورؐ کی

بعداز خدا ہے جس سے اُمیدِ کرمؐ ہمیں — وہ ایک ذاتِؐ پاک ہے تنہا حضورؐ کی

ہر آن اُنؐ کا ذِکر ہے، ہرلحظہ اُنؐ کی یاد — حافظؔ کو بس ہے، درد کی دُنیا حضورؐ کی

حافظؔ لدھیانوی

ہے افضل سب سے تیراؐ آستانہ — سراسر نُور ہے تیراؐ گھرانہ

چُھپا لینا ہمیں دامن میں اپنے — ہمارے داغِ عصیاں پر نہ جانا

کوئی حیلہ مِری بخشش کا ہو جائے — کوئی رحمت کو مل جائے بہانہ

ہو دِل میں حضرتِ اقبالؒ سا عشق — محمدؐ مصطفیٰؐ سے والہانہ

دِلوں کی بستیاں آباد کر دے — تجھےؐ مُشکل نہیں اُن کا بسانا

حافظؔ لدھیانوی

(خوشتر آں شہرے کہ آنجا دِلبرؐ است)

تُو ہے لَوٹا سر زمینِ پاک سے — جس کو ہے نِسبت شہِؐ لولاک سے

تُو نے دیکھی ہیں وہ گلیاں، وہ دیار — جِن کے ہر ذرّے پہ جان و دِل نثار

بارگاہِ قدس میں حاضر ہوا — تُجھ کو سجدوں کا شرف بخشا گیا

تیرے دامن میں کِھلے رحمت کے پُھول — چُھٹ گئی اِک عمر کی دامن سے دُھول

آنسوؤں سے داغِ عصیاں دُھل گئے — چار سُو ابوابِ رحمت کُھل گئے

کچھ بتا ہم کو وہاں کا ماجرا ۔۔۔ کس طرح عشاق کرتے ہیں دعا
وہ نمازیں، وہ فقیرانہ ادا ۔۔۔ وہ سماں اِنعام کا، اِکرام کا
ہاں بتائے جا، بتائے جا وہ راز ۔۔۔ جس سے دِل سینوں میں ہوتے ہیں گداز
حشر جب کرتے ہیں برپا ولولے ۔۔۔ کیسے ہوتے ہیں وہ لمحے شوق کے
کیسے دُھلتے ہیں وہاں عصیاں کے داغ ۔۔۔ کیسے ملتا ہے غمِ جاں سے فراغ

حافظؔ لدھیانوی

حافظؔ لدھیانوی کی یہ گیارھویں نعتیہ تصنیف ہے۔ جس کا میں نے دِلی شوق سے مطالعہ کیا ہے۔ کتاب کا نام ''تائیدِ جبرئیل'' ہے اور حافظؔ صاحب نے اِسے اپنا دسواں نعتیہ مجموعہ لکھا ہے۔ میری ترتیبِ مطالعہ موصوف سے مختلف ہے۔ کلامِ حافظؔ پر گذشتہ صفحات میں بات کر چکا ہوں۔ حافظؔ لدھیانوی نعت گوئی کے تقاضوں سے آشنا ہیں۔ وہ ایک شریف النفس پاک طینت پاکباز مسلمان ہیں۔ اُن کا کلام دلپذیر ہے۔

مؤلف

اُنہی کا کام ہے جن کو خدا توفیق دیتا ہے ۔۔۔ بہت دُشوار ہے راہِ محبت میں قدم رکھنا
گزرنا راہِ ہستی سے، کوئی جیسے مسافر ہو ۔۔۔ نِگاہوں میں ہمیشہ منزلِ راہِ عدم رکھنا
نجاتِ اُخروی ہے منحصر، تیریؐ شفاعت پر ۔۔۔ گنہگاروں پہ، تیریؐ شان ہے، دستِ کرم رکھنا

حافظؔ لدھیانوی

دُعا

مجھ پر رہے مدام تریؐ چشمِ التفات
ابرِ کرم کے سائے میں عاصی سدا رہے

ہو قبر میں زیارتِ محبوبِؐ کبریا
کُنجِ لحد میں بھی درِ جنّت کھُلا رہے

ملتی رہے حضورؐ سے خیرات نعت کی
تا زیست ذوق و شوق کا یہ سلسلہ رہے

حافظؔ لدھیانوی

قیامِ طیبہ میں آسودگی نظر آئی
تلاش جس کی تھی وہ زندگی نظر آئی

حضورِ سیّدِؐ کونین میں اشکبار رہا
گھٹا کرم کی برستی ہوئی نظر آئی

ملا حضورؐ سے پھر اِذنِ حاضری حافظؔ
نفس نفس میں عجب تازگی نظر آئی

حافظؔ لدھیانوی

پھر حاضری کی مجھ کو سعادت نصیب ہو
صحنِ حرم میں کیفِ عبادت نصیب ہو

ہر وقت دھیان میں رہے شہرِ نبیؐ کا نور
روضے کی بار بار زیارت نصیب ہو

باچشمِ تر مواجہ پر حاضر ہو یہ غلام
محبوبِؐ کائنات کی قربت نصیب ہو

حافظؔ لدھیانوی

حافظ محمد افضل فقیرؔ بلند پایہ نعت گو ہیں۔ اُن کی بلندئ پرواز ملاحظہ ہو: (مؤلف)

وہ مدینے کی جانب سفر کا سماں — خیر کی نکہتیں، کارواں، کارواں
خوش نصیبی ہے دمساز ہر گام پر — چل رہے ہیں جلو میں زمان و مکاں
بارگاہِ عنایت میں حاضر ہوئے — مٹ گئے ذہن سے کلفتوں کے نشاں
کھولئے آنکھ، بارانِ انوار ہے — بند کیجے، تو باطن میں سرشاریاں
دِل سے اُٹھتی ہوئی موجِ کیف و طرب — لُطفِ محبوبِؐ باری کی ہے ترجماں
بے نوائی پہ اپنی ہے نازاں فقیرؔ — بے نواؤں پہ سرکارؐ ہیں مہرباں

حافظ محمد افضل فقیرؔ

صبحِ مدینہ ہے رُخِ زیبا لئے ہوئے — شانِ ہزار جلوۂ رعنا لئے ہوئے
ہوتا نہیں اُداس کبھی زائرِ حرم — شوقِ زیارتِ شہِؐ طیبہ لئے ہوئے
راہِ نبیؐ ہے سربسر آئینہ جمال — ہر ذرہ ہے تجلیِ سینا لئے ہوئے
اُٹھتی ہے سُوئے گنبدِ خضرا نگاہِ شوق — دامن میں اِک تلاطمِ دریا لئے ہوئے
لرزاں ہے احترامِ پیمبرؐ سے ہر وجود — ہر پیکر اِلتجا کا سراپا لئے ہوئے
ہے مشتِ خاک ذوقِ حضوری سے تابناک — خاموش ہے مگر لبِ گویا لئے ہوئے

ہر جلوہ بارگاہِ رسولِ ؐ کریم کا ہے جانِ مضطرب کا مداوا لئے ہوئے

حافظ محمد افضل فقیر

حافظ مظہرالدین نعت کے میدان میں ایسے شاہسوار ہیں جنکی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ نعت اُنکے مزاج میں گویا سمو دی گئی ہے۔ بے ساختہ سلیس زبان میں دل کی بات نوکِ قلم پر لے آتے ہیں۔ نازک اور لطیف بات نہایت نادر طریقے سے کہہ دینے پر قادر ہیں۔ آپکی نعت قاری کے قلب و ذہن میں ایمان و یقین کے چراغ روشن کرتی ہے۔ انکے عشقِ رسول ؐ میں جو کیف و سرور ملتا ہے اُسے الفاظ میں محیط کرنا مُشکل ہے۔ مرحوم کی نعت پڑھ کر اِس عاجز کے دل سے ان کیلئے بے ساختہ دُعائیں بلند ہوئیں۔ اللہ رحیم و کریم اپنے ہاں انکے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

مؤلف

کٹ رہے ہیں خوشی میں مصیبت کے دِن دے رہا ہے مزا غم میں نام آپؐ کا

آج پھر ہے طلب گارِ لُطف و کرم تشنہ لب آپؐ کا" تشنہ کام آپؐ کا

اب تو مظہر پہ کچھ اور بھی ہو کرم ہو گیا اب تو بوڑھا غلام آپؐ کا

حافظ مظہرالدین

جب بھی ذِکر رُخِ سلطانِؐ مدینہ آیا ماہ و خورشید کے ماتھے پہ پسینہ آیا

اُنؐ کو دِل دے کے، مُجھے دولتِ تسکین ملی جان دے کر، مُجھے جینے کا قرینہ آیا

عقل کو دولتِ عرفانِ محمدؐ نہ ملی — عشق کے ہاتھ یہ نایاب خزینہ آیا
نعت پڑھتا ہوا، جب حشر میں مظہرؔ پہنچا — غُل ہوا، واصفِ دربارِ مدینہ آیا

حافظ مظہر الدین

ذرّے ذرّے میں ہے دِل، اے سارباں آہستہ چل! — یہ ہے راہِ سرورِ کون و مکاں، آہستہ چل!
اے حدی خواں! اے امیرِ کارواں! آہستہ چل! — ہے شریکِ کارواں اِک خستہ جاں، آہستہ چل!
اِس زمیں پر رات دِن ہوتا ہے رحمت کا نزول — یہ زمیں ہے بوسہ گاہِ قُدسیاں، آہستہ چل!
قطرے قطرے سے کہانی عشق کی ترتیب دے — ایک بھی آنسو نہ جائے رائیگاں، آہستہ چل!
ہر قدم اُٹھے کمالِ احتیاط و ضبط سے — تو ہے سُوئے منزلِ طیبہ رَواں، آہستہ چل!
جانے پھر کب اِن مقدّس وادیوں میں ہو گزر — لمحہ لمحہ ہے یہاں کا جاوِداں، آہستہ چل!
ہو نہ جائے حادثہ کوئی جہانِ شوق میں — ہے جبیں نزدیکِ سنگِ آستاں، آہستہ چل!
رُک! کہ میں بھی جھاڑلوں دامن سے گردِ معصیت — کیونکہ طیبہ ہے جہانِ نُوریاں، آہستہ چل!
کوہ و صحرا کی فضاؤں میں ہیں نغماتِ دُرود — مِل گئی ہے خامشی کو بھی زباں، آہستہ چل!
مِلنے والا ہے مرے اشکوں کو بھی رنگِ قبول — ختم ہو لینے دے میری داستاں، آہستہ چل!

حافظ مظہر الدین

بن کر رہوں مدینے میں مہمان یارسولؐ — اِک بار مجھ پہ اور ہو احسان یارسولؐ

اُس وقت تیریؐ صورتِ زیبا ہو سامنے		جس دَم بدن سے نِکلے مری جان یارسولؐ
دُنیا تریؐ متاعِ محبّت نہ چھین لے		ہو جائے دِل کی بستی نہ وِیران یارسولؐ
حافظ مظہر الدین

جو اُن کے ذوق میں بیتے، وہ لمحہ عین کرم		جو اُنؐ کی یاد میں گزرے، وہ زندگی اِنعام
نظر فروز ہے شہرِ نبیؐ کی صبحِ جمیل		ہزار جلوہ در آغوش ہے حجاز کی شام
خدا کا شکر کہ روزِ ازل سے ہے مظہر		ترا فقیر، ترا ریزہ خوار، تیرا غلام
حافظ مظہر الدین

برستے ہیں مری دُنیا پہ انوار		عطائے مُصطفیٰؐ ہے اور مَیں ہُوں
ہر اِک مشکل ہوئی جاتی ہے آساں		مرا مُشکلؐ کُشا ہے اور میں ہُوں
ہے دِل مضطر، نظر سُوئے مدینہ		لَبوں پر اِک دُعا ہے اور مَیں ہُوں
شہنشاہؐ دو عالم کی گلی میں		فقیرانہ صدا ہے، اور مَیں ہُوں
ہُوا ہُوں باریابِ منزلِ شوق		کرم کی اِنتہاء ہے اور مَیں ہُوں
زباں خاموش ہے، آنکھوں میں آنسو		محبّت کی اَدا ہے، اور میں ہُوں
حافظ مظہر الدین

کیا لذتیں ہیں عشقِ رسالتؐ پناہ میں — ہم پہ کھلا یہ راز، مدینے کی راہ میں

ہے لُطف زندگی کا اِسی اَشک و آہ میں — گزرے حیات اُنؐ کی طلب، اُنؐ کی چاہ میں

یارب! عطا ہوں شہرِ نبیؐ کی تجلیاں — دائم رہے حضورؐ کا روضہ نگاہ میں

حافظ مظہر الدین

بیاں جب ہم غم و آلام کی روداد کرتے ہیں — حقیقت میں حضور شاہؐ دیں فریاد کرتے ہیں

درودِ پاک کیا ہے، یاد ہے فخرِ دو عالم کی — فرشتے بھی رسولؐ ہاشمی کو یاد کرتے ہیں

یہ حسرت ہے کہ اب شانِ کریمیؐ لُطف فرمائے — یہ عالم ہے کہ اب تو اشک بھی فریاد کرتے ہیں

شہہؐ کونین کو جب کوئی دِل سے یاد کرتا ہے — شہہؐ کونین بھی اُس اُمتی کو یاد کرتے ہیں

حافظ مظہر الدین

کرم نما ہے تریؐ ذات یارسولؐ اللہ — ملے فقیر کو خیرات یارسولؐ اللہ

بسر ہوں کیف میں دِن رات یارسولؐ اللہ — رہے زباں پہ تریؐ بات یارسولؐ اللہ

میں کیا بیاں کروں حاجات یارسولؐ اللہ — کہ تُو ہے واقفِ حالات یارسولؐ اللہ

وہیں پہنچ کے مرے بھی گناہ دُھل جائیں — جہاں ہے نُور کی برسات یارسولؐ اللہ

بہ ذوق و شوق ترےؐ شہر میں جو گزرے تھے نصیب ہوں وہی لمحات یارسولؐ اللہ
مروں تو خاکِ مدینہ میں جذب ہو جائیں مرے وجود کے ذرات یارسولؐ اللہ
حافظ مظہرالدین

لب پہ ہے گفتگو مدینے کی اے زہے آرزو مدینے کی
نام لے باوضو مدینے کا بات کر باوضو مدینے کی
میں کہاں نامراد جاؤں گا دل نوازی ہے خُو مدینے کی
آ کہ تکمیلِ جذب و شوق کریں آ، کریں گفتگو مدینے کی
روحِ کونین کیوں نہ وجد کرے کیف آگیں ہے بُو مدینے کی
تیری مٹی وہیں کی ہے مظہر تجھ سے آتی ہے بُو مدینے کی
حافظ مظہرالدین

اِدھر بھی کوئی ابرِ رحمت کا چھینٹا، اِدھر بھی نظر بے سہاروں کے والیؐ
نِگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم، کھڑے ہیں ترےؐ دَر پہ تیرےؐ سوالی
بجا ہے کہ ہم تشنگانِ کرم کا، عمل کی حقیقت سے دامن ہے خالی
مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے، تریؐ ذات سے ایک نسبت ہے عالی

شبِ زندگی کی سَحَر کرنے والے، خزف کو حریفِ گہر کرنے والے

عرب تیرے ؐ فیضانِ رحمت کا طالب، عجم تیری چشمِ کرم کا سوالی

حافظ مظہرالدین

بے کسی کام آگئی، آزردگی کام آگئی
غم کے طوفانوں میں رحمت آپ ؐ کی کام آگئی

راہِ طیبہ میں مِرے دِل کی لگی کام آگئی
نالہ بھی کام آگیا، فریاد بھی کام آگئی

زِیست کی راہوں میں ظلمت کے سِوا کچھ بھی نہ تھا
اے عرب کے چاند ؐ! تیری ؐ چاندنی کام آگئی

حافظ مظہرالدین

ہمیشہ مدحتِ خیرالانام ؐ میں گزرے
دُعا ہے عمر دُرود و سلام میں گزرے

دیارِ سیّدِ ؐ عالی مقام میں گزرے
رہِ مدینہ و بیت الحرام میں گزرے

نفس نفس ترا ؐ ذِکرِ جمیل ہو لَب پر
نفس نفس مِرا کیفِ تمام میں گزرے

طوافِ بام و درِ مسجد الحرام کے بعد
طوافِ روضۂ خیرالانام ؐ میں گزرے

وہ عمر ہے جو تِری ؐ یادِ جانفزا میں کٹے
وہ زندگی ہے، جو کیفِ تمام میں گزرے

زہے! کہ میرا وظیفہ رہی ہے نعتِ نبی ؐ
خوشا! کہ میرے شب و روز کام میں گزرے

دُرود پڑھتے ہوئے حشر میں چلو مظہرؔ
یہ مرحلہ بھی اِسی اہتمام میں گزرے

حافظ مظہرالدین

سر بہ سر جلوۂ انوار نظر آتا ہے
جب مدینے کا چمن زار نظر آتا ہے

اُنؐ کی رحمت نہیں پاکانِ حرم تک محدود
در پہ مجھ سا بھی گناہگار نظر آتا ہے

دم بخود شہرِ نبیؐ میں ہوں بہ پاس تکریم
آج دیوانہ بھی ہشیار نظر آتا ہے

قطرہ قطرہ ہے مدینے کا حریف تسنیم
ذرہ ذرہ ذر شہوار نظر آتا ہے

حافظ مظہرالدین

ہر اک اشک رحمت و بخشش کا تھا پیام
شہرِ نبیؐ میں بھی مرے آنسو رواں رہے

میری جبیں کو ربط ترےؐ آستاں سے ہے
میری مرادِ شوق تراؐ آستاں رہے

یارب! یہ آرزو ہے کہ ھنگامِ واپسیں
نظروں میں حُسنِ روضۂ شاہِؐ جہاں رہے

حافظ مظہرالدین

بنے ہیں دونوں جہاں شاہِؐ دوسرا کے لئے
سجی ہے محفلِ کونین مصطفیٰؐ کے لئے

گدائے کوئے مدینہ ہوں، کس کا منہ دیکھوں
اُنہیںؐ کی بخششیں کافی ہیں مجھ گدا کے لئے

اُنہی کو لذتِ عشقِ نبیؐ ملی کہ جنہیں
ازل میں چُن لیا قُدرت نے اِس عطا کے لئے

مرے کریمؐ! مرے چارہ ساز و بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں ترےؐ شہر کی ہوا کے لئے

اُنہیؐ کا ذکر، اُنہیؐ کا بیاں، اُنہیؐ کا نام
ہر ابتداء کے لئے ہے، ہر انتہا کے لئے

عجیب نشۂ بے نام سا ہُوا محسوس
زباں جب بھی کُھلی ہے تریؐ ثناء کے لئے

حافظ مظہرالدین

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمدؐ، برائے محمدؐ

دم نزع جاری ہو میری زباں پر
محمدؐ، محمدؐ، خدائے محمدؐ

حسن رضا خان بریلوی

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

جلی ہے سوزِ جگر سے جاں تک، ہے طالبِ جلوۂ مبارک
دکھادو وہ لب کہ آبِ حیواں کا لطف جنکے خطاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر، نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر، کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

حسن رضا خاں بریلوی

تیریؐ رحمت دیتی جاتی ہو تسلی ساتھ ساتھ
لے چلے جب شرمساری جانبِ محشر ہمیں

ڈگمگاتے ہیں، گرے جاتے ہیں، تیرے ناتواں
اے تری رحمت کے صدقے، تھام لے بڑھ کر ہمیں
تیرے در کو چھوڑ کر ہم بے نوا جائیں کہاں
یا بتا دے اور کوئی اپنے جیسا گھر ہمیں

آغا حشر کاشمیری

اُس کا ہر نقش دلآویز ہے، جانِ ہستی
ہم نے سینے میں سجا رکھی ہے تصویرِ حرم
کبھی ظلمتِ، غم ہستی کی، نہ آئی نزدیک
جب سے آنکھوں میں بسا لایا ہوں تنویرِ حرم
سادگی ایسی، اور اِس پر یہ جلالت احسنؔ
منفرد سارے زمانے میں ہے تعمیرِ حرم

حفیظ الرحمٰن احسنؔ

حالِ زارِ من بہ بیں، یا رحمۃ للعالمیں
بہرِ ربّ العالمیں، یا رحمۃ للعالمیں
ایک مدت سے ہے بارانِ کرم کی منتظر
میرے دل کی سرزمیں، یا رحمۃ للعالمیں
کب ملے گا تیری مسجد میں اِسے اِذن سجود
سخت بے کل ہے جبیں، یا رحمۃ للعالمیں
آزما کر میں نے دیکھے ہیں سبھی درد آشنا
کوئی بھی تجھ سا نہیں، یا رحمۃ للعالمیں
گلشنِ ہستی میں نکہت بار ہے مثل گلاب
تیرا ہر حرفِ حسیں، یا رحمۃ للعالمیں
تیری طاعت میں ہے آشوبِ زمانہ کا علاج
مجھ کو ہے کامل یقیں، یا رحمۃ للعالمیں
ہر گھڑی ہم کو ہے تیری رہبری کی احتیاج
یا امام المرسلیں، یا رحمۃ للعالمیں
ایک عالم کی نظر دَر پر ترے مرکوز ہے
اے شہہ دُنیا و دیں، یا رحمۃ للعالمیں

تیریؐ رحمت کی طلب ہر حال میں تائب کو ہے　　رحمۃؐ للعالمیں، یا رحمۃ للعالمیں
حفیظ تائب

انبیاؑ میں عدیم النظیر آپؐ ہیں　　زیست پیکر ہے، اُس کا ضمیر آپؐ ہیں
سرورؐ کائنات آپؐ کی ذات ہے　　بے نیازِ سپاہ و سریر آپؐ ہیں
روشنی جس کی مدھم نہ ہو گی کبھی　　وہ ہدایت کا مہر منیر آپؐ ہیں
میں کسی بھیڑ میں بھی اکیلا نہیں　　ہر قدم پر مرے دستگیر آپؐ ہیں
حفیظ تائب

موج در موج فیضان ہے آپؐ کا　　ساحلِ قلزمِ آرزو آپؐ ہیں
منزلِ زیست ہیں آپؐ کے نقشِ پا　　جس طرف جائیے، رُوبرو آپؐ ہیں
آپؐ ہیں حوصلہ مجھ گرانبار کا　　مجھ زیاں کار کی آبرو آپؐ ہیں
حفیظ تائب

میں ایک حرفِ تمنا ہوں، یا رسولؐ اللہ!　　تریؐ نگاہ کا جویا ہوں، یارسولؐ اللہ!
وہ دِل ہوں جس میں کسک صرف تیریؐ یاد کی ہے　　تریؐ طلب میں دھڑکتا ہوں، یارسول اللہ!

زمینِ شور کا اِک بے گیاہ ٹکڑا ہوں		سحابِ لُطف کا پیاسا ہوں، یارسولؐ اللہ!
نہیں ہے دولتِ دُنیا کی اِحتیاج مجھے		فقیر تیریؐ گلی کا ہوں، یارسولؐ اللہ!
مِرے رفیقؐ! تریؐ رحمتیں برابر ہیں		میں کب جہاں میں اکیلا ہوں، یارسولؐ اللہ!

حفیظ تائبؔ

دے تبسم کی خیرات ماحول کو، ہم کو درکار ہے روشنی یا نبیؐ
ایک شیریں جھلک، ایک نوریں ڈلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبیؐ

اے نوید مسیحا تری قوم کا حال عیسیٰؑ کی بھیڑوں سے ابتر ہوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبیؐ

کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے، تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے، ہم سے ناکردہ کار اُمتی یا نبیؐ

روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے
گلشنوں، شہروں، قریوں پہ ہے، پرفشاں ایک گھمبیر افسردگی یا نبیؐ

رازداں اِس جہاں میں بناؤں کسے، رُوح کے زخم جا کر دکھاؤں کسے
غیر کے سامنے کیوں تماشا بنوں، کیوں کروں دوستوں کو دُکھی یا نبیؐ

زیست کے تپتے صحرا پہ شاہِؐ عرب، تیرے اِکرام کا ابر برسے گا کب
کب ہری ہو گی شاخِ تمنا مری، کب مٹے گی مری تشنگی یا نبیؐ

حفیظ تائبؔ

رہی عمر بھر جو انیسِ جاں، وہ بس آرزوئے نبیؐ رہی
کبھی اَشک بن کے رَواں ہوئی، کبھی دَرد بن کے دَبی رہی

سرِ دشتِ زِیست برَس گیا، جو سحابِ رحمتِ مُصطفیٰؐ
نہ خرد کی بے ثمری رہی، نہ جُنوں کی تشنہ لبی رہی

وہؐ صفا کا مہرِ منیر ہے، طلب اُسؐ کی نُورِ ضمیر ہے
یہی روزگارِ فقیر ہے، یہی اِلتجائے شبی رہی

وہی ساعتیں تھیں سُرور کی، وہی دِن تھے حاصلِ زندگی
بہ حضورِ شافعِ اُمتاں، مری جن دنوں طلبی رہی

حفیظ تائب

خواب ہی میں رُخِ پُرنور دکھاتے جاتے — تیرگی میرے مقدر کی مٹاتے جاتے
ڈال کر ایک نظر رُوح کی پہنائی میں — اِس خرابے کو سخن زار بناتے جاتے
غار کو چشمۂ اَنوار بنانے والے — اُفقِ دل سے بھی مہتاب اُگاتے جاتے
کاش طیبہ میں سکونت کا شرف مِل جاتا — دیکھتے روضۂ سرکار کو آتے جاتے
اُس خنک شہر کو جاتی ہوئی اے نرم ہوا — ساتھ لے جا میرے جذبات بھی جاتے جاتے

حفیظ تائب

نبیؐ کے شہرِ پُر انوار کا اِرادہ ہے — کہ دشتِ رُوح میں ظلمتِ بہت زیادہ ہے
ہو جیسے چشمہ کوئی، ٹھنڈے میٹھے پانی کا — نظام میرے نبیؐ کا، کچھ ایسا سادہ ہے
مِری نِگاہ میں ہے بخت کا سکندر وہ — فقیر بابِ کرم پر جو ایستادہ ہے
عطا سے اُنؐ کی غنی ہو گئے گدا سارے — کچھ ایسا آپؐ کا دستِ کرم کشادہ ہے

حفیظ تائبؔ

دو جہاں میں تھا ہی کیا تیرےؐ سِوا — کیا مُجھے دیتا خدا تیرےؐ سِوا
ہاں! مُجھے کچھ بھی نظر آیا نہیں — اے ظہورِ مُصطفیٰؐ تیرے سِوا
رحمتہ للعالمیں ہے. کِس کی ذات — ہر کِسی کا آسرا ترِےؐ سِوا
صُورت و معنی بہم خُلقِ عظیم — ہے کہاں جلوہ نُما تیرےؐ سِوا
کہکشاں بہرِ عُروجِ خاکیاں — ہیں کِسی کے نقشِ پا، تیرےؐ سِوا؟
"لیس للانسان الا ماسعی" — بَرملا کِس نے کہا تیرےؐ سِوا
تُوؐ ہی فرما! اِسمِ اعظم کون ہے — برلبِ حرفِ دُعا تیرےؐ سِوا
آگے، اور آگے، بڑھو، بڑھتے چلو — کِس کے لَب پر ہے صَلا، تیرےؐ سِوا
تُوؐ ہی منزل، تُوؐ ہی جب مقصود ہے — کون ہو پھر رہنما، تیرے سِوا

کیا حفیظِ دِل شکستہ کا یہاں ہے کوئی درد آشنا! تیرےؐ سوا

حفیظ جالندھری

تجھ کو دیکھے، ترے قدموں میں لپٹنا چاہے — سادگی دیکھ مرے قلب کی، کیا کیا چاہے

جانتا ہے کہ نہیں پاس مرے برگ و نوا — صرف جذبے سے ترے در پہ پہنچنا چاہے

تُو جو چاہے تو کسی وقت بھی سُن لے میری — تُو کہ خود جانتا ہے، دل میرا کیا کیا چاہے

میرے اعمال پہ بھی اُس کی نظر ہے، پھر بھی — دل ہمہ وقت تری ذات کا جلوہ چاہے

اِس قدر دُکھ ہے تری دید سے محرومی کا — آنکھ بادل کی طرح کھل کے برسنا چاہے

دِل کو دَرکار ہے احساسِ تحفظ آقاؐ! — تجھ سے ہر آن ترے فضل کا سایۂ چاہے

حفیظ صدیقی

پیرزادہ حمید صابری کی یہ نعت بیش قیمت بھی ہے اور پُر تاثیر بھی۔

مؤلف

اے جمالِؐ رحمتِ حق! اے کرمؐ پرور! کرم! — تشنۂ دیدار ہوں، اے ساقیِؐ کوثر! کرم!

اے شہنشاہِؐ زماں! اے مایۂؐ بے مایگاں! — کشتۂ جور و ستم کے ہمدمؐ و یاورؐ! کرم!

مُجھ کو الطاف و عنایت کی ضیاء درکار ہے — ظلمتوں میں گھر گیا ہوں، نُور کے پیکرؐ! کرم!

شش جہت میں آپ ؐ کے لطف و کرم کی دھوم ہے کاش! مجھ پر بھی ہو، اے لمحات کے سرور ؐ! کرم!
چیختے ماحول میں چُپ ہے حمیدِ صابری ہر طرف محشر بپا ہے، شافعِ محشر ؐ! کرم!

پیرزادہ حمید صابری

مدینہ کی کیف آور فضا اور عطر بیز ہوا کو حمید صدیقی لکھنوی کے قلم نے صفحۂ قرطاس پر نقش کرکے اہلِ شوق کے جذبوں کو مہمیز عطا کی ہے۔ احساسات کا یہ سیلاب راقم کو اپنے ساتھ بہا لے چلا ہے۔ روانی، شگفتگی کے یہ رنگ ڈھنگ آپ بھی ملاحظہ کیجئے۔

(مؤلف)

یاد آتا ہے اُس بزمِ پُر انوار کا عالم شاہنشہِ ؐ کونین کے دربار کا عالم
ہنگامِ مناجات، وہ اشکوں کی روانی یا "شافعِ ؐ محشر" کی وہ تکرار کا عالم
تا حشر رہے میری نگاہوں میں الٰہی! آرام گہِ احمدِ ؐ مختار کا عالم

حمید صدیقی

مومن کی نگاہوں میں فردوس سے بھی بڑھ کر آغوشِ محبّت ہے، سرکارِ ؐ دو عالم کی
اُمّی تھے مگر سینہ گنجینۂ حکمت تھا مشہور فصاحت ہے سرکارِ ؐ دو عالم کی
اے زائرِ خوش قسمت، روضہ کی زیارت بھی دراصل زیارت ہے، سرکارِ ؐ دو عالم کی

تاحشر رہے یا ربّ! محفوظ حوادث سے — دل میں جو امانت ہے سرکارؐ دو عالم کی

کہتے ہوئے مرقد سے محشر میں حمید آئے — مجھ کو تو ضرورت ہے سرکارِؐ دو عالم کی

حمید صدیقی

نسیم مشکبار ہے، شمیم خوشگوار ہے — چمن چمن بہار ہے، بہشت درکنار ہے

نظر کے سامنے زہے نصیب، وہ دیار ہے — لطافتوں پہ جس کی جانِ عاشقاں نثار ہے

نہ کوئی اضطراب ہے، نہ کوئی انتشار ہے — سکون ہی سکون ہے، قرار ہی قرار ہے

نظر نظر پہ چھا گئی، دلوں میں یہ سما گئی — مدینہ کی بہار، کیا بہار در بہار ہے

کمالِ ذوق شوق سے رواں ہیں اہلِ کارواں — پیادہ چل رہا ہے کوئی، اور کوئی سوار ہے

لگاؤ بڑھ کے شوق سے، تم اپنی آنکھوں میں اسے — مدینۃ الرسولؐ کا جو حاجیو، غبار ہے

یہی وہ ارضِ پاک ہے، شرف دیا گیا جسے — یہی ہے وہ دیار، جس پہ دوجہاں نثار ہے

زمیں پہ ہوں، کہ عرش پر، مجھے نہیں ہے اب خبر — کسیؐ کی بارشِ کرم ہے، اور بار بار ہے

نظر بہ جانبِ حرم، بشوقِ دل، بہ چشمِ نم — کھڑے ہیں اس طرح، کسی کا جیسے انتظار ہے

یہ اپنی اپنی نسبتیں، یہ اپنا اپنا اعتبار — جو کوئی شاد شاد ہے، تو کوئی اشکبار ہے

کمالِ حس ہے بے حسی، خودی ہے عین بیخودی — یہاں جو خود سے بے خبر رہے، وہ ہوشیار ہے

نگاہیں فرشِ راہ ہوں، حمید سر کے بل چلو! — ادب ادب! یہ کوچۂ حبیبؐ کردگار ہے

حمید صدیقی لکھنوی

اشعار پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔

(مؤلف)

گُماں تھے ایسے کہ آثار تک یقیں کے نہ تھے
حضورؐ! آپ نہ ہوتے، تو ہم کہیں کے نہ تھے

زمین خاکِ مدینہ پہ ناز کرتی ہے
نصیب ایسے کسی اور سرزمیں کے نہ تھے

کوئی نبیؐ نہیں، میرے نبیؐ کا ہم پایہ
تمام عہد، کسی عہد آفریں کے نہ تھے

ملے ہیں آپؐ کے دَر سے خدا پرستوں کو
کچھ ایسے سجدے بھی جو بخت میں جبیں کے نہ تھے

حنیفؔ قیصر و کسریٰ کی تمکنت ہے گواہ
غلام ایسے کسی بوریا نشیں کے نہ تھے

حنیفؔ اسعدی (کراچی)

مصطفیٰؐ یا مصطفیٰؐ یا مصطفیٰؐ، شام و سحر
رہتا ہے لب پر مرے صلِّ علیٰ شام و سحر

رحمۃ اللعالمینؐ ہی بخشوائیں گے ہمیں
ہم اگر مانگیں شفاعت کی دُعا شام و سحر

ہیچ ہیں، اب ہیچ دُنیا کی یہ ساری رَونقیں
ہیں تصور میں جو وہؐ جلوہ نما شام و سحر

اُنؐ کے صدقے میں دُعا مقبول اُس کی کیوں نہ ہو
وہ جو دیتا ہے نبیؐ کا واسطہ شام و سحر

یہ کرم اُن کا ہے حیرتؔ، جو نبھاتے ہیں ہمیں
عاصیوں کو کون ورنہ پُوچھتا شام و سحر

حیرتؔ الٰہ آبادی

تمہیؐ ہو دونوں عالم میں سہارا یارسولؐ اللہ! — نظر آتا نہیں کوئی ہمارا یارسول اللہ!
کرم کیجے، بُلا لیجے، ہمیں دربارِ اقدس میں — یہاں رہنا نہیں ہم کو گوارا یارسولؐ اللہ!
مدد آقاؐ! کہ سب اقوامِ عالم ہیں بضد اِس پر — مٹا دیں نام دُنیا سے ہمارا یارسولؐ اللہ!

حیرتؔ الٰہ آبادی

خشک تھے زندگی کے ویرانے — آ گئے آپؐ پھول برسانے
جان دے دے کے شمعِ رحمت پر — زندہ تر ہو گئے ہیں پروانے
تشنہ کاموں کی سمت بڑھتے ہیں — خود بخود رحمتوں کے میخانے
ابرِ رحمت نے یُوں کیا شاداب — برق سے جل سکے نہ کاشانے
میں درِ بت شکن پہ حاضر ہُوں — دِل میں لے کر کئی صنم خانے
آگہی تیرےؐ دَر سے لیتے ہیں — سارے فرزانے، سارے دِیوانے
بارگاہِ سکوں میں لایا ہُوں — مضطرب آنسوؤں کے نذرانے
آپ خادم پہ مہرباں رہیں — لاکھ ہو جائیں اپنے بیگانے

خادمؔ کیتھلی

جو کچھ بھی مِلا ہے، مجھے اُس دَر سے مِلا ہے
سائل کبھی محروم، نہ جس دَر سے پھرا ہے

دِل نُورِ الٰہی سے جو معمور مرا ہے
یہ صدقۂ عشقِ شہِ لولاک لما ہے

تیرا ہی کرم ہے، کہ مجھے تُو نے دیا ہے
وہ دِل جو تریؐ یاد کی خوشبو سے بسا ہے

معمور ہے ہر گوشۂ دِل یادِ نبیؐ سے
اے خادمیؔ! یہ اُسؐ کا کرم، اُسؐ کی عطاء ہے

خادمیؔ اجمیری

شہرِ طیبہ کی سدا آس لگائے رکھنا
اِس تمنا کو دِل و جاں میں بسائے رکھنا

کونسا اشک درِ پاک پہ ہو جائے قبول
یہ نگینے ابھی پلکوں پہ سجائے رکھنا

اُنؐ کی سچائی کے جلوے نظر آتے ہیں ضرور
شرط ہے آنکھوں پہ پردے نہ گرائے رکھنا

جذبہ سچا ہے تو اُس دَر کی زیارت ہو گی
دِلِ بے تاب کو سمجھائے بجھائے رکھنا

کِس کے بس میں یہ ہے، اُنؐ کے علاوہ بزمیؔ
بارِ غم سارے زمانے کا اُٹھائے رکھنا

خالد بزمیؔ

محمد مصطفیٰؐ نے کِس قدر اعجاز فرمایا
شتر بانوں کو سُلطانی سے سرفراز فرمایا

جو صدیوں سے جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے تھے
انہیں سرکارؐ نے تہذیب میں ممتاز فرمایا

کوئی اُن کی محبت کا کرے انکار تو کیسے جنھوں نے ہر عداوت کو نظر انداز فرمایا
جب اپنے دشمنوں کو بخش دینا غیرممکن تھا حضور پاکؐ نے اِس رسم کا آغاز فرمایا
جو اہل فلسفہ کی عقل کی سرحد سے باہر تھا عرب کے ایک اُمیؐ نے عیاں وہ راز فرمایا
کسی کو آپؐ کے رُتبے کا اندازہ بھی کیسے ہو جنھوں نے عرش کو بھی فرش پا انداز فرمایا
کسی انساں کی عظمت اس سے بڑھ کر کیا ہوا بزمؔی خدا نے آپؐ کے اخلاق پر خود ناز فرمایا

خالد بزمؔی

وہ جس سے رُوح کو ملے تسکین، دِل کو چین وہ گوہرِ صفات، محمدؐ کی ذات ہے
بعد از خدا بزرگ وہیؐ قِصّہ مختصر آیاتِ بیّنات، محمدؐ کی ذات ہے
خالدؔ کو جسؐ کے دَر کی غلامی پہ ناز ہے وہ صاحبِ صفات، محمدؐ کی ذات ہے

خالدؔ شفیق

روزنامہ ''نوائے وقت'' مورخہ ۳۱/۱/۹۵ کے صفحہ پر مدینہ منوّرہ میں مقیم ڈاکٹر خالد عباس الاسدی کے نعتیہ کلام پر عمران نقوی نے روشنی ڈالی ہے۔ مجھے کچھ اشعار پسند آگئے۔ جو درج ذیل ہیں۔
(مؤلف)

اُس کو سجدے، تجھےؐ سلام کروں جب بھی روضے پہ میں قیام کروں

یہ تری دید کا وسیلہ ہیں　کیوں نہ آنکھوں کا احترام کروں
یہ شرف کم نہیں ہے میرے لئے　آتے جاتے تجھے سلام کروں

خالد عباس الاسدی

آیا لبوں پہ ذکر خیرالانام کا　غوغا ہوا بلند درود و سلام کا
جلووں کی بھیک دے مجھے اے جان مدعا　شہرہ ہے دو جہاں میں ترے فیض عام کا
اسریٰ کی شب اُڑا جو غبارِ رہِ حضور　غازہ بنا فلک پہ وہ ماہِ تمام کا
شاہوں کی جس کے سامنے پھیلی ہیں جھولیاں　میں ہوں فقیر اُس شہہ عالی مقام کا
رشکِ اِرم ہے دل غمِ عشقِ حبیب سے　خالدؔ ہے جب سے ورد محمدؐ کے نام کا

خالد محمود نقشبندی

بلغ العلی بکمالہ کشفی الاحجاب بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و الہ

یہ نوازشیں یہ عنایتیں، غم دو جہاں سے چھڑا لیا　غمِ مصطفیٰ ترا شکریہ، ہمیں جینا مرنا سکھا دیا
وہ گھڑی بھی آئے کہ خواب میں وہ دکھائیں اپنی تجلیاں　میں کہوں کہ آج حضور نے مرا سویا بھاگ جگا دیا
تو کریم کتنا عظیم ہے، تو رؤف ہے، تو رحیم ہے　کوئی بھیک مانگنے آ گیا تو ضرورتوں سے سوا دیا

بلغ العلی بکمالہ کشفی الاحجاب بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و الہ

مجھے درد تُو نے عطا کیا، مجھے درد والا بنا دیا
مرے مصطفیٰؐ، ترا شکریہ، میں کروں تو کیسے ادا کروں

بلغ العلی بکمالہ کشفی الاحجاب بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و الہ

خالدؔ محمود خالدؔ نقشبندی

منگتے ہیں، کرم اُنؐ کا سدا مانگ رہے ہیں
دِن رات مدینے کی دُعا مانگ رہے ہیں

کم مانگ رہے ہیں، نہ سِوا مانگ رہے ہیں
جیسا ہے غنیؐ، ویسی عطا مانگ رہے ہیں

یُوں کھو گئے سرکارؐ کے الطاف و کرم میں
یہ بھی تو نہیں ہوش، کہ کیا مانگ رہے ہیں

سرکارؐ کا صدقہ، مری سرکارؐ کا صدقہ
محتاج و غنیؐ، شاہ و گدا مانگ رہے ہیں

خالدؔ محمود

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا، نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقاؐ! کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

تجلیوں کے کفیل تم ہو، مرادِ قلبِ خلیلؑ تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو، یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے

تمہیں ہو روحِ روانِ ہستی، سکوں نظر کا دلوں کا مستی
ہے دو جہاں کی بہار تم سے، تمہیں سے پھولوں میں تازگی ہے

عمل کی میرے اساس کیا ہے، بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت، مرا تو اک آسرا یہی ہے

عطا کیا مجھ کو دردِ اُلفت، کہاں تھی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل، حضورؐ کی بندہ پروری ہے

یہی ہے خالدؔ اساسِ رحمت، یہی ہے خالدؔ بنائے عظمت
نبیؐ کا عرفان زندگی ہے، نبیؐ کا عرفان بندگی ہے

خالد محمود خالدؔ نقشبندی

میں کہ مجبور تھا، بستانِ عرب چھوڑ آیا
دل اسی در پہ ہے موجود وہ کب چھوڑ آیا

ہو رہی تھی نگہ و قلب کی کیا کیا تطہیر
لذتِ آہِ سحر، گریۂ شب، چھوڑ آیا

کیا کہوں پھرتے ہیں ان آنکھوں میں کیا کیا نقشے
جانے کس طرح میں وہ خُلد طرب چھوڑ آیا

انت ربی کی صدا انت حبیبی کا سماں
وہی پُرکیف مناظر تھے میں جب چھوڑ آیا

اب کسی سے ہے تمنا، نہ کسی کی خواہش
میں وہاں شوق نگہ، دستِ طلب چھوڑ آیا

پھر بلائیں گے مجھے اپنی حضوری میں خلیقؔ
اسی اُمید پہ طیبہ بہ ادب چھوڑ آیا

خلیق قریشی

اشک بہتے ہوئے رُخسار تک آ پہنچے ہیں
عرض لے کر تریؐ سرکار تک آ پہنچے ہیں

رحم، اے رحمتؐ کونین! دُہائی تیریؐ
دستِ تعزیر گناہگار تک آ پہنچے ہیں

ہم گناہگار ہیں، پُونجی بھی یہی ہے اپنی
ہم بہرحال خریدار تک آ پہنچے ہیں

اُسؐ نے بخشش کی مدینے میں لگائی ہے سبیل
اور پیاسے بھی دریار تک آ پہنچے ہیں

اب کڑی دُھوپ کا ڈر ہے، نہ کٹھن منزل کا
ہم ترےؐ سایۂ دیوار تک آ پہنچے ہیں

سبز گنبد کے مکیںؐ، رحمتِ خالق کے امیںؐ
تیرے شیدائی ترےؐ دربار تک آ پہنچے ہیں

وہ تریؐ شانِ کریمی، وہ مرا عجز بیاں
چند جُملے لبِ اِظہار تک آ پہنچے ہیں

دل میں ہر غم سے چھپا کر جو رکھے تھے آنسو
آج وہ چشم گہربار تک آ پہنچے ہیں

مژدہ اے اشکِ رواں، قلبِ تپاں، دردِ نہاں
ہم مسیحائےؐ خوش آثار تک آ پہنچے ہیں

للہ الحمد کہ تاریکی شب ختم ہوئی
اے خوشا، مطلعِ انوار تک آ پہنچے ہیں

خلیق قریشی

خورشید ایلچپوری کی منکسرانہ اور معصوم تمنائیں نعتیہ اشعار میں منتقل ہوگئی ہیں۔ درج کرتا ہوں۔

(مؤلف)

اے خدا کے نُور! اے پیارے رسولؐ! — اِلتجا ہم عاصیوں کی ہو قبول!

ہو نگاہِ بارشِ لُطف و کرم — باغِ دِل کو ہوں عطا، ایماں کے پھُول

ہر قدم اِبلیس کے شر سے بچیں — رنج و غم سے دِل نہ ہوں ہرگز ملول

بے سہاروں کو سہارا دیجئے — رحمتوں کا ہو مرے آقا! نزول

گلشنِ اسلام پر آئے بہار — ہو نگاہِ لُطفِ رحمت، یا رسولؐ!

جذبۂ ایمان پائے تازگی — طاعتِ حق کے کھِلیں سینوں میں پھُول

از پئے حسنینؓ و زہراؓ اور علیؓ — یہ دعا خورشید کی کیجئے قبول

خورشید ایلچپوری (کراچی)

میں کلمہ گو ہوں، خاص خدا اور رسولؐ کا — آتا ہے بامِ عرش مژدہ قبول کا

اِنسان سے بیان ہوں کیوں کر صفاتِ ذاتؐ — ایسا کہاں دہن ہے ظلوم و جہول کا

دونوں جہاں میں بُوئے محمدؐ سے عطر بیز — کونین میں ہے رنگ فقط ایک پھُول کا

صلِ علیٰ، ہے نامِ محمدؐ میں کیا اثر — درماں دلِ علیل و حزین و ملول کا

نواب مرزا داغ دہلوی

آپؐ کی شان ہے کیا شان رسولؐ عربی — آپؐ پر جان ہے قربان، رسولؐ عربی

کس نے یہ مرتبہ پایا، یہ ہوا کس کو عروج — ہوئے اللہ کے مہمان، رسولؐ عربی

آپؐ ہیں دِل کے ہر ایک درد کا درماں، آقاؐ — آپؐ ہر زخم کا مرہم ہیں رسولؐ عربی

یُوں بہ ظاہر تو بہت دُور نظر آتا ہوں — فاصلے دِل سے بڑے کم ہیں رسولؐ عربی

نواب مرزا داغ دہلوی

راغب نہ بادہ پر ہوں، نہ رغبت ہے جام سے — مسرور میرا دل ہے درود و سلام سے

احرام کیوں نہ میرے بدن پر بندھا رہے — وابستگی ہے روح کو بیت الحرام سے

نورِ خودی، جمالِ خدا، جذبِ آگہی — تحفے ملے ہیں خیر کے خیرالانامؐ سے

پہنچی نہ فلسفی کی نظر اس مقام تک — گزرے ہیں رہنمائے یقیں جس مقام سے

ذوقی ہے یہ بھی ملہم قرآن کا التفات — آقاؐ کی مدح لکھی گئی ہے غلام سے

ذوقی مظفر نگری

مُرسلوں میں کوئی بھی خیر البشر ایسا نہ تھا — مرتبہ اُن سب کا اعلیٰ تھا، مگر ایسا نہ تھا

نام جب سرکارؐ کا جپتا نہ تھا ہر صبح میں — روز ہوتی تھی سحر، حسن سحر ایسا نہ تھا

جا نہ سکتا جو تلاشِ رزق میں طیبہ تلک — طائرِ تخیل میرا خستہ پر ایسا نہ تھا
نعت کہتا ہوں تو اطمینانِ خاطر ہے نصیب — قبل ازیں ہر لمحۂ شام و سحر ایسا نہ تھا

راجا رشیدؔ

جس کو نبیؐ نے بخشی بس ایک مسکراہٹ — اُس کو ہے سب خدائی بس ایک مسکراہٹ
پاتے تھے جو اُسامہؓ ہر روز مصطفیٰؐ سے — میں بھی تو پاؤں ایسی بس ایک مسکراہٹ
محشر میں حزن و غم سے جب دِل لرز رہے ہوں — اُنؐ کی ملے الٰہی بس ایک مسکراہٹ
فردِ عمل کو دیکھیں آقاؐ، تو مسکرائیں — دھوئے ہر اِک سیاہی، بس ایک مسکراہٹ
محمودؔ! خوش رہا وہ، اور رنج و غم سے چھوٹا — جس نے بھی آزمائی، بس ایک مسکراہٹ

راجا رشید محمودؔ

یہ کرم تھا اُنؐ کا کہ میں اُنؐ کے در پہ آگیا — بندۂ عاصی، شفیعِ عاصیاں تک آگیا
یُوں مِلا شہرِ نبیؐ میں دِیدہ و دِل کو سکُوں — جیسے اِک زخمی پرندہ آشیاں تک آگیا
دِین و دُنیا کی مسرت، رازؔ! اُس دَر کی کنیز — میری قسمت دیکھئے، اُس آستاں تک آگیا

رازؔ

مَیں اسوۂ رسولؐ پہ چلتا رہوں مدام!
محشر میں ہو نصیب، شفاعت حضورؐ کی!

ہر دم قلم ہے، نعتِ نبیؐ میں رواں دواں
ہر دم زباں پہ رہتی ہے، مدحت حضورؐ کی

صدیقؓ بن گیا، کوئی فاروقؓ بن گیا
حاصل ہوئی ہے جس کو بھی قربت حضورؐ کی

وابستہ اُس کی دھڑکنیں عشقِ رسولؐ سے
یُوں دِل میں بس رہی ہے محبّت حضورؐ کی

مَر مَر کے جی رہا ہوں اِسی آرزو میں رازؔ
ہو جائے کاش مُجھ کو زیارت حضورؐ کی!

رازؔ کاشمیری

راسخ عرفانی نے بامقصد اور بامعنی شاعری سے اپنے کلام کو حسین بنایا ہے۔ بیان دلآویز اور طرزِ اظہار والہانہ ہے۔ لب و لہجے کی ندرت شاعری کو قدرت کی طرف سے بطور انعام ودیعت کی گئی ہے۔

(مؤلف)

دِل بصد شوق مدینے کو رواں ہے میرا
سال خوردہ ہوں مگر عزم جواں ہے میرا

قصۂ ہجر مرا طالبِ الفاظ نہیں
چشمِ گریاں سے عیاں سوزِ نہاں ہے میرا

میری ہستی تو سرِ دہر کوئی چیز نہیں
تیرےؐ ہی نام سے موجود نشاں ہے میرا

راسخ عرفانی

غمِ جہاں کی، نہ کبر و غنا کی بات کرو
بنامِ صدق رسولِؐ خدا کی بات کرو

یہی ازل سے ہے دستور جاں نثاروں کا
لہو میں ڈوب کے رنگِ حنا کیا بات کرو

خلوصِ دل سے صحابہؓ کے تذکرے چھیڑو
جگر گدازئ اہلِ رضا کی بات کرو

بسا کے ذہن و نظر میں حضورؐ کی گلیاں
زبانِ شوق سے صدق و صفا کی بات کرو

جنھوںؐ نے مُردہ ضمیروں کو زندگی بخشی
نبیؐ کے چشمۂ آبِ بقا کی بات کرو

سجی ہے بزمِ شفاعت مگر سبھی چُپ ہیں
کوئی تو راسخؔ عاجز نوا کی بات کرو

راسخؔ عرفانی

آنکھوں کو دیدِ جنّتِ ارضی کی پیاس ہے
دل ہے کہ ہجرِ شہرِ نبیؐ میں اُداس ہے

روشن مِرا ضمیر ہے عین الیقین سے
دخلِ گماں ہے اِس میں نہ دخلِ قیاس ہے

میں جانتا ہوں قدر جبینِ سجود کی
احساسِ عجز میرا حقیقت شناس ہے

راسخؔ عرفانی

زمانہ ہم رسولؐ اللہ کا پاتے، تو اچھا تھا
لپٹ کر اُنؐ کے قدموں ہی سے مرجاتے، تو اچھا تھا

ندامت اب رہے گی زندگی سے تا لحد باقی
اُحد میں، بدر میں، خندق میں کام آتے، تو اچھا تھا

غمِ دنیا سے دامن کاش ہوتا ہی نہ آلودہ
غمِ عشقِ نبیؐ ہی عمر بھر کھاتے تو اچھا تھا
جہاں میرِؑ عرب تھے، ساقیِ میخانۂ وحدت
اِن آنکھوں کے وہاں پیمانے چھلکاتے، تو اچھا تھا
اُلجھتے ہیں بہم خود، عالمانِ عصرِ حاضر تو
رموزِ دیں ہمیں سرکارؐ سمجھاتے، تو اچھا تھا
مزارِ مصطفیؐ پر کیوں رہے گُم سُم، تم اے راغبؔ
مسلسل ہی گہر اشکوں کے برساتے، تو اچھا تھا

سید اصغر حسین راغبؔ مراد آبادی

السلام! اے شہنشاہِؐ دُنیا و دِیں، دَر پہ آج اِک غریب الدیار آ گیا
جالیاں بڑھ کے روضے کی بھی چُوم لیں، بیقراری کو دِل کی قرار آ گیا
زندگی بخش دی آپؐ کے نام نے، دِل منوّر کیا شمعِ اکرام نے
سبز گنبد نِگاہوں کے ہے سامنے، آج بینائی کا اعتبار آ گیا
آرزوؤں کی کلیاں چٹکنے لگیں، دِل کی ویران گلیاں مہکنے لگیں
میرے آقاؐ نے اِذنِ حضوری دیا، اب تو پیغامِ فصلِ بہار آ گیا
گُل بداماں نہ کیوں ہوں نِگاہیں مِری، کہہ رہی ہیں مرے دِل سے راہیں مِری
جِس کا ہر گوشہ ہے رشکِ خلدِ بریں، اَرضِ بطحا کا وہ ریگ زار آ گیا
جُھک گئی بارِ عصیاں سے جِس کی کمر، زندگی جِس کی ہے حرفِ نامعتبر
شافعِؐ حشر! قدموں میں باچشمِ تر، وہ شفاعت کا اُمیدوار آ گیا
آپؐ کے دَر سے اُٹھ کر کہاں جائے گا، لے کے تقویٰ کے لعل و گہر جائے گا
زیرِ دامانِ رحمت، بفضلِ خدا، اِک گنہگار و غفلت شعار آ گیا

باب جبرئیلؑ سے جب میں داخل ہوا، روضۂ پاکِ سرورؐ پہ دِل نے کہا
بخش دی میرے مولیٰؐ نے اِک اِک خطا، مُجھ پہ بے اختیار آج پیار آ گیا
آج میں نے سلام الوداعی کیا، پاس روضے کے خاموش بیٹھا رہا
پھر مدینے سے راغبؔ میں اپنے وطن، دِل کو تھامے ہوئے اشکبار آ گیا

راغبؔ مراد آبادی

آرزو ہے سیرتِ خیرالبشرؐ لکھتا رہوں — اُنؐ کے اوصافِ حمیدہ عمر بھر لکھتا رہوں
روضۂ اقدس پہ ہو ہر سال میری حاضری — اور واپس آ کے رُودادِ سفر لکھتا رہوں
کِردگارا! نعت لکھنا ہی مِرا معمول ہو — نعت بھی ایسی، کہ جو ہو پُراثر، لکھتا رہوں

راغبؔ مراد آبادی

مِرے حضورؐ! میں آج آپؐ کے دیار میں ہوں — خوشا! کہ سایۂ دامانِ کِردگار میں ہوں
بُلا رہا ہے مُجھے خود ہی قلزمِ رَحمت — میں ایک قطرۂ بے مایہ، کِس شمار میں ہوں
ہوا ہے یہ بھی تو احساس ایک لمحے کو — کہ جیسے رحمتِ کونینؐ کے کِنار میں ہوں
رہائی آپؐ ہی دِلوائیں گے بفضلِ خدا — اسیر حلقۂ بیدادِ رُوزگار میں ہوں
دوبارہ کب مُجھے بلوائیے گا آپؐ یہاں — ابھی سے یا مِرے مولیٰؐ! اِس انتظار میں ہوں

اب اور کوئی تمنا ہو دِل میں کیا راغبؔ زہے نصیب کہ طیبہ کے لالہ زار میں ہوں

راغبؔ مراد آبادی

ہے محیطِ ہر جہاں، خیرالبشرؐ کی روشنی جِس کا عکسِ نُور ہے، شمس و قمر کی روشنی

آیۂ لولاک کا مصدر ہے اُنؐ کی ذاتِؐ پاک بزمِ امکاں میں وجود اُنؐ کا، سحر کی روشنی

مشرق و مغرب ہوئے پُرنور اُنؐ کے فیض سے وہؐ حِرا سے لائے، حرفِ معتبر کی روشنی

مٹ گئی دُنیا سے یکسر تیرگی اوہام کی اِک عجب اعجاز تھا، اُنؐ کی نظر کی روشنی

جِس سے اِنساں کو نشانِ منزل و ساحل مِلا سیرت خیرالوریٰؐ ہے، بحر و بَر کی روشنی

جِس کو سُن کر ظلمتِ دل میں اُجالا ہوگیا اُنؐ کی اِک اِک بات میں تھی، وہ اَثر کی روشنی

اُنؐ کے اُسوہ نے دِکھائی ہے صراطِ مستقیم اُن کی سیرت ہے، مِرے قلب و نظر کی روشنی

ہیں منوّر شمعِ دینِ حق سے میرے جسم و جان عشقِ محبوبؐ خدا ہے، میرے گھر کی روشنی

یاد کی تاریکیاں تھیں، جب محیطِ دِل ذکیؔ! حشر میں کام آئی، اشکِ چشمِ تَر کی روشنی

رفیع الدین ذکیؔ قریشی (لاہور)

ریاضؔ حسین چودھری نے عشق و سرمستی میں ڈوب کر بیخودی کے عالم میں یہ دِلکش نعت لکھ کراہِل دِل کے کندھوں پر ایک بوجھ رکھا ہے۔ ریاضؔ کے لئے دِل سے بے ساختہ دُعا نِکلتی ہے۔

مؤلفؔ

کیا بیتے گی، کیا گزرے گی، جل جانے کا عالم کیا ہوگا!
انوارِ حرم کی رِم جھم میں، پروانے کا عالم کیا ہوگا!

زنجیر سرہانے رکھ کر مَیں، اِس سوچ میں ڈوبا رہتا ہوں
جب شہرِ مدینہ آئے گا، دِیوانے کا عالم کیا ہوگا!

کِس طرح گدائے طیبہ کو، عشاق سلامی کرتے ہیں
اِس شہرِ خنک کی گلیوں میں، مستانے کا عالم کیا ہوگا!

سینے میں مقید رکھوں گا، کس طرح دلِ بے تاب کو مَیں
پلکوں پہ مچلتے اَشکوں کو، ٹھہرانے کا عالم کیا ہوگا!

جب گنبدِ خضرا کی ٹھنڈک، تَن مَن میں سما سی جائے گی
تب صلِّ علیٰ کے نغمے کو، دُہرانے کا عالم کیا ہوگا!

جب اپنے سلگتے ہونٹوں کو، رکھ دوں گا میں اُنؐ کی چوکھٹ پر
اُس وقت خدا جانے، میرے، پیمانے کا عالم کیا ہوگا!

جب روضۂ اطہر کی جالی، مَیں سامنے اپنے پاؤں گا
دیدار کی خواہش کے دل میں، لہرانے کا عالم کیا ہوگا!

اِک عمر گزاری ہے میں نے، بیکار زمانوں والوں میں
دربارِ نبیؐ میں بِن مانگے، کچُھ پانے کا عالم کیا ہوگا!

وہؐ اپنی شفاعت کی چادر، ڈالیں گے ریاضِ مضطر پر

سرکارؐ کے قدموں میں گِر کر، مر جانے کا عالم کیا ہوگا!

ریاضؔ حسین چودھری

سرکارؐ! مجھ کو اپنی پناہیں عطا کرو
اپنے کرم کی مجھ کو نگاہیں عطا کرو

ہو جائیں بارگاہِ خدا میں جو باریاب
محبوبؐ ذوالجلال! وہ آہیں عطا کرو

دِل دو وہ، جس میں عشق تمہارا ہو جاگزیں
جو تُم کو دیکھ لیں وہ نگاہیں عطا کرو

کب تک تمہارے ہجر میں تڑپے گا یہ ریاضؔ
تُم تک پہنچ ہو جن کی وہ راہیں عطا کرو

ریاض چودھریؔ

ترےؐ در کی گدائی چاہتا ہوں
خدا سے آشنائی چاہتا ہوں

اُجالا دے مرے قلب و نظر کو
کرم کی روشنائی چاہتا ہوں

بہت تاریک ہیں اِمروز و فردا
چراغِ رہنمائی چاہتا ہوں

ریاض قمر

زوال و ضعف میں اُس وقت تُوؐ سنبھالا دے
نہ اُٹھیں پاؤں، نہ بارِ سفر اُٹھے جس وقت

تیرےؐ وسیلے سے مانگیں خدا سے رو رو کر
دُعا قبول ہو، سجدے سے سر اُٹھے جس وقت

ملے شفاعتِ سرکارؐ، جالیوں کی طرف
سرشکِ توبہ سے بھیگی نظر اُٹھے جس وقت

یہ جانناؐ کہ مدینہ قریب آپہنچا
غبارِ نُور، سرِ رَہگزر اُٹھے جس وقت

ڈاکٹر ریاض مجید

مشاہد ہیں شہہ انوار کے، جنت میں رہتے ہیں
خوشا وہ جو رسولؐ اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں

مواجہہ کی فضا مین معتکف رہتے ہیں جان و دل
زہے قسمت حضور آیۂ رحمت میں رہتے ہیں

اویسیؓ نسبتیں دوری میں بھی سرشار رکھتی ہیں
کہیں پر بھی رہیں سرکار کی خدمت میں رہتے ہیں

کسی بھی پَل سرک سکتے ہیں پردے روزنِ جاں کے
ریاض اک انتظارِ دید کی لذت میں رہتے ہیں

ڈاکٹر ریاض مجید

زاہد الحسن زاہد کی یہ نعت پڑھی تو پھڑک اُٹھا۔ حضورِ علیہ السلام کے احسانات کو الفاظ کے اِس خوبصورت قالب میں ڈھال دیا گیا ہے کہ حضرتِ زاہد کے لئے دِل کے ہر گوشے سے تحسین و دُعا نِکلتی ہے۔ میری اِس سرشاری میں آپ بھی شرکت فرمائیں۔

(مؤلف)

بزمِ کونین کے سلطان رسولِؐ عربی
تیریؐ اُلفت مِرا ایمان رسولِؐ عربی

تھی جہالت کے اندھیروں میں خدا کی مخلوق
تُوؐ نے بخشا اسے عرفان، رسولِؐ عربی

تیرےؐ الطاف کے صدقے، تیرےؐ فیضان سے ہی
مردہ رُوحوں میں پڑی جان، رسولِ عربیؐ

تیرےؐ احکام کے پابند رہے ہم جب تک
ہر گھڑی بڑھتی رہی شان، رسولِ عربیؐ

تیرےؐ احکام سے اعراض کیا ہے جب سے
ہم جہاں میں ہیں پریشان، رسولِ عربیؐ

دُشمنوں نے ہمیں ہر سمت سے آگھیرا ہے
ہم پہ یلغار ہے ہرآن، رسولِ عربیؐ

آئے ہیں پھر تیریؐ رحمت کے سوالی بن کر
پھر سے بن جائیں مُسلمان، رسولِ عربیؐ

کاش مِل جائے ہمیں پھر سے خدا کی نصرت
پھر سلیں چاک گریبان، رسولِ عربیؐ

عرصۂ حشر میں دامانِ کرم ہو تیراؐ
للہ ہم پہ ہو یہ احسان، رسولِ عربیؐ

للہ! اِک نظرِ کرم! زاہدِ مجبور پہ بھی
اس کی بخشش کا ہو سامان، رسولِ عربیؐ

زاہد الحسن زاہد

زاہد فخری کی درجِ ذیل نعت اِتنی دلآویز ہے کہ احقر نے اِسے اپنے ہی دِل کی صدا سمجھا ہے، اور ریاض الجنتہ میں اُس پر ہربار جو کیفیت طاری ہوتی اور رُلاتی ہے، اِس کو زاہد فخری نے نہایت حسین اور دِلکش الفاظ کا جامہ پہنا دیا ہے۔ شاعر کے لئے دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے بے ساختہ دُعا نِکلتی ہے۔

(مؤلف)

ساری صدیوں پہ جو بھاری ہے، وہ لمحہ مِلتا
کاش سرکارؐ دو عالم کا زمانہ مِلتا

آپؐ کو دیکھتا مکّے سے مَیں ہجرت کرتے
آپؐ کا نقشِ قدم، آپؐ کا رستہ مِلتا

آپؐ کو دیکھتا طائف میں دُعائیں دیتے
یُوں مرے صبر و تحمّل کو سلیقہ مِلتا

آپؐ کے سامنے رکھ دیتا میں سب کچھ لا کر
نصرتِ دِیں کے لئے جب بھی اشارہ مِلتا

اپنا گھر بار لُٹا دیتا، تو اس کے بدلے | حبِّ سرکارؐ مدینہ کا خزانہ مِلتا
زندگی آپؐ کے قدموں میں بسر ہو جاتی | جاں فِدا کرنے کی خاطر مجھے غزوہ مِلتا
آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کے نمازیں پڑھتا | آپؐ کے قدموں کے پیچھے مجھے سجدہ مِلتا
بھول جاتا مَیں کِسی طاق میں آنکھیں رکھ کر | آپؐ کو دیکھتے رہنے کا بہانہ مِلتا
حشر تک میری غلامی یُونہی قائم رہتی | میری ہر نسل کو فخریؔ یہی ورثہ مِلتا

زاہد فخریؔ

محمدؐ باعثِ حُسنِ جہاں، ایمان ہے میرا | محمدؐ حاصلِ کون و مکاں، ایمان ہے میرا
محمدؐ اول و آخر، محمدؐ ظاہر و باطن | محمدؐ ہیں بہ ہر صورت عیاں، ایمان ہے میرا
شرف اک کملی والےؐ نے جنہیں بخشا ہے قدموں میں | وہ صحرا بن گئے ہیں گلستاں، ایمان ہے میرا
محبت ہے جسے غار حرا میں رونے والے سے | وہ انساں ہے خدا کا رازداں، ایمان ہے میرا

ساغر صدیقی

کبھی جو گنبدِ خضرا کی یاد آئی ہے | بڑا سکون مِلا ہے، بڑا قرار آیا
یقین کر، کہ محمدؐ کے آستانے پر | جو بدنصیب گیا ہے وہ کامگار آیا
عرب کے چاندؐ نے صحرا بسا دیئے ساغرؔ | وہ ساتھ لے کے تجلی کا اک دیار آیا

ساغر صدیقی

ساغر صدیقی کی آرزو اَن گنت دِلوں کی آرزو ہے۔ (مؤلف)

طیبہ کی رہگزار ہو اور پائے آرزو
یاربّ! کسی طرح تو یہ بَر آئے آرزو

غارِ حرا کے پاس کہیں جا کے بس رہوں
دِل میں مچل رہی ہے یہ دُنیائے آرزو

ہر شے ہے اِختیارِ محمدؐ میں دوستو!
دامن ہزار شوق سے پھیلائے آرزو

وہ حادثاتِ دہر سے محفوظ ہوگیا
جِس کو درِ رسولؐ پہ لے جائے آرزو

وہ آگئی ہے، جشنِ ورودِ نبیؐ کی صبح
ساغَر سرور و کیف کے چھلکائے آرزو

ساغَر صدیقی

یہ کہتی ہیں فضائیں، زندگی دو چار دن کی ہے
مدینہ دیکھ آئیں، زندگی دو چار دن کی ہے

سنہری جالیوں کو چُوم کر کچھ عرض کرنا ہے
مچلتی ہیں دُعائیں، زندگی دو چار دن کی ہے

وُہ راہیں ثبت ہیں جن پر نشاں پائے محمدؐ کے
اُنہیں منزل بنائیں، زندگی دو چار دن کی ہے

بہ یادِ کربلا، ساغَر سدا برسیں اِن آنکھوں سے
یہ رحمت کی گھٹائیں، زندگی دو چار دن کی ہے

ساغَر صدیقی

مائل جور سب خدائی ہے یا رسولؐ خدا دُہائی ہے
اُنؐ کے قدموں پہ جھکنے والوں نے دولتِ دو جہان پائی ہے
جھوم اُٹھیں گھٹائیں رحمت کی کملی والےؐ کی یاد آئی ہے
پھر تخیل میں ہے درِ اقدس پھر چمن میں بہار آئی ہے
عرشِ اعظم یہ جن کا چرچا ہے آپؐ کی شانِ مصطفائیؐ ہے
اب نہیں دِل کو کوئی غم ساغَر غمِ احمدؐ سے آشنائی ہے

ساغَر صدیقی

اللہ اللہ! خبر گیری بے نوا، مجھ کو سرکارؐ کا سنگِ دَر مل گیا
خستہ حالوں پہ نظرِ کَرم ہوگئی، غم زدوں کو شعورِ خدا مل گیا
سرورِؐ دوسرا، سیدالمرسلیں، میری چشمِ تصوّر میں خود آگئے
اے دلِ مضطرب! ہو مبارک تجھے، تیرا وارث، تیرا چارہ گر مل گیا
کشتگانِ محبّت کو چین آگیا، مطمئن ہوگئی بے نوائی مری
یادِ سرکارِؐ طیبہ مجھے آگئی، عشق کو میرے اِذنِ سَفر مل گیا

ستّار وارثی

جنت کی ہواؤں کا اثر کیسا لگے گا　　مت پوچھو کہ طیبہ کا سفر کیسا لگے گا
سنگِ درِ احمدؐ پہ یہ سر کیسا لگے گا　　معراج کی منزل پہ بشر کیسا لگے گا
ہُوں اُن کے تصور میں رواں آنکھ سے آنسو　　یہ رابطۂ قلب و نظر کیسا لگے گا
میں لفظ پروؤں تو مقدر مِرا سنورے　　بتلاؤ! یہ اندازِ ہنر کیسا لگے گا
ہر صبح لکھوں نعت تو ہر شام قصیدہ　　یہ حُسنِ عمل شام و سحر کیسا لگے گا
ہو زادِ سفر عشق تو منزل ہو مدینہ　　تا زیست مسلسل یہ سفر کیسا لگے گا

سجاد حسین ساجد

شکرِ ایزد مِلا یہ شرف مجھے　　جِس سے محروم تھے مِرے آب و جد
کر لیا میں نے حج بیت اللہ　　یہ جبیں اور بارگاہ حمد!
دیکھ آیا مزارِ پاک رسولؐ　　بن کے رشکِ اویس ؓ ، تا بہ ابد

سجاد حیدر ریلد رم

وہ تو کہ جس نے ذہن کو فکرِ رسا دیا　　وہ تُو کہ جس نے دِل کا حرم جگمگا دیا
وہ تو کہ جس نے ہر ذہن بے زبان کو　　لہجہ دیا، بیان دیا، ذائقہ دیا

وہ تُو کہ جس نے قافلۂ ہست و بُود کو — عزمِ صمیم وجذبۂ منزل رسا دیا

وہ تُو کہ جس کے نکہت و رنگ و جمال نے — صحرائے کائنات کو گلشن بنا دیا

وہ تُو کہ جس کی شانِ سجود و قیام نے — بندے کو بندگی کا سلیقہ سکھا دیا

وہ تُو کہ جس کے جلوۂ نُور ظہور نے — رُوئے حیات و موت سے پردہ اُٹھا دیا

سرفراز قریشی

مجھے اِک بار قدموں میں بُلا لیتے تو اچھا تھا — شہہِ یثرب مری بگڑی بنا لیتے، تو اچھا تھا

گذرتے ہیں گراں دل پر یہ خیرو شر کے ہنگامے — دِکھا کر ایک جھلک اپنا بنا لیتے تو اچھا تھا

ستم ہائے زمانے پریشاں حال ہے سرمدؔ — اسے دامان رحمت میں چھپا لیتے تو اچھا تھا

سرمدؔ مظاہری

بھلا اُس کی ثناء میں سروؔ کیا کوئی زبان کھولے — خدا خود جس کی خاطر بابِ قصرِ لامکاں کھولے

طلوعِ صبح صادق ہے فرازِ کوہِ فاراں سے — اُجالا ہے جلو میں رحمتِ حق کا نشاں کھولے

جِلا بخشی ہے اُس نے یُوں ضمیر آدمیت کو — نسیمِ صبح آ کر جیسے غنچوں کی زباں کھولے

زمانہ آج تک بس صورتِ آئینہ حیراں ہے — عرب کا ایک اُمّیؐ اور رازِ کُن فکاں کھولے

حکیم سروؔ سہانپوری

ہر سمت ہے ظلمت، مری سرکارؐ، کَرم ہو! | مشکل میں ہے اُمت، مری سرکارؐ، کَرم ہو!
کب تک بھلا سہتے رہیں باطل کے مظالم | باقی نہیں ہمت، مری سرکارؐ، کَرم ہو!
سرکارؐ! غلاموں کو تو جینے نہیں دیتا | احساسِ ندامت، مری سرکارؐ، کَرم ہو!
اب تو کسی صورت بھی یہ دیکھی نہیں جاتی | حالات کی صورت، مری سرکارؐ، کَرم ہو!

سرور مجازؔ

اپنی تقدیر پہ وہ لفظ ہے نازاں کتنا | نعتِ آقاؐ کے لئے جو بھی قلم تک پہنچا
خاک جس جس کے بھی چہرے پہ مدینے کی پڑی | وہی گُل ہو کے اَمر باغِ اِرم تک پہنچا
آپؐ کی عمر کا گزرا ہے جو اِک اِک لمحہ | ڈھل کے قرآن کی صورت میں وہ ہم تک پہنچا
میں نے محسوس کیا جب بھی کوئی نعت کہی | آسؔ ہر شعر مرا شاہِ اُممؐ تک پہنچا

سعادت حسن آسؔ

نظر آئے جب اُنؐ کے رَوضے کی جالی | نِگاہوں سے بابِ حرم چوم لینا
مسافر مدینے کے! میری طرف سے | درِ مُصطفیٰؐ کم سے کم، چُوم لینا

یہی حاصلِ عظمتِ دوجہاں ہے محمدؐ کے نقشِ قدم چوم لینا

سعادت حسین خان وارثی شیداؔ

کہیں بھی رکھ مرے یارب! جہاں مرضی تری، لیکن مدینے میں مجھے آئے قضا، یہ میری خواہش ہے

نظر ہو سبز گنبد پر، جبینِ دل ہو سجدے میں مرے مولیٰ! یہ میرے دیدہ و دل کی گزارش ہے

نزع میں، قبر میں، محشر میں شیداؔ، فخرِ رحمتؐ کی گنہگاران اُمّت پر نوازش ہی نوازش ہے

سعادت حسین خاں وارثی شیدا

اپنے اخلاص و محبّت کا بھی سرمایہ دیکھ کچھ تو ہو زادِ سفر عزم سفر سے پہلے

آج سورج بھی نگاہوں میں مری جچتے نہیں میں کہ ذرہ بھی نہ تھا اُنؐ کی نظر سے پہلے

سب چھلکتے ہوئے دریاؤں کو سیراب کریں توؐ وہ بادل ہے جو صحراؤں پہ برسے پہلے

شعر جن کے لئے کہتا ہوں، ملیں گے وہ بھی پھول کھلتے ہیں درختوں پہ ثمر سے پہلے

ڈاکٹر سعد اللہ خاں کلیمؔ

اِک بے زر و نادار کو قدموں میں بلایا یہ شانِ کرم، شاہِؐ اُمم! یاد ہے اب تک

سرکارؐ کی اِس شانِ کریمی کے تصدق دیکھا ہے کئی بار حرم، یاد ہے اب تک

جب بھی مِرے آقاؐ نے مدینے میں بلایا
رکھا مِرا ہر بار بھرم، یاد ہے اب تک

دَر پر بھی بُلایا، مری جھولی بھی بھری ہے
محتاج کو یہ لُطف و کَرم یاد ہے اب تک

میں سوچ رہا تھا درِ جبرئیلؑ پہ جاکر
سر رکھوں میں پہلے، کہ قدم، یاد ہے اب تک

سجدوں میں وہ لذّت تھی کہ دِل جھوم رہا تھا
جب سَر تھا درِ پاک پہ خم، یاد ہے اب تک

سکندرؔ لکھنوی

مِری دُنیا سنور جائے، مِری عقبیٰ سدھر جائے
اگر ہو جائے رحمت کا اِشارہ یارسولؐ اللہ

زمانہ چھوٹ جائے، رُوٹھ جائے خلق، تو کیا غم
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن تمہارا یارسولؐ اللہ!

جبینِ شوق مَس ہوتی ہے جب رَوضہ کی جالی سے
چمک جاتا ہے قِسمت کا ستارہ یارسولؐ اللہ

تمنائے سکندرؔ ہے، دمِ آخر، شہِؐ بطحا
رہے وِردِ زباں کلمہ تمہارا یارسولؐ اللہ!

سکندرؔ لکھنوی

غیر ممکن ہے آنکھیں نہ پُر آب ہوں
اُنؐ کے روضے کے جا کر قریں دیکھئے

ہم سے محتاج و نادار کا ذکر کیا
تاجداروں کی خم ہے جبیں، دیکھئے

چرخ پر بھی تصرف ہے سرکارؐ کا
فرش بھی اُنؐ کے زیرِ نگیں، دیکھئے

جلوہ فرما ہیں خُدا کے دربار میں
عرشِ اعظم کے مسند نشیں، دیکھئے

عظمتِ سیدؐ المرسلیں دیکھئے
زیرِ پا اُنؐ کے عرشِ بریں دیکھئے

دیکھئے کب سکندرؔ ہو پھر حاضری کب سکوں پائے قلبِ حزیں دیکھئے
سکندر لکھنوی

ذکر اُن ؐ کا مری سانسوں میں رواں ہے تب سے آب و گِل سے مری تخلیق ہوئی جب سے
گنبدِ سبز کے جلوے کبھی دیکھوں میں بھی میں کہ بیٹھا ہوں یہاں آس لگائے کب سے
مانگنے والوں نے اُس در سے نہ کیا کیا مانگا میں نے مانگا ہے تو بس عشقِ پیمبرؐ رب سے
سلیم کاشر

سیّد سلیم گیلانی کا کلام جذب و فکر سے سرشار ہے۔ آپ کا اُسلوب نادر ہے اور زبان و بیان میں شگفتگی ہے۔ حق یہ ہے کہ سیّد موصوف کی نعت نے میرے قلب و ذہن کو سیراب کر دیا۔ مجھے خوشبوئیں عطا کیں اور وہ سب کچھ کہہ دیا جو میں نے گذشتہ پندرہ سالوں میں بار بار دیکھا اور محسوس کیا۔ احقر نے دورانِ مطالعہ جگہ جگہ یہ تاثر لیا کہ اُس کے اپنے جذبوں اور کیفیتوں کو سیّد صاحب نے نظم کی خلعت پہنا کر عاشقانِ رسول ؐ پر بڑا احسان کیا ہے۔

اللہ رحیم و کریم سیّد سلیم گیلانی کے رُوحانی مدارج آسمانی رفعتوں کے ہمدوش فرمائے۔ (آمین)

مؤلف

ترےؐ آستاں سے پہلے کوئی آستاں نہیں تھا وہ زمیں تھا میں، کہ جس کا کوئی آسماں نہیں تھا
سفرِ سما سے پہلے، ترےؐ نقشِ پا سے پہلے یہ تبسّم کواکب، سرِ کہکشاں نہیں تھا

نہ خرد کی روشنی تھی، نہ جنوں کی آگہی تھی
تریؐ رہبری سے پہلے یہ جہاں، جہاں نہیں تھا

کئی آنسوؤں کے قلزم ترےؐ در پہ بہہ چکے ہیں
غمِ دل کا تجھ سے پہلے کوئی رَازداں نہیں تھا

وہ شہہؐ ورائے دِیدہ، میں نوائے نارسیدہ
تریؐ رحمتوں سے پہلے کوئی درمیاں نہیں تھا

توؐ جوازِ دوجہاں ہے، توؐ ہی رازِ کُن فکاں ہے
توؐ کہاں کہاں نہیں ہے، توؐ کہاں کہاں نہیں تھا

ترےؐ شہر کی ہوا سے دِل و جاں مہک رہے ہیں
مجھے بختِ نارسا پر کبھی یہ گُماں نہیں تھا

سیّد سلیم گیلانی

میں تیریؐ عنایات کے قابل تو نہیں تھا
خاشاکِ رواں، لائقِ ساحل تو نہیں تھا

تیرےؐ حرمِ پاک کے دیدار سے پہلے
دِل یُوں کبھی آسودۂ منزل تو نہیں تھا

توفیقِ حضوری میرے آقاؐ کا کَرم ہے
میں سائلِ دَر، خود کِسی قابل تو نہیں تھا

سیّد سلیم گیلانی

ہمار ذکرِ سحر، وردِ شام، سیّدنا
حضورِ دل سے صلوٰۃ و سلام، سیّدنا

خدا کے بعد ہے تیراؐ ہی آسرا ہم کو
خدا کے بعد ہے تیراؐ ہی نام، سیّدناؐ

تریؐ نگاہِ کَرم سے دِلوں نے پایا ہے
سُرورِ سجدہ و لُطفِ قیام، سیّدناؐ

سیّد سلیم گیلانی

جہاں بھی جاؤ خدا کی حسین دنیا میں — وہ دَر، وہ روضہ، وہ منبر، نِگاہ میں رکھنا

ہمارا شیوہ یہی ہے کہ ہر مصیبت میں — گدا نوازیِ سرورؐ، نگاہ میں رکھنا

خیالِ تنگیِ داماں نہیں بوقتِ طلب — سخائے ساقیِؐ کوثر، نگاہ میں رکھنا

سیّد سلیم گیلانی

الٰہی! لُطف و کَرم کے حصار میں رکھنا — دیارِ نُور کے قرب و جوار میں رکھنا

نبیؐ کی شانِ کریمی پہ حرف آتا ہے — اُنھیںؐ پسند نہیں، انتظار میں رکھنا

لگاتے رہنا مدینے کے قافلوں کا سراغ — اور آنسوؤں کے دِیئے رہگزار میں رکھنا

انھیں بھی جو ترےؐ دَر پر کھڑے ہیں لَب بستہ — بہ وقتِ اِذنِ حضوری شمار میں رکھنا

سیّد سلیم گیلانی

وفورِ شوق ترےؐ آستاں پہ لے آیا — میں خاکِ راہ تھا، مجھے آسماں پہ لے آیا

جہاں جبینوں میں سجدے مچلنے لگتے ہیں — اُسی نیاز گہِ قدسیاں پہ لے آیا

بجا ہے اپنے مقدر پہ جِتنا ناز کروں — کہ درگہِ شہِؐ کون و مکاں پہ لے آیا

میں تیرےؐ نقشِ کفِ پا تلاش کرتا تھا — یہ سلسلہ تو مجھے کہکشاں پہ لے آیا

میں اپنے دِل کو سنبھالوں کہ اپنا حال کہوں جمالِ یار رہِ امتحاں پہ لے آیا
تریؑ عطا ہے کہ میں باوجودِ عجزِ بیاں ترےؑ خیال کو دِل سے زباں پہ لے آیا
—— سیّد سلیم گیلانی

درِ طیبہ کی بہاروں کا پتہ بتلا کر مجھ پہ احسان جتائے ہیں صبا نے کیا کیا
پسِ دیوارِ حرم، صُفّہ، ریاض الجنت شہرِ اَقدس میں ہمارے ہیں ٹھکانے کیا کیا
دیر اِتنی تھی کہ سائل پہ نظر پڑ جائے پھر تو جھولی میں گرے آکے خزانے کیا کیا
دیر ہو جاتی ہے جب ناصیہ فرسائی کو ڈھونڈتا ہوں تریؑ قربت کے بہانے کیا کیا
سیّد سلیم گیلانی

کبھی زخم دِل کا سجا لیا کبھی کوئی اشک بہا لیا
یہی حال تھا مرا روز و شب، کہ کسیؑ نے دَر پہ بلا لیا
وہ جو بارِ ہجر تھا، ٹل گیا، میں غریب شہر سنبھل گیا
ترےؑ شہرِ خُلد صفات میں، مرا بوجھ کِس نے اُٹھا لیا
تریؑ رحمتوں کے جوار میں، تریؑ عاطفت کے حصار میں
میں گنہگار پہنچ گیا، کوئی کام آیا دیا لیا
میں اَٹا تھا غم کے غُبار میں، میں تہی تھا فصلِ بہار میں

ترےؐ نُور نُور دیار میں میرا دَرد کِس نے بٹا لیا
میرے ہم نفس، مِرے ہمنوا، مجھے پُوچھتے ہیں کہ کیا کیا
غمِ ہجر کی شبِ تار میں، یہ چراغ کیسے جلا لیا
میرے مقتداؐ، میرے پیشواؐ کا ہے بابِ لُطفِ عمیم وَا
یہ تو سائلوں کا نصیب ہے، کہ درِ حضورؐ سے کیا لیا

سیّد سلیم گیلانی

دِینار کا سائل ہوں، نہ دِرہم کا طلبگار
میں لُطفِ شہنشاہِ دو عالم کا طلبگار

وہ کیفِ حضوری، وہ مِرے اشکِ فراواں
پھر دیدۂ وِیراں ہے اُسی نَم کا طلبگار

محتاج و غنی سب ہیں ترےؐ دَر کے سوالی
عالم ہے ترِیؐ رحمتِ پیہم کا طلبگار

میں کل بھی ترےؐ دَرد کو پھرتا تھا سجائے
میں آج بھی ہردم ہوں ترےؐ غم کا طلبگار

سیّد سلیم گیلانی

شہرِ اَنوار، ترے حُسنِ ضیاء بار کی خیر
مسجد و منبر و بام و دَر و دِیوار کی خیر

رہرَوِ طیبہ، ترِے طالعِ بیدار کی خیر
اور ترِی منزلِ مقصود کے اَنوار کی خیر

چشمۂ فیض رہے قائم و دائم تاحشر
شہرِ الطاف، ترِے کوچہ و بازار کی خیر

میرے دامانِ طلب پر بھی عنایت کی نظر
میرے غمخوار، ترےؐ لُطفِ گہربار کی خیر

زیست تیریؐ ہے بشر کے لئے معراجِ بشر　　تیرےؐ کردار کی، اَفعال کی، اَفکار کی خیر

وہؐ تو خود خیر ہیں سب کے لئے، پھر بھی یارب!　　میرے سردارؐ، مِرے قافلہ سالارؐ کی خیر

سیّد سلیم گیلانی

منبعِ جُود و کرم، سرتا قدم　　محورِ جاہ و حشم، سرتا قدم

بے نواؤں کا بھرم، سرتا قدم　　چارہ سازِ چشمِ نم، سرتا قدم

رونقِ بزمِ دو عالم آپؐ سے　　شمعِ فانوسِ حرم، سرتا قدم

وقف ہوں اُنؐ کی غلامی کے لئے　　اُنؐ کے قدموں کی قسم، سرتا قدم

سیّد سلیم گیلانی

ہم اہلِ دل کو ملی ہے بس اِک یہی تعلیم　　نبیؐ کا نام سُنا اور خم سر تسلیم

عنایتوں کا مرقّع ہے اُنؐ کی ذاتِؐ کریم　　وہؐ بہترینِ خلائق، وہؐ احسنِ تقویم

اُنہیؐ کے نام پہ ہیں عرش و فرش محوِ درود　　اُنہیؐ کے ذِکر سے مہکے ہوئے ہیں ہفت اقلیم

بشر کا منصبِ عظمت، بقدرِ عشقِ نبیؐ　　ہیں اُنؐ کے دَر کے بھکاری بھی واجب التعظیم

فرازِ عرش سے رحمت کا ہُن برستا ہے　　پُکارتا ہے کوئی جب "مدد نبیؐ کریم"

ترےؐ ظہورِ مبارک کا پیش خیمہ ہے　　جمالِ یوسفِؑ کنعاں، جلالِ ضربِ کلیمؑ

سیّد سلیم گیلانی

یہ چبھن کہ آپؐ سے دور ہوں، مری زندگی کی کسک رہی
یہ لگن کہ آپؐ کے پاس ہوں، رہی خونِ دِل میں رَواں دَواں

یہی آروز ہے کہ زندگی کی دیارِ طیبہ میں شام ہو
پسِ مرگ بھی ترےؐ شہر میں، مری خاک ہو تریؐ مدح خواں

ترےؐ ذِکر و فکر سے یانبیؐ! مری زندگی کی ہر اِک گھڑی
کبھی نُور ہے، کبھی رنگ ہے، کبھی پھول ہے، کبھی کہکشاں

سیّد سلیم گیلانی

آنکھوں سے درِ شاہؐ ورا دیکھ رہا ہوں
میں کون ہوں، کیا چیز ہوں، کیا دیکھ رہا ہوں

اِک ذرۂ ناچیز ہُوا مہر بہ داماں
اُس محسنِؐ عالم کی عطا دیکھ رہا ہوں

یہ گُنبدِ اَنوار، یہ مینار و دَر و بام
ہر شے میں اُنہیںؐ جلوہ نما دیکھ رہا ہوں

ہر راہ بُلاتی ہے یہاں جانبِ منزل
ہر جا وہی نقشِ کفِ پا دیکھ رہا ہوں

میں رفتہ و آیندہ کی دہلیز پہ بیٹھا
تاریخ کا اِک عہدِ عُلا دیکھ رہا ہوں

لگ جائے تو چھٹتی نہیں صہبائے مدینہ
ہوں سیر، مگر دستِ سخا دیکھ رہا ہوں

سیّد سلیم گیلانی

مدینے جاتی ہوئی ہوائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں
اُحد سے اُٹھتی ہوئی گھٹائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

نصیب ہو، تو سحر کی کرنوں کو عاجزانہ سلام بھیجوں
جب اُنؐ کے روضے پہ سر جُھکائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

صبا، مدینے کے قافلوں سے، یہ جا کے کہنا مری طرف سے
کہ جب بھی اُس دَر پہ بار پائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

دیارِ طیبہ کے بادلوں کو، مری طرف سے یہ کوئی کہہ دے
کہ جب وہاں اشکِ دِل بہائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

نبیؐ کی نگری کے باسیوں سے، بعد ادب میری اِلتجا ہے
کہ جب بھی اُنؐ کے حضور جائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

مجھے سلیقہ نہیں ہے، جرأت نہیں ہے، اِظہارِ مُدعا کی
ہر اِک سے کرتا ہُوں اِلتجائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

اگر یہ ممکن نہیں کہ میں اِس مقامِ مقبولیت پہ ٹھہروں
تو جو یہاں کر سکیں دُعائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

صبا کے جھونکوں سے بھی یہی اِلتماس ہے میرا دست بستہ
کہ جب مدینے کو آئیں جائیں، مجھے دُعاؤں میں یاد رکھیں

—— سیّد سلیم گیلانی

آپؐ کی ذاتؐ سے جو عظمتیں وابستہ ہیں
زندگی میں کبھی دیکھی ہیں، نہ اَفسانوں میں
جن کی تکبیر سے تھم جائے زمانے کا خرام
کِس نے پیدا کئے وہ لوگ حدی خوانوں میں
کِسؐ نے اللہ سے ٹوٹا ہوا رِشتہ جوڑا
اُن سا محسن نہ فرشتوں میں نہ اِنسانوں میں
پُرسشِ حشر۔ قیامت تھی پہ للہ الحمد
مِل گیا نام مِرا آپؐ کے پروانوں میں
صاحبِؐ شانِ رفعنا لک ذکرک، انظر
میں بھی ہوں آپؐ کے بے نام ثناء خوانوں میں
—— سیّد سلیم گیلانی

ہم اُن سے عہدِ وفا اُستوار رکھتے ہیں
خدا کے بعد جوؐ سب اختیار رکھتے ہیں
وہی سَفر جو مدینے پہ ختم ہوتا ہے
اُسی سَفر کی طلب بار بار رکھتے ہیں
مِلی ہے دولتِ حُسنِ یقیں جنہیں، اُنؐ سے
جلا کے شمع، سرِ رَہگزار رکھتے ہیں
کھڑے ہیں مُہر بہ لب اُنؐ کے آستانے پہ
اگرچہ دِل میں تمنّا ہزار رکھتے ہیں

سکون اُن کے لئے ہے قرار اُن کے لئے — جو اُنؐ کی یاد میں دِل بیقرار رکھتے ہیں
اِسی شرف کی بدولت کہ ہیں غلام اُنؐ کے — بڑا بھرم ہے، بڑا اعتبار رکھتے ہیں
بساطِ عشق تو کچھ بھی نہیں، مگر پھر بھی — طلب ہے، اور دِل سوگوار رکھتے ہیں

—— سیّد سلیم گیلانی

ہم وہ مجبور، کہ دُوری کے سِتم سہتے ہیں — رشک اُن پر، جو سدا تیرےؐ قریں رہتے ہیں
پھرتے رہتے ہیں نِگاہوں میں دَر و بامِ حرم — ہم جہاں بھی ہوں، خیالات وہیں رہتے ہیں
چند آنسو تو چھلک جاتے ہیں آقاؐ کے حضور — لاکھ قلزم ہیں، جو پلکوں سے پرے بہتے ہیں
کرۂ ارض کا گہنا ہے مدینے کی زمیں — یہ وہ بستی ہے جہاں میرے نبیؐ رہتے ہیں

—— سیّد سلیم گیلانی

یہ دنیا ہے، یہاں جور و سِتم ہوتے ہی رہتے ہیں — یہ طیبہ ہے، یہاں لُطف و کَرم ہوتے ہی رہتے ہیں
درودِ قُدسیاں بھی ہے، سلامِ عاصیاں بھی ہے — درِ آقاؐ پہ بیش و کم، بہم ہوتے ہی رہتے ہیں
خیابانِ مدینہ کی بہاریں جاودانی ہیں — کہ ذرّاتِ حَرم اَشکوں سے نَم ہوتے ہی رہتے ہیں
کبھی لفظوں کے پیکر میں، کبھی اَشکوں کی صُورت میں — دُرود اُنؐ کے لئے پیہم رقم ہوتے ہی رہتے ہیں

—— سیّد سلیم گیلانی

یہ جانفزا، دلنواز لمحے، جو تیرے دَر پہ بسر ہوئے ہیں
انہی کی رحمت سے منزلِ حق کے راستے مختصر ہوئے ہیں

تری نوازش، کہ میں ترے شہرِ نُور میں مہمان ٹھہرا
میں کیا بتاؤں، کہ اِس توجہ سے دِل پہ کیا کیا اثر ہوئے ہیں

دیارِ طیبہ کا گوشہ گوشہ مہک رہا ہے، دَمک رہا ہے
یہاں بھی وہ جلوہ گر ہوئے ہیں، وہاں بھی وہ جلوہ گر ہوئے ہیں

ترے حرم کی یہ رُوح پرور فضائیں دِل میں بسی رہیں گی
اِنہی کی لَو سے فلک فروزاں، اِنہی سے ذرّے قمر ہوئے ہیں

دل و نظر میں گداز رکھنا، نبیؐ سے عجز و نیاز رکھنا
یہ وہ ڈگر ہے، کہ جِس پہ چل کے خدا سے ہم بہرہ وَر ہوئے ہیں

تری قیادت کی رَحمتیں ہیں، تری رسالت کا مُعجزہ ہے
کہ لاکھ مِیلوں پہ رہنے والے، بہم دِگر ہم نظر ہوئے ہیں

تری تجلّی کی چند کِرنیں، مَیں ساتھ بھی لے جا رہا ہوں
یہ نُور وہ ہے، کہ جِس سے اہلِ نیاز، اہلِ نَظر ہوئے ہیں

بوقتِ رُخصت، اُنہیں کہیں سے نہ جانے کیا مِل گیا اِشارہ
بہار ہمراہ ہوگئی ہے، کَرم مِرے ہم سَفر ہوئے ہیں

—— سیّد سلیم گیلانی

ترے دیار کے اِحسان بھولتے ہی نہیں
عنایتوں کے وہ سامان بھولتے ہی نہیں

وہ جالیاں، وہ دَریچے، وہ منبر و محراب
وہ دَر، وہ روضہ، وہ دربان بھولتے ہی نہیں

بوقتِ اِذن حُضوری وہ آنسوؤں کی تڑپ
وہ آرزوئیں، وہ اَرمان بھولتے ہی نہیں

جبیں پہ نُور، نظر میں ادب، دِلوں میں گُداز
حریمِ ناز کے مہمان بھولتے ہی نہیں

نظر بدل گئی، منظر بدل گئے سارے
تری نِگاہ کے فیضان بھولتے ہی نہیں

——— سیّد سلیم گیلانی

جب آنکھ کھُلے گنبدِ خضرا پہ نظر ہو
ایسے ہی گزر جائے اگر عمرِ خضر ہو

ہر شام درِ شاہِ مدینہ پہ بسر ہو
ہر صبح یہی مطلعِ انوارِ سَحَر ہو

طیبہ کا سفرِ زیست میں سَو بار اگر ہو
اللہ کرے بارِ دِگر، بارِ دِگر ہو

اِک بار مُقدّر مجھے اُس شہر میں لے جائے
پھر وہ درِ رَحمت ہو، مرا دیدۂ تر ہو

اظہارِ تمنّا بھی ہو، اِظہارِ اَلم بھی
ہر سانس میں تکریم مگر مدِ نظر ہو

اُس لمحہ اَقدس کو دِل و جاں میں بسا لوں
جو اُن کے حضور، اُن کی اِرادت میں بسر ہو

اِک سائل بے نام ترے دَر پہ کھڑا ہے
اے رحمتِ کونین! عنایت کی نظر ہو

——— سیّد سلیم گیلانی

شاہاؐ ! نیاز و عجزِ گدایاں، قبول ہو
آقاؐ ! سلامِ حلقۂ بگوشاں، قبول ہو

الفاظ ساتھ چھوڑ گئے، گنگ ہوگئے
بے رَبطیٔ نَوائے پریشاں، قبول ہو

میں ایک واہمہ سہی اِس بزمِ قُدس میں
پھر بھی یہ حاضری شہِ شاہاںؐ، قبول ہو

شبنم سا ایک قطرۂ ناچیز ہُوں مگر
شوقِ جمالِ نیّرِ تاباں، قبول ہو

اِتنا کَرم تو مُجھ سے سمیٹا نہ جائے گا
یہ انفعالِ تنگیٔ داماں، قبول ہو

ساری دُعائیں سیلِ تجلّی میں بہہ گئیں
لرزاں اِک آشک ہے سرِ مژگاں، قبول ہو

رُخصت تو ہو رہا ہوں تریؐ بارگاہ سے
لُطفِ دِگر کی خواہشِ پنہاں، قبول ہو

—— سیّد سلیم گیلانی

تمام عمر اگرچہ کڑے سَفر میں رہی
نبیؐ کی ذاتِؐ گرامی مِری نظر میں رہی

سوادِ کفر نے کیا کیا سِتم کیے لیکن
گُہر کی آب گُہر میں جو تھی، گُہر میں رہی

تریؐ لگن ہی مِری زندگی کا ساماں ہے
اِسی سے طاقتِ پروازِ بال و پَر میں رہی

ترے حضور کبھی دِل کی آرزو آقاؐ
چھلک اُٹھی بھی تو آغوشِ چشمِ تَر میں رہی

ترِےؐ کَرم سے کھُلا مجھ پہ وہ درِ رَحمت
کہ جِس سے ایک تجلّی سی سارے گھر میں رہی

—— سیّد سلیم گیلانی

وہ اَشک جو پسِ دامانِ چشمِ تر ٹھہرے — مِرے کریمؐ کی نظروں میں مقتدر ٹھہرے

تمام عُمر رہے سیرِ چشم و مستغنی — جو اُنؐ کے رَوضے کے سائے میں لمحہ بھَر ٹھہرے

نسیمِ صُبح، یا مغرب کو لَوٹتا سورج — کوئی تو ہو، جو ہمارا بھی نامہ بَر ٹھہرے

جو بارگاہِ شہِؐ اِنس و جاں پہ لے جائے — وہ راہ کاش کبھی میری رہگزر ٹھہرے

دیارِ نُور کے جلووں کو دیکھنے کے لئے — حیاتِ خضر بھی پائیں، تو مختصر ٹھہرے

میں دِلفگار رہوں، یا قرار پا جاؤں — مُجھے غرض نہیں، جب آپؐ چارہ گر ٹھہرے

جو عُمر بھر بھی رہیں اُنؐ کے آستانے پر — تو شوق پھر بھی کہے گا کہ مختصر ٹھہرے

—— سیّد سلیم گیلانی

شہِ کونینؐ کا مُجھ پر یقیناً پھر کَرم ہو گا — جو بو آیا ہوں طیبہ میں، وہ اشکِ تَر بُلائیں گے

میں جب اُس دَر سے لَوٹوں گا، تو عالم اور ہی ہو گا — منازل چل کے آئیں گی، مہ و اَختر، بلائیں گے

کہاں میں، اور کہاں اُس بارگاہِ قُدس کے جلوے — مِری معراج ہو گی جب وہؐ اپنے گھر بُلائیں گے

مکینِؐ گُنبدِ خضرا کی رحمت پر بھروسا ہے — کہ وہؐ ہم عاصیوں کو بھی سرِ کوثر بُلائیں گے

وہ کیسا وقت ہو گا ناصحوں پر، نقطہ چینوں پر — شفاعت کو مُجھے جب شافعِؐ محشر بُلائیں گے

—— سیّد سلیم گیلانی

شوقِ نظارا مِرا، اِذنِ سَفر اُنؐ کا ہے — آہ میری ہے، مگر اِس میں اثر اُنؐ کا ہے
جھلملانے لگے اَشکوں میں دَر و بامِ حَرم — دیدۂ تَر پہ کرم، بارِ دِگر اُنؐ کا ہے
کیوں نہ مہکیں یہاں ہرلحظہ دُرودوں کے گُلاب — یہ ڈگر اُنؐ کی، نگر اُنؐ کا، یہ گھر اُنؐ کا ہے

—— سیّد سلیم گیلانی

دیارِ طیبہ، ترے قافلوں کا ساتھ رہے — درِ حبیبؐ، ترے راستوں کا ساتھ رہے
نفس نفس میں مہکتی رہے تری خوشبو — قدم قدم پہ تریؐ رحمتوں کا ساتھ رہے
عنایتوں کے مظاہر، عقیدتوں کے دُرود — تریؐ عطا کا، مِری طاعتوں کا ساتھ رہے
خطائیں میری علامت، عطا تریؐ پہچان — ترےؐ کَرم کا، مِری لغزشوں کا ساتھ رہے
مچل اُٹھے جو کبھی دِل دیارِ غُربت میں — تو خلوتوں میں تریؐ جلوتوں کا ساتھ رہے
عنایتوں کا تَوَاتر، نوازشوں کا نزول — الٰہی! لُطف کے اِن سلسلوں کا ساتھ رہے

—— سیّد سلیم گیلانی

کوئی آزُردہ نہ ہو، کوئی پریشاں نہ رہے — حشر تک رحمتِ کونینؐ کا دَر قائم ہے
ور اِک بار مجھے دَر پہ بُلا لو آقاؐ — آرزُوئے کرمِ بارِ دِگر قائم ہے

اِک تعلق ہے کہ کھینچے لئے جاتا ہے مجھے
سُوئے بطحا، کہ جہاں دِل کا نگر قائم ہے

—— سیّد سلیم گیلانی

جب بصارت کو بصیرت کا قرینہ آئے
تب نظر خاکِ مضافاتِ مدینہ آئے

آپؐ کی چشمِ عنایت ہو تو اے نورؐ مبینؐ
بحرِ ظلمات میں موجوں کا سفینہ آئے

زمزمِ عشق سے آنکھوں کا وضو لازم ہے
اِس سے پہلے کہ درِ شاہؐ مدینہ آئے

سامنے آیا ہے اِس شان سے مینارِ حَرم
جیسے افلاک پہ لے جانے کا زینہ آئے

پھر غُبارِ رہِ طیبہ سے جبیں روشن ہو
پھر وہ رُت، پھر وہ گھڑی، پھر وہ مہینہ آئے

شاہؐ شاہاں! مجھے پھر اِذنِ حضوری مل جائے
لذتِ صُبح ملے، لُطفِ شبینہ آئے

—— سیّد سلیم گیلانی

تڑپ رہا ہوں ترےؐ سنگِ آستاں کے لئے
کرم، کرم، کہ توؐ رحمت ہے دوجہاں کے لئے

توؐ رحمتوں کی بشارت ہے عاصیاں کے لئے
نسیمِ کوثر و تسنیم تشنگاں کے لئے

نبیؐ کا نام سُنا اور آنکھ بھر آئی
اِشارہ چاہیئے اب تو دِلِ تپاں کے لئے

اب اپنے قرب کا مجھ کو شرف عطا کیجئے
یہ دُوریاں تو قیامت ہیں قلب و جاں کے لئے

—— سیّد سلیم گیلانی

اِک مصطفیٰؐ کا نام ہے نامِ خدا کے بعد
پھر جس قدر بھی نام ہیں، سب مصطفیٰؐ کے بعد

وہ صدرِ آخرین ہیں رسالت کی بزم کے
صدر اور پھر نہ بن سکا صدر العلیٰ کے بعد

وح و قلم کا ایک ہی نقش جاوداں
ہر ابتداء سے پہلے ہے، ہر انتہا کے بعد

یفیؔ جبینِ شوق ہے اور اُن کا نقشِ پا
کیا اور چاہئے مجھے اُس نقشِ پا کے بعد

—— سید فیضیؔ

سہیلؔ اختر کے چند نعتیہ اشعار یقیناً قابلِ تحسین ہیں۔ (مؤلف)

عا میں آئے گا یونہی اَثر آہستہ آہستہ
شجر کو جیسے لگتا ہے ثمر آہستہ آہستہ

ظر آئے گا طیبہ کا نگر آہستہ آہستہ
کٹے گا زندگی بھر کا سَفر آہستہ آہستہ

بھی تو آبلہ پائی مقدر اپنا ٹھہرا ہے
کسی منزل پہ مہکے گی نظر آہستہ آہستہ

زل کی لوح کے اِسرارِ مخفی، صُورتِ قرآں
اُتر آئے سب اُسؐ کے قلب پر آہستہ آہستہ

ہیلؔ! اِک دِن مدینے سے بلاوا آئے گا تجھ کو
عقیدت رنگ لائے گی، مگر آہستہ آہستہ

—— سہیلؔ اختر (بہاولپور)

جن آنکھوں نے دیکھا ہے رسولِ عربیؐ کو ۔۔۔ جی جان سے اُن آنکھوں پہ مرتی ہیں یہ آنکھیں

بہتے ہیں جو دن رات غمِ عشقِ نبیؐ میں ۔۔۔ ایسے ہی تو اشکوں سے نکھرتی ہیں یہ آنکھیں

آنکھوں کو دُعا دیں گے سہیلؔ آپ نہ کیسے ۔۔۔ کشکولِ زیارت کو تو بھرتی ہیں یہ آنکھیں

—— سہیلؔ غازی پوری

چھائی ہوئی ہر سمت مصائب کی گھٹا ہے ۔۔۔ مسموم ہوائیں ہیں تو افسردہ فضا ہے

اَندھیر یہ کیسا ہے کہ محشر سا بپا ہے ۔۔۔ دُنیا کے ہر اک دَور سے یہ دَور نیا ہے

"اے خاصۂ خاصان رسولؐ! وقت دُعا ہے ۔۔۔ اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے"

اَفلاس کے، اِدبار کے، نکبت کے یہ دن ہیں ۔۔۔ عُسرت کے، فلاکت کے، مصیبت کے یہ دن ہیں

آفت کے، صعوبت کے، قیامت کے یہ دن ہیں ۔۔۔ کس مُنہ سے کہیں ہم کہ مسرت کے یہ دن ہیں

"اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ! وقتِ دُعا ہے ۔۔۔ اُمت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے"

—— شادؔ زیبائی بنگلوری

دمِ اخیر اُٹھائے قضا مدینے سے ۔۔۔ ہمارے حق میں ہو یہ فیصلہ مدینے سے

سرِ نیاز کو وقفِ سجود کر دُوں گا ۔۔۔ کبھی پڑا جو مرا واسطہ مدینے سے

نِگاہِ لُطف ذرا شاؔد پر بھی اے آقاؐ!   سُنا ہے، جس نے جو مانگا، مِلا مدینے سے

—— شاؔد قادری بدایونی

میرے سَر کو دَر وہ نصیب ہے، جہاں رَحمتوں کا نزول ہے

میری چشمِ نَم پہ کَرم ہوا، یہ عطائے حبِ رسولؐ ہے

میری زِندگی، میری بندگی، اِسی کیفیت سے ہے بہرہ وَر

میرے لَب پہ ذِکرِ رسولؐ ہے، میرے دِل میں یادِ رسولؐ ہے

میرے ہمدمو! میرے ساتھیو! مُجھے ساتھ لے کے وہاں چلو!

جہاں ٹھوکروں میں ہیں منزلیں، جہاں سنگ بھی ہے، تو پھُول ہے

مَیں فقط اُنہیؐ سے طلَب کروں، وہؐ طلَب سے بڑھ کے عطا کریں

یہ مِرے مزاج کی بات ہے، وہ سخیؐ کے دَر کا اصول ہے

—— شاؔہ نواز مرزا

جواں سال شاہد کوثری اُبھرتے ہوئے نعت گو شاعر ہیں۔ قلب و دماغ میں محبتِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک دریا تھامے بیٹھے ہیں۔ نعت کہتے وقت بعض دفعہ اتنا بلند چلے جاتے ہیں کہ اُنہیں دیکھنے اور واہ کہنے کے لئے پگڑی پر ہاتھ رکھنا پڑتا ہے۔ جس راہ پر گامزن ہیں گمانِ غالب ہے کہ رفعتوں کے مقام پر پہنچیں گے اور نعت گو شاعر کے طور پر سند سمجھے جائیں گے۔ خدا تعالیٰ نظرِبد سے

محفوظ رکھے اور وہ بلاروک ٹوک عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منازل قدم بہ قدم طے کرتے چلے جائیں۔ (آمین)

—— مؤلف

کون و مکاں میں توؐ ہی بڑا ہے خدا کے بعد
درکار کچھ نہیں مجھے تیریؐ رضا کے بعد

آیا دُعا میں نام جو خیرالانامؐ کا
تاثیر مُسکرا اُٹھی حرفِ دُعا کے بعد

پہنچے جہاں حضورؐ، وہاں روشنی گئی
شاہدؔ ہے غارِ ثور بھی، غارِ حرا کے بعد

کر دوں نثار دینِ محمدؐ پہ کوثریؔ
گر اور زندگی ملے مجھ کو قضا کے بعد

—— شاہد کوثریؔ

اُسی پہ بزمِ ہست و بود کے اِسرار کُھلتے ہیں
ترےؐ دَر سے مِلی جس کو بصیرت، روشنی، آنکھیں

مدینے سے مُجھے جس وقت حکمِ واپسی آیا
مَیں خود تو چل پڑا، لیکن وہیں پر چھوڑ دیں آنکھیں

اِسی خاطر مَیں آقاؐ، روزِ محشر سے نہیں ڈرتا
کہ ہوں گی رُوبرو اُس دن تراؐ چہرہ، مری آنکھیں

جو روز و شب جمالِ مُصطفےٰؐ سے فیض پاتی تھیں
بہت ہی خوش مقدر تھیں وہ شاہدؔ کوثری، آنکھیں

—— شاہد کوثری

تقسیم سے قبل دہلی سے نکلنے والے رسالے "دین و دُنیا" سے شرف کی اس عمدہ نعت کا کھوج

لگانے میں راجہ رشید محمود مدیرِ نعت لاہور کی سعی قابلِ ستائش ہے۔

——— مؤلف

ترپ جاتا ہے دِل جس دم مدینہ یاد آتا ہے — کِسیؐ کے سبز گنبد کا نظارہ یاد آتا ہے

فِضائے دشت و صحرا بھی، کبھی جاتی ہے آنکھوں میں — وہ جلوہ دامنِ کوہِ اُحد کا یاد آتا ہے

ہے عثمانِؓ غنی کا فیض کیسا آج تک جاری — بھر آتا ہے یہ دِل، جب بئرِ رُومہ یاد آتا ہے

اثر آتی ہے صُورت آنکھ میں خمسہ مساجد کی — وہ میداں قبلتینِ پاک کا کیا یاد آتا ہے

وہ مسجد، جس کے اندر جلوہ فرما فخرِ عالم ہیں — مجھے فرقت میں اُس کا گوشہ گوشہ یاد آتا ہے

کبھی ہیں عرش پر نظریں، کبھی ہیں خُلد میں آنکھیں — وہ منبر یاد آتا ہے، وہ روضہ یاد آتا ہے

حجاب اُٹھ جائیں اب تو میری چشمِ شوق سے یارب! — وہ جالی یاد آتی ہے، وہ پردہ یاد آتا ہے

وہ رونق شہر کی، وہ زائروں کا رات دِن مجمع — دِکھا دے پھر الٰہی! وہ زمانہ یاد آتا ہے

بقیعِ پاک میں ہے کون کون آسودہ، کیا کہیے — مجھے اِک اِک لحد، ایک ایک قبّہ یاد آتا ہے

وہیں کی مجھ کو مٹی کرکے چمکانا، مرے مولا! — کہ اُس خاکِ زمیں کا ذرہ ذرہ یاد آتا ہے

——— شرفؔ

شفاعت ترنم کی حسرت انگیز آرزوؤں میں تمناؤں کا اِک جہان پنہاں ہے۔ عشقِ رسولؐ کے اظہار کا یہ انداز بے حد پسند آیا۔

——— مؤلف

اگر روضہ نبیؐ کا دیکھ پاتے اپنی آنکھوں سے
تو ہم اُجڑے ہوئے دِل کو بساتے اپنی آنکھوں سے

پہنچ جاتے کسی صُورت اگر دربارِ مولیٰؐ میں
تو جو کچھ دِل میں ہے، وہ کر دِکھاتے اپنی آنکھوں سے

جو وہؐ ہوتے کرم فرما، جو وہؐ تشریف لے آتے
بٹھاتے دِل کے پردے میں، چھپاتے اپنی آنکھوں سے

دمِ آخر کسی صورت نظر اُنؐ پر جو پڑ جاتی
تو اپنی عاقبت ہم خود بناتے اپنی آنکھوں سے

حضوری میں بلاتے وہؐ، تو ہوتے سر کے بَل حاضر
ہر اِک نقشِ قدم پر، بچھتے جاتے اپنی آنکھوں سے

شبِ اسریٰ یہی پیغام تو جبرئیلؑ لائے تھے
"ذرا آتے، ہمیں تو دیکھ جاتے اپنی آنکھوں سے"

خدا کرتا، کہ رستے میں مدینے کے پڑے رہتے
قدم ہر ایک زائر کے لگاتے اپنی آنکھوں سے

خدا سا میزباں اُنؐ کا، وہ اُنؐ سا میہماں حق کا
نہ کیوں رُوح الامیںؑ آکر جگاتے اپنی آنکھوں سے

جبینِ شوق کے سجدوں سے راہ طیبہ طے کرتے
سمجھتے خاک کو سُرمہ، لگاتے اپنی آنکھوں میں سے

—— شفاعت ترنم دیوبندی

بشارتیں ہیں کہ فیضانِ جستجوئے رسولؐ
کلی کلی سے مجھے آ رہی ہے بُوئے رسولؐ

لگی ہوئی ہے لگن مجھ کو ارضِ بطحا کی
بسی ہوئی ہے مرے دل میں آرزوئے رسولؐ

یہی تو ایک وَسیلہ ہے میری بخشش کا
نگاہِ شوق ہو محوِ طوافِ کُوئے رسولؐ

میری نظر میں خرد کی نہیں کوئی توقیر
جنونِ شوق مجھے لے چلا ہے سُوئے رسولؐ

اِسے تو ختمِ نبوت کا معجزہ کہئے
حدیث بن گئی دُنیا میں گفتگوئے رسولؐ

ریاضِ دہر میں بے چین بُوئے گُل ہے شفیقؔ
نہ جانے رنگِ جنوں ہے، کہ جستجوئے رسولؐ

—— شفیق کوٹی

تمنا ہے کہ مرتے وقت بھی ہم مسکراتے ہوں
زباں پر یا محمدؐ ہو، جب اِس دُنیا سے جاتے ہوں

بنے اے کاش! اُس دم سازِ ہستی آخری ہچکی
فرشتے نغمۂ صلِّ علیٰ جب گنگناتے ہوں

مزا جب ہے کہ ہم دیوانہ وار اُن کی طرف جائیں
اِشاروں سے شہہؐ ہر دو سرا ہم کو بُلاتے ہوں

سکُوں کی ساعتوں میں کون اُن کو بھول سکتا ہے
دمِ مُشکل جو ہر اِک بے نوا کے کام آتے ہوں

بیاں ہو کیا شکیلؔ، اُس بزمِ دِل کی جلوہ سامانی
حبیبِ کبریاؐ جِس بزم میں تشریف لاتے ہوں

—— شکیلؔ بدایوانی

ہم ہیں تیرےؐ الطاف کی دولت کے خریدار
یا سیّد الابرارؐ

ہے ذات تریؐ باعثِ تخلیقِ دو عالم
اے عظمتِ آدم

جُھکتے ہیں ترےؐ دَر پہ جہانگیر و جہاندار
یا سیّد الابرارؐ

ہو کیوں نہ تریؐ حلقہ بگوشی پہ ہمیں ناز
کچُھ کم ہے یہ اعزاز

ہے تیرےؐ سِوا کون فقیروں کا طرفدار
یا سیّد الابرارؐ

عاجز ہُوں، مگر تیریؐ طرف دیکھ رہا ہُوں
خاکِ کفِ پا ہُوں

کونین کی دولت ہے ترا سایۂ دیوار یا سیّد الابرارؐ

—— آغا شورشؔ کاشمیری

ہم ہیں تصورات کی جنت لئے ہوئے — آنکھیں ہیں بند، جلوۂ رحمت لئے ہوئے

پہنچے ہُوئے ہیں آج دیارِ حبیب میں — اِس بختِ نارسا کی شکایت لئے ہوئے

دیوانہ وار آ ہی گیا اُنؐ کی بزم میں — اِک رُوسیا حسرتِ طاعت لئے ہوئے

احساس عطرے بیز ہے، عنبر فشاں خیال — بیٹھے ہیں ہم مدینے کی نکہت لئے ہوئے

جیسے کہ سامنے متبسم حضورؐ ہیں — اَور ہم ہیں ایک اشکِ ندامت لئے ہوئے

یا رَب! کھُلے نہ آنکھ، کہ بیٹھے ہوئے ہیں ہم — پیشِ نظر جمالِ امانتؐ لئے ہوئے

جیسے بھی کچھ ہے، آپؐ کا ہے، آپؐ کے سپُرد — آیا ہے اپنے آپ کو شوکتؔ لئے ہوئے

—— شوکتؔ تھانوی

حرا کے بعد، مدینہ مرا حوالہ ہے — سَفر سَفر یہ قرینہ، مرا حوالہ ہے

مدینہ عرش کا زِینہ ہے، اہلِ دِل کے لئے — مدینہ، عرش کا زینہ، مرا حوالہ ہے

قیامِ وادیِ طائف، مقامِ بدر و قبا — قدم قدم یہ خزینہ، مرا حوالہ ہے

عطا ہوا ہے کلامِ خدا کا نُور مجھے — صفا و مروہ کا سینہ، مرا حوالہ ہے

—— شوکتؔ ہاشمی

شوکت ہاشمی نے یہ نعت اچھوتے انداز میں کس خلوص و عقیدت سے کہی ہے۔ ـــــ مؤلف

ب نظر کو سایۂ اِسم محمدؐ چاہئے ہر بشر کو سایۂ اِسمِ محمدؐ چاہئے

مر بھر بھی سایۂ اِسمِ محمدؐ میں رہوں عمر بھر کو سایۂ اِسمِ محمدؐ چاہئے

زندگی کا یہ سفر دُشوار ہو سکتا نہیں اِس سفر کو سایۂ اِسمِ محمدؐ چاہئے

ں طوافِ کعبہ میں بھی یہ دُعا کرتا رہا بے ہنر کو سایۂ اِسمِ محمدؐ چاہئے

سایۂ اِسم محمدؐ ڈھونڈتا پھرتا ہے دِل ۔ دَر بدَر کو سایۂ اِسمِ محمدؐ چاہئے

ـــــ شوکت ہاشمی

مِ صبح حُسنِ کلام، اللہ اللہ! محمدؐ کا لَب پر ہے نام، اللہ اللہ!

۔ فرطِ عقیدت، پیام، اللہ اللہ! دُرود اللہ اللہ! سلام، اللہ اللہ!

شفاعت کا وعدہ، ہدایت کا ذِمّہ کرم ہائے خیرالانامؐ اللہ اللہ!

ں صَف بستہ سارے نبیؑ بہرِ تعظیم حبیبِ خدا کا مقام، اللہ اللہ!

ـــــ شہاب دہلوی

میرے سرکارؐ بدرالدجیٰ آپؐ ہیں، میرے سرکارؐ شمس الضحیٰ آپؐ ہیں
ظلمتوں سے بچایا ہے جس نے ہمیں، دینِ حق کی قسم، وہ ضیا آپؐ ہیں

بزمِ کونین کی اے حبیبؐ خدا، اِبتدا آپؐ ہیں، انتہا آپؐ ہیں
دونوں عالم کی نظریں ہیں بس آپؐ پر، دونوں عالم کے مشکل کُشا آپؐ ہیں

آپؐ ہی سے نبوت کی ہے ابتداء، آپؐ ہی پر نبوت کی ہے انتہا
یا نبیؐ، اشرف الانبیاء آپؐ ہیں، یا نبیؐ، خاتم الانبیاء آپؐ ہیں

کیا بشر سے بیاں وصف ہو آپؐ کا، جب کتابِ الٰہی میں یہ ہے لکھا
بالاتر سب سے بعد ازخدا آپؐ ہیں، عقل حیرت میں ہے جانے کیا آپؐ ہیں

آپؐ کے کیوں نہ خادم ہوں جن و بشر، آپؐ پر کیوں نہ شیدا ہوں شمس و قمر
آپؐ کو حق نے بخشی ہے وہ روشنی، دونوں عالم میں جلوہ نما آپؐ ہیں

میرے عیبوں کی حد فخرِؐ عالم نہیں، میں بُروں سے بھی تقصیر میں کم نہیں
فردِ عصیاں کا پھر بھی مجھے غم نہیں، میرے حامی بروزِ جزا آپؐ ہیں

آپؐ کے دم سے ایماں کی ہے روشنی، آپؐ سے پائی اِسلام نے زندگی
آپؐ کی دید، دیدارِ معبود ہے، حق تو یہ ہے کہ نُورِ خدا آپؐ ہیں

آپؐ کی یاد ہے قلب میں ہر گھڑی، آپؐ کی یاد سے اُس کی ہے زندگی
لب پہ شیداؔ کے ہے تذکرہ آپؐ کا، دِل میں شیداؔ کے جلوہ نما آپؐ ہیں

—— شیداؔ بریلوی وارثی

ہے ترا قول و عمل، اِک مستقل درسِ حیات
اُسوۂ روشن ترا، ہر رہنما کا رہنما

اے کفیلِ بے کساں! اے چارۂ بے چارگاں
بیکس و بیچارہ ہوں، سُن لے خدارا اِلتجا

زندگی جس کی سراپا درد ہو تیرے بغیر
قِصّہ جانِ حزیں کِس سے کہے تیرے سوا

تُو غریبوں کا ہے والی! عاجزوں کا دستگیر!
درد مندوں کا سہارا! ڈوبتوں کا ناخدا!

جان و دِل تجھ پہ تصدّق! ہو اِدھر بھی اِک نِگاہ!
ترمذیؔ بیچارہ بھی ہے درد و غم میں مبتلا

—— سید شیر محمد ترمذیؔ

نہ ہو ذکر مبارک آپؐ کا وردِ زباں کیوں کر
مَیں ہُوں روزِ اَزل سے عاشقِ شیدا محمدؐ کا

فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے، تو کہہ دُوں گا
کہ ہُوں بندہ خدا کا، اَور ہوں شیدا محمد کا

خدایا! جب مری اِس قالبِ خاکی سے جاں نِکلے
زباں پر اِس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا

خدا بھی حشر میں پُوچھے گا گر، عاشق تُو کِس کا ہے
تو کہہ دوں گا، محمدؐ کا، محمدؐ کا، محمدؐ کا

—— شیفتہؔ دہلوی

آپؐ کے عشق نے جس کو اپنا لیا، آپؐ کی آرزو میں جو کام آ گیا
اُس کو اِک مستقل زندگی مل گئی، اس کو لطفِ بقائے دوام آ گیا

خلوت عرش سے فرش پر آج وہ انبیاءؑ و رُسلؑ کا امام آ گیا
جس کے قبضہ میں کل کائنات آ گئی، جس کے زیرِ نگیں ہر نظام آ گیا

ہاں سنبھل جوشِ شوقِ زیارت سنبھل، شرط پاسِ ادب ہے نہ اے دل مچل
سبز گنبد کے جلووں نے مژدہ دیا، دیکھ نزدیک بابُ السلام آ گیا

فرض تصدیق و تعمیل فرمانِ ربّ، آرزو کا تقاضا وفورِ ادب
جب کسی نے ترا نامِ نامی لیا، میرے لب پر درود و سلام آ گیا

وہ کہاں اور توصیفِ خیر البشرؐ، وہ کہاں اور نعتِ شہہؐ مرسلیں
یہ سعادت بھی اپنی جگہ کم نہیں مدح خوانوں میں شیوؔا کا نام آ گیا

—— شیوؔا بریلوی

جب زباں پہ شہہؐ لولاک کا نام آتا ہے ہر نفس لب پہ بہ عنوانِ سلام آتا ہے
ناز کرتا ہے وہ تقدیر پہ اپنی کیا کیا جس کے حصے میں مدینہ کا قیام آتا ہے
اُنؐ کی رحمت کا تقاضا ہے کہ ہو مجھ پہ کرم میری مجبوری کا عالم مرے کام آتا ہے
رُوح بڑھتی ہے کہ بڑھتا ہے تیری ذات سے ربط جان آتی ہے کہ لب پہ تراؐ نام آتا ہے

—— شیوؔا بریلوی

یہی درد زندگی ہے اسی درد میں مزا ہے ترا نام جب لیا ہے، مرا دل تڑپ اٹھا ہے

کوئی شاہکارِ قدرت جسے ہر شرف ملا ہے
نہ کبھی ترےؐ سوا تھا نہ کہیں ترےؐ سوا ہے

سرِ حشر اپنا کہہ کر مری لاج رکھنے والے
تریؐ رحمتوں کے صدقے یہ کرم نہیں تو کیا ہے

ہو رفیق لطف جس کا تو پھر اس کا ذکر ہی کیا
مجھے درد دینے والے تراؐ غم بھی جانفزا ہے

انہیں دے سکے جو دعوت مرے حال پر کرم کر
اُسی غم کی آرزو ہے وہی دردِ مدعا ہے

—— شیواؔ بریلوی

سرِ حشر عافیت کا کوئی آسرا نہیں ہے
جو شریکِ حالِ مجرم، کرم آپؐ کا نہیں ہے

تری قدرتوں میں شک ہے جنہیں اے شہہؐ مدینہ
اُنہیں دل سے اعترافِ کرمِ خدا نہیں ہے

جو ہریف پیروی ہوں اُنہیں گمرہی مبارک
ترے نقشِ پا سے بڑھ کر کوئی راستہ نہیں ہے

مرے حال پر خدارا نگہِ کرم ہو شاہاؐ!
میں گدائے بے نوا ہوں ترے پاس کیا نہیں ہے

وہ بلالؓ ہوں کہ بُوذرؓ، وہ اویسؓ ہوں کہ سلمانؓ
ترے مبتلائے غم کو غمِ ابتلا نہیں ہے

—— شیواؔ بریلوی

سناؤں حالِ دِل کِس کو، دِکھاؤں زخمِ دِل کِس کو
کوئی مونس نہ ہے ہمدم، اَغثنی یارسولؐ اللہ

مدینے میں طلب فرمایئے، بہرِ خدا مُجھ کو
نہیں ہے تابِ ضبطِ غم، اَغثنی یارسولؐ اللہ!

دلِ محزوں ہے ہر دَم، وقفِ کیفِ دُوریِ طیبہ
رہے یہ دَرد و غم پیہم، اَغثنی یا رسولؐ اللہ!

تمہارےؐ نعت گو صابرؔ براری کی یہ حسرت ہے   درِ اَقدس پہ ٹُوٹے دم، اَغثنی یارسولؐ اللہ!

—— صابرؔ براری

صابرؔ سنبھلی نے سادہ مگر پُرکیف نعت کہی ہے، اُس کی آرزو سے ہم آہنگ ہو جانے کے لئے دِل مچل رہا ہے۔

—— مؤلف

نامِ احمدؐ زباں سے نِکلتا رہے   بس اِسی ذِکر سے دِل بہلتا رہے
کتنی پیاری ہے دِیوانے کی آرزو   اُنؐ کا دامن پکڑ کر مچلتا رہے
ایسی دِیوانگی دے مجھے، یا خدا!   مُنہ سے نامِ محمدؐ نِکلتا رہے
آپؐ کے دَر پہ پھیلاؤں دستِ طلب   اور اِسی بھیک سے کام چلتا رہے
اُنؐ کا دامن مِرے ہاتھ میں آگیا   کروٹیں اب زمانہ بدلتا رہے
آپؐ کے دَر کا کُتا ہے صابرؔ، حضورؐ!   آپؐ کے دَر کے ٹکڑوں پہ پلتا رہے!

—— صابرؔ سنبھلی (مراد آباد)

شرحِ منشائے حق، اُسؐ کا کردار ہے   حق کا میزان ہے، حق کا معیار ہے
عقل کی، عِلم کی، عشق کی اِنتہا   سنگریزے بھی کرتے ہیں جِسؐ کی ثنا

سب سے بَرتر بھی ہے، سب سے افضل بھی ہے　　سب سے اجمل بھی، کامل بھی، اَکمل بھی ہے
میری پلکوں پہ اشکِ رَواں دیکھ لو　　اور اَشکوں میں اُس ؐ کو نہاں دیکھ لو
لوگ کیوں کہہ رہے ہیں، مدینے میں ہے　　میری آنکھوں میں ہے، میرے سِینے میں ہے

—— صادق نسیمؔ

جو چاہو، سزا دینا، محبوبؐ کے دربانو　　اِک بار تو جالی کو آنکھوں سے لگانے دو
اشکوں سے لڑی کوئی، اب ٹوٹنے نہ پائے　　آقاؐ کے لئے مجھ کو کچھ ہار بنانے دو
آقاؐ کے لئے ایسے الفاظ کہاں صائمؔ　　اشکوں کی زُبانی ہی اِک نعت سُنانے دو

—— صائمؔ چشتی

کملی والےؐ، میں قُرباں تریؐ شان پر، سب کی بگڑی بنانا تراؐ کام ہے
ٹھوکریں کھا کے گرنا مِرا کام ہے، ہر قدم پر اُٹھانا تراؐ کام ہے
ساقیا! جان قُرباں ترےؐ جام پر، ہو نگاہِ کرم اپنے خدام پر
چھوڑ دی ہم نے کشتی ترےؐ نام پر، اب کنارے لگانا تراؐ کام ہے
توؐ نے قطروں کو دیکھا، گُہر کر دیا، توؐ نے ذروں کو دیکھا تو زَر کر دیا
توؐ نے حبشیؓ کو رشکِ قمر کر دیا، اُلٹا سُورج پھرانا تراؐ کام ہے
پُوری سرکارؐ سب کی تمنا کرو، ہر بھکاری کی داتا جی جھولی بھرو

دُور طیبہ سے روتے، تڑپتے ہیں جو، اُنؐ کو دَر پر بُلانا ترا کام ہے
کِس سے جا کر شہاؐ، دِل کی حالت کہے، کِس سے جا کر یہ فریاد صائمؔ کرے
تیریؐ نعتیں سُنانا مِرا کام ہے، مِرے غم کو مٹانا ترا کام ہے
—— صائمؔ چشتی

اِس طرح ہستی کا قصہ پاک ہو ہم ہوں اور کُوئے نبیؐ کی خاک ہو
غایت ارضِ مدینہ تھی یہی ایک جنت بھی تہہ افلاک ہو
میری بگڑی بھی بنا دو لُطف سے تمؐ تو آقاؐ، سرورِؐ لولاک ہو
جان دیں گے ہم تو پڑھ پڑھ کے دُرُود موت چاہے جتنی ہیبت ناک ہو
بحرِ اوصافِ نبیؐ کی تہہ نہیں ڈُوب کر دیکھو، اگر تیراک ہو
—— صباؔ اکبر آبادی

ذِکر احمدؐ کے سِوا دِل کا سکُوں، ناممکن نام دُنیا میں کِسی اَور کا لُوں، ناممکن
گھر سے جب جاؤں، سوئے دشتِ مدینہ جاؤں اَور لے جائے کہیں شوقِ جنوں، ناممکن
میری منزل تو ہمیشہ سے مدینہ ہے صباؔ رُخ کِسی اور طرف کر کے چلوں، ناممکن
—— صباؔ

اللہ اللہ! وہ اِک نُورِ مبیں کی معراج
جسم کی، رُوح کی، عرفان و یقیں کی معراج

تیریؐ معراج بنی اہلِ زمیں کی معراج
عقل کی، ہوش کی، ایمان و یقیں کی معراج

اُم ہانی کے مکاں، تجھ پہ اَبد تک ہوں سلام
سب کی معراج ہے اِک تیرے مکیں کی معراج

تھم گیا وقت، رُکی کون و مکاں کی گردش
دیکھ اے چرخ! یہ ہے حجرہ نشیں کی معراج

عرش والوں میں ابھی تک ہے یہی ذِکر صَبا
قابَ قوسین ہے اِک فرش نشین کی معراج

—— صبا متھراوی

صبیح رحمانی کے بیان میں تازگی ہے۔ اَفراط و تفریط سے آزاد ہے۔ لَب و لہجہ جدید ہے۔ جذبوں کی سچّائی ہے۔ تُو، تیرا، اور تُم کی ضمیروں سے اجتناب کیا گیا ہے۔ دامنِ کَرم سے وابستگی کا اظہار خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ اشعار میں عقیدت و مودّت، سادگی و شائستگی، اور کشش و جاذبیت نمایاں ہے، اور سوز و تاثیر سے مزیّن حاضری و حضوری کی تمنّا اور کیفیات، نعت کا بڑا موضوع ہیں۔

—— مؤلف

کوئی مثلِ مُصطفیٰؐ کا، کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا
کِسی اور کا یہ رُتبہ، کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

اُنہیںؐ خلق کرکے نازاں، ہوا خود ہی دستِ قُدرت
کوئی شاہکار ایسا، کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

یرے طاقِ جاں میں نِسبت کے چراغ جل رہے ہیں
مُجھے خوف تیرگی کا، کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

رے دامنِ طلب کو، ہے اُنہیؐ کے دَر سے نسبت
کہیں اور سے یہ رِشتہ، کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

سرحشر، اُن ؐ کی رحمت کا صبیحؔ، میں ہوں طالب ۔۔۔ مجھے کچھ عمل کا دعویٰ، کبھی تھا، نہ ہے، نہ ہوگا

ـــــ صبیحؔ رحمانی

دِل میں روشن کئے ثناء کے چراغ ۔۔۔ تیرگی دُور کی، جلا کے چراغ

اب کوئی راہبر نہیں درکار ۔۔۔ بل گئے اُن ؐ کے نقشِ پا کے چراغ

اُن ؐ کے اصحابؓ و اہلِ بیتؓ کی خیر ۔۔۔ یہؓ ستارے ہیں، وہؓ وفا کے چراغ

عمر بھر میرے ساتھ رہے ۔۔۔ حمدِ ربّ، نعتِ مُصطفیٰؐ کے چراغ

ـــــ صبیحؔ رحمانی (کراچی)

ختم ہونے ہی کو ہے، دربدری کا موسم ۔۔۔ جلد دیکھوں گا میں شہرِ نبویؐ کا موسم

فرش پر عرش کے حالات سُنائے ہم کو ۔۔۔ اُن ؐ کے آنے سے گیا، بے خبری کا موسم

آپ ؐ نے آکے بتائے ہیں بصیرت کے رَموز ۔۔۔ آپ ؐ سے سب کو مِلا، خوش نگہی کا موسم

اُن ؐ کی نسبت سے دُعاؤں کا شجر سبز ہوا ۔۔۔ ورنہ ٹلتا ہی نہ تھا، بے ثمری کا موسم

گُنبدِ سبز کو چُوما، تو نظر نے پایا ۔۔۔ حق شناسی کا ثمر، دیدہ وَری کا موسم

تنگ دامانی پہ شرمندہ ہوں اپنی ہی صبیحؔ ۔۔۔ دین میں اُن ؐ کی، کہاں ورنہ کمی کا موسم

ـــــ صبیحؔ رحمانی

تمنا ہے، کہ ہو وہ نامِ نامیؐ، آپؐ کا آقاؐ
میں جو لفظ آخری بولوں، میں جو لفظ آخری لکھوں

قلم کی پیاس بجھتی ہی نہیں مدحِ محمدؐ میں
میں کن لفظوں میں اپنا اعترافِ تشنگی لکھوں

جبینِ وقت پر، حسان و جامی کی طرح چمکوں
صبیحؔ! اُن کی غلامی کو متاعِ زندگی لکھوں

—— صبیحؔ رحمانی

نظر کے ریگزاروں کو، متاعِ نقشِ پا دے دو
میں ہوں تاریک راہوں میں، اُجالوں کا پتہ دے دو

اِس عہدِ جبر میں، ہر سُو محبّت کی اَذاں گونجے
ہمیں ایسی دُعا، پھر، اے حبیبِ کبریا دے دو

جہالت کے اندھیروں کی فصیلیں جس سے گر جائیں
مرے ہاتھوں کو ایسا علم کا روشن دِیا دے دو

پھرے ہیں دَربدر، اے رحمتِ عالمؐ! کرم کردو!
سمیٹو قرب کی چادر میں، قدموں میں جگہ دے دو!

سُنا ہے، دامنِ عصیاں کو دھو دیتے ہیں آنسو بھی
مری آنکھوں کو بھی، اِک چشمۂ آبِ بقا دے دو!

—— صبیحؔ رحمانی

ذرّے بھی اُس کو دیدۂ بینا کی روشنی
ہاتھ آئے جس کو، اُنؐ کے کفِ پا کی روشنی

صرفِ ایک شہرِ طیبہ ہی مرکز نہیں کوئی
جنت میں بھی ہے گنبدِ خضرا کی روشنی

کیسے نہ آپؐ نزع میں جلوے دکھائیں گے
بیمار کا تو حق ہے مسیحا کی روشنی

تاریکیِ لحد، اُسے کیا چیز ہے صبیحؔ! — جس قلب میں ہو، شمعِ سراپا کی روشنی

—— صبیحؔ رحمانی

خدا ہی جانے، ہمیں کیا خبر، کہ کب سے ہے — جو اُنؐ کے ذِکر کا رِشتہ، ہمارے لَب سے ہے

نہ اُنؐ سے پہلے کوئی تھا، نہ اُنؐ کے بعد کوئی — جدا جہاں میں نبیؐ کا مقام سب سے ہے

ہو دِل کا نور، نِگاہوں کا نُور، عِلم کا نُور — ہر ایک نُور کی نِسبت، مہِؐ عرب سے ہے

—— صبیحؔ رحمانی

حضورؐ! ایسا کوئی انتظام ہو جائے — سلام کے لئے حاضر غلام ہو جائے

میں صرفِ دیکھ لوں اِک بار صبحِ طیبہ کو — بلا سے پھر مِری دُنیا میں شام ہو جائے

تجلیات سے بھر لوں میں اپنا کاسۂ جاں — کبھی جو اُنؐ کی گلی میں قیام ہو جائے

حضورؐ! آپؐ جو سُن لیں، تو بات بن جائے — حضورؐ! آپؐ جو کہہ دیں تو کام ہو جائے

—— صبیحؔ رحمانی

یہ سب تیرا کرم، تیری عطا ہے — کہ اِنساں اپنے قدموں پہ کھڑا ہے

زمانہ گھٹ کے مر جاتا کبھی کا — مگر وُہ ایک دروازہ کھُلا ہے

نہ کیوں پلکوں سے چُن لُوں خاکِ یثرب   کہ اس کا ذرہ ذرہ کیمیا ہے

—— سید ضمیر جعفری

آنکھوں میں نہاں ہیں جو مناجات، وہ تُم ہو   جس سمت سفر میں ہے مِری ذات، وہ تُم ہو

باقی تو اندھیرے ہی محیط دِل و جاں ہیں   مہرومہ و انجم ہیں جو لمحات، وہ تُم ہو

دُکھ حد سے جو گذرا، تو کھُلا دل پہ، کہ یوں بھی   درپردہ ہے جو مدارات، وہ تُم ہو

ہاں، مجھ پر ستم بھی ہیں بہت وقت کے، لیکن   کچھ وقت کی ہیں مجھ پہ عنایات، وہ تُم ہو

—— ضیا جالندھری

کون تھا صبحِ اَزل پردہ بر اندازِ جمال   کس کا جلوہ تھا پسِ آئینہ، تیرا، تیرا

تُو ہے وہ ساقی تسنیم و طہور و کوثر   مستِ صہبائے اَزل ہے جو ہے پیاسا تیرا

ہے رفعنالک ذکرک کی یہ تفسیر منیر   ذکر ہے رفعتِ افلاک سے اُونچا تیرا

بزمِ ایجاد سجائی گئی تیری خاطر   سب یہ آرائش کونین ہے صدقہ تیرا

—— ضیاء القادری بدایوانی

جس نے چمن شاہؐ رسولاں نہیں دیکھا   اُس نے بخدا گلشنِ رضواں نہیں دیکھا

یہ بابِ کَرم آپ کا وہ بابِ کَرم ہے   خالی کبھی محتاج کا داماں نہیں دیکھا

خیرالبشرؐ و ختمِ رسلؐ تم بخدا ہو   کونین میں تم سا کوئی انساں نہیں دیکھا

سودا ہے جسے گیسوئے محبوبِ خدا کا   اُس کو دمِ مشکل بھی پریشان نہیں دیکھا

ہے آپؐ کے انوار سے ہر سینہ مدینہ   کس دل میں حضورؐ! آپؐ کو مہماں نہیں دیکھا

—— ضیاء القادری بدایونی

مجھے لے تو چل جانبِ کعبہ زائرا! میں ہر پھر کے تیرے قدم چوم لوں گا

غلافِ حرم سے کبھی رُخ ملوں گا، کبھی سنگِ بابِ حرم چوم لوں گا

مدینہ پہ صدقے مرے دین و ایماں، مدینہ پہ سو جان سے ہوں میں قرباں

مدینہ میں زائر مجھے جو ملے گا، ادب سے میں اُس کے قدم چوم لوں گا

مری زندگی وقفِ نعتِ نبیؐ ہے، کہوں کیا کیا کیف، کیا بے خودی ہے

ثنائے رُخِ مصطفیٰؐ لکھتے لکھتے، لبوں سے زبان قلم چوم لوں گا

بہشت عقیدت ہے روضہ نبیؐ کا، تقاضا یہی ہے مری بے خودی کا

اُٹھاؤں گا سر تو نہ چوکھٹ سے اُن کی، درِ مصطفیٰؐ دم بدم چوم لوں گا

مدینہ پہنچ کر ہے مرنے کی حسرت، وہاں جاں مری ہو گی، جب تن سے رُخصت

دمِ جاں کنی اے ضیاءؔ بے خودی میں، درِپاک شاہِؐ اُمم چوم لوں گا

—— ضیاء القادری بدایونی

بخدا کوئی باخدا نہ ہوا — دل میں گر عشقِ مصطفٰےؐ نہ ہوا
بزمِ کونین میں سوائے حضورؐ — کوئی محبوب کبریا نہ ہوا
انبیاء و رُسل ہوئے لاکھوں — مصطفٰےؐ کوئی دوسرا نہ ہوا
تیرے در سے تیرے کَرم کی قسم — کوئی محروم بے نوا نہ ہوا
حمدِ رب، نعتِ مصطفٰےؐ کے سوا — ہم سے کچھ اور اے ضیاءؔ نہ ہوا

—— ضیاء القادری بدایونی

رونقِ بزم جو سرکارؐ نظر آتے ہیں — ہر طرف عرش کے اَنوار نظر آتے ہیں
اے مسیحائےؐ دو عالم! تری رحمت کے نثار — کتنے اچھے ترے بیمار نظر آتے ہیں
دشتِ فار ان سے دیوانے ترے جائیں کہاں — سامنے خُلد کے گلزار نظر آتے ہیں
مدنی چاندؐ! ترےؐ حُسن کے متوالے تمام — نشۂ عشق سے سرشار نظر آتے ہیں
زائرِ شوق کو ہو جاتی ہے معراج نصیب — جب ترےؐ روضہ کے مینار نظر آتے ہیں

—— ضیاء القادری بدایونی

سلام اپنے غلاموں کا سدا سرکارؐ سنتے ہیں — بُلا کر پیار سے نزدیکِ مرقد یارسولؐ اللہ

شرفِ یابِ زیارت گرچہ پہلے ہو چکا ہوں میں
مگر شوقِ حضوری پھر ہے بے حد، یارسول ؐ اللہ

مجھے بھیک اپنے دَر کی دو، بُلا کر اپنے قدموں میں
گدا ہوں آپ ؐ کا، ہوں نیک یا بد، یارسول ؐ اللہ

مدینہ کے لئے، سینہ میں دِل ہر دَم تڑپتا ہے
مِری بے تابیوں کی ہو چکی حد، یارسول ؐ اللہ

مِری آہ و فغاں سنئے، طلب فرمایئے مجھ کو
مَیں صدقے جاؤں، یا محبوبِ ؐ ایزد! یارسول ؐ اللہ!

سلام اپنے ضیائے مَدح خواں کا پیار سے سنئے
حریمِ ناز سے ہو کر برَآمد، یارسول ؐ اللہ!

—— مولانا ضیاء القادری بدایوانی

آنکھ تو اشک بہانے کے بہانے مانگے
عشقِ سرکارؐ دو عالم کے خزانے مانگے

گُنبدِ خضرا کے مینار تصور میں رہیں
آرزو ہر گھڑی منظر وہ سہانے مانگے

دِل ہے کیا سادہ و ناداں، کہ بس اپنی دُھن میں
پھر وہی بزمِ رسالتؐ کے زمانے مانگے

جدّتِ عصر میں بھی، شوقِ فراواں اپنا
وہی انداز محبّت کے پُرانے مانگے

—— ضیاء نیَر

ڈاکٹر طفیل احمد کی یہ نعت بڑے معرکے کی ہے۔ آنکھوں کے ذریعے دِل میں اُترنے والی ہے۔ ایک ادبی چاشنی ہے جو قاری کو اوّل تا آخر اپنی گرفت میں لئے رکھتی ہے۔ اِسے پڑھ کر موصوف کے لئے دِل سے دُعا نِکلتی ہے۔

—— مؤلف

خدا کا شکر ہے، کتنا حسیں میرا مقدّر ہے
مرے لب پر ثنائے رب ہے یا نعتِ پیمبرؐ ہے

یقیں جانو! محمدؐ عظمتوں کا ایسا پیکر ہے
زِ سر تا پا، جو اَنوارِ الٰہی سے منوّر ہے

کبھی پڑھتا ہوں میں نعتِ پیمبر کیف و مستی میں
کبھی میرے لبوں پر نعرۂ اللہ اکبر ہے

بصیرت کی نظر ہے، تو مدینے کی فِضاؤں میں
جدھر دیکھو، اُدھر عکسِ جمالِ رُوئےؐ اَنور ہے

ہزاروں نُور کی ندیاں، جہاں سے بہہ کے نِکلی ہیں
مدینے ہی میں تو عشقِ خدا کا وہ سمندر ہے

مسلسل دیکھتا رہتا ہوں، پھر بھی جی نہیں بھرتا
عجب پُرکیف و دِلکش گُنبدِ خضرا کا منظر ہے

وہیں چلئے، وہیں چلئے، تقاضا ہے یہی دِل کا
مدینے کی ہوا ہی اب علاجِ قلبِ مضطر ہے

طفیلؔ! اپنے لئے تو بس یہی ہے باعثِ تسکیں
امیرِؐ کارواں اپنا، شفیعِؐ روزِ محشر ہے

——— ڈاکٹر طفیلؔ احمد مدنی (الٰہ آباد)

حضورؐ! بے بس و ناداں ہیں ہم تہی افکار
ہیں ملتمس، کہ خدا سے بس اتنا کہہ دینا

ہمیں بھی دُنیا میں رَازِ حیات مِل جائے
ہمیں بھی پھر وہی جینے کا ڈھنگ آ جائے

جو اہلِ طیبہ کو ایک دن نصیب ہوا
زمانہ سار گداگر ہے آج تک جس کا

وہ دَورِ عدل و سخا، آدمی کی عظمت کا
ہمارے دم کا بھی اِک دِن نصیب ہو جائے

——— طفیل دارؔا

یہ زمیں آپؐ کی، آسماں آپؐ کا — آپؐ سب کے ہیں، سارا جہاں آپؐ کا
دونوں عالم پہ ہے آپؐ کی خسروی — ہے مکاں آپؐ کا، لامکاں آپؐ کا
یہ عبادت، عبادت کی معراج ہے — نام ہر دم ہو وردِ زباں آپؐ کا

—— طفیلؔ ہوشیارپوری

محمدؐ کی محبت سے نہیں بڑھ کر کوئی دولت — خداوندِ دو عالم! مجھ کو یہ دولت عطا کرنا
وہؐ دل کی بات پا لیتے ہیں اکثر جنبشِ لب سے — سہارا لے کے لفظوں کا، نہ کوئی اِلتجا کرنا
طفیلؔ بے نوا کو آرزو ہے دولتِ دِل کی — مرے مولیٰ! مجھے دُنیا کی دولت لے کے کیا کرنا

—— طفیلؔ ہوشیارپوری

سایۂ دامنِ کَرم رکھنا — میرے مولیٰ، میرا بھرم رکھنا
بارِ عصیاں سے دِل لرزتا ہے — لاج میرے شہہؐ اُمم رکھنا
سبز گنبد نہ دیکھ لوں جب تک — آنکھ کی پُتلیوں میں دَم رکھنا

—— طفیلؔ ہوشیارپوری

دِین کی تکمیل پائی آپؐ کی بعثت کے بعد
ہو گیا اتمامِ نعمت، آیۂ رحمت کے بعد

آخری پیغام لے کر آئے ختمُ المرسلیں
کوئی آیت پھر ہوئی نازل، نہ اِس آیت کے بعد

عین دستورِ مشیت تھا درودِ مصطفیٰؐ
صبح کی آمد تھی لازم، شام کی ظلمت کے بعد

دولتِ کونین سے بڑھ کر ہے چاہت آپؐ کی
کون چاہے گا کسی کو، آپؐ کی چاہت کے بعد

آپؐ نے بیمار فِکر و ذہن کو بخشی شفا
حکمتیں سب دم بخود ہیں، آپ کی حکمت کے بعد

موت آئے آستانِ سرورؐ دیں پہ طفیلؔ
اور حسرت ہی نہیں ہے کوئی، اِس حسرت کے بعد

—— طفیلؔ ہوشیار پوری

ہفت روزہ "ہلال" میں طفیلؔ ہوشیار پوری کی ایک خوبصورت نعت نظر سے گزری۔ آنکھوں میں اُتر گئی اور دِل تک جا پہنچی۔

—— مؤلف

بے رنگ تھے حالات، اگر آپؐ نہ آتے
بنتی نہ کبھی بات، اگر آپؐ نہ آتے

الفاظ و معانی میں نہ ہوتیں کبھی تبدیل
قرآن کی آیات، اگر آپؐ نہ آتے

لولاک ہے شاہد، کبھی پیدا ہی نہ ہوتے
یہ اَرض و سماوات، اگر آپؐ نہ آتے

ہر ایک بشر تک نہ پہنچتیں، مرے آقاؐ
فطرت کی ہدایات، اگر آپؐ نہ آتے

لاکھ آتی سحر، ساتھ لئے مہرِ دَرخشاں   رہتی شبِ ظلمات، اگر آپؐ نہ آتے

دِل میں نہ اُبھرتا کبھی سلطان و گدا کے   احساسِ مساوات، اگر آپؐ نہ آتے

حالات کی صورت، کِسی صورت نہ بدلتی   چارہ گرِ حالات! اگر آپؐ نہ آتے

اے ابرِکرم، بحرِ عطاؐ کون سمجھتا   مفہومِ عنایات، اگر آپؐ نہ آتے

باطل کے خداؤں کو، صداقت کے مقابل   ہوتی نہ کبھی مات، اگر آپؐ نہ آتے

—— طفیلؔ ہوشیارپوری

شام و سحر کے لب پہ ثنائے رسولؐ ہے   یہ ساری کائنات برائے رسولؐ ہے

اِک فیضِ بیکراں سے عبارت ہے ذات حق   اِک رحمت تمام ادائے رسولؐ ہے

اِس قُربِ خاص کی کوئی تشریح کیا کرے   مولا کی جو رضا ہے رضائے رسولؐ ہے

کعبے سے بھی بلند ہیں اُس دل کی عظمتیں   جو دل نثارِ حق ہے، فدائے رسولؐ ہے

دولت یہ ہر کسی کو میسر نہیں طفیلؔ   سوز و گدازِ عشق عطائے رسولؐ ہے

—— طفیلؔ ہوشیارپوری

عشق مہمان ہوا، حُسن کے گھر آج کی رات   جذبۂ دل ہے بآغوشِ اثر آج کی رات

اپنے اللہ سے ملنے کے لئے جاتا ہے   اپنے اللہ کا منظورِ نظر آج کی رات

ماہ و انجم نے سرِ راہ بچھا دیں آنکھیں   کیونکہ ہے ناقۂ اسریٰ کا سفر آج کی رات

مل گئی دونوں جہانوں کے خزانوں کی کلید   اپنے معراج کو پہنچا ہے بشر آج کی رات

—— مولانا ظفر علی خاںؒ

مولانا ظفر علی خاں مرحوم کی یہ درد انگیز نعت پڑھتے ہوئے آنکھیں چھلک گئیں۔ ملت اسلام کے موجودہ حالات پر یہ نعت اُسی قدر صادق آتی ہے۔ جتنی ۱۹۲۰ میں تھی۔ جب مولانا کے قلم سے برآمد ہوئی۔

—— مؤلف

جاگ اے یثرب کی میٹھی نیند کے ماتے، کہ آج   لُٹ رہا ہے آنکھوں آنکھوں میں تری اُمّت کا راج

سر چھپانے کا ٹھکانہ بھی اُنہیں ملتا نہیں   جن کی ہیبت لے چکی ہے ایک عالم سے خراج

تیرے بچّے ہو رہے ہیں ساری دُنیا میں ذلیل   کیا نہیں اے قبلۂ عالم، تجھے بچّوں کی لاج

ہم ہیں ننگے سر، اُٹھ اے شانِ عرب، آنِ عجم   اور پہنا دے ہمیں، پھر سطوتِ کبریٰ کا تاج

تشنہ کامانِ خلافت کو خود اپنے ہاتھ سے   بھر کے وہ ساغر پلا، ہے اَنگبیں جس کا مزاج

اب دوا سے کام کچھ چلتا نہیں بیمار کا   اب تو ہے تیری دُعا ہی، تیری اُمّت کا علاج

—— مولانا ظفر علی خاں

زمانے میں چمکا ہے نامِ محمدؐ   ہوئی زوکشِ صبح، شامِ محمدؐ

مرا منہ لیا چوم روح الامینؑ نے   لیا میں نے جس وقت نامِ محمدؐ

نہ پہنچے وہاں جبرئیلؑ امیں بھی بلند اِس قدر ہے مقامِ محمدؐ
فقط دو حقائق پہ دُنیا ہے قائم بقائے خدا و دَوامِ محمدؐ

—— مولانا ظفر علی خاںؒ

وہؐ اٹھا خاکِ بطحا سے سعادت کا امیں ہو کر علَم بردارِ حق بن کر، سپہ سالارِ دیں ہو کر
عرب کے واسطے رحمت، عجم کے واسطے رحمت وہؐ آیا، لیکن آیا رحمتہ اللعالمیں ہو کر
خدا پر تھا یقیں پہلے ہی، لیکن اُسؐ کا اَحساں ہے کہ آنکھوں میں یقیں پھرنے لگا عین الیقیں ہو کر

—— مولانا ظفر علی خاںؒ

لُطفِ خدائے پاک کی تصویر کھنچ گئی پھرنے لگے جب آنکھ میں احسانِ مُصطفیٰؐ
میرے ہزار دِل ہوں تصدق حضورؐ پر میری ہزار جان ہو قربانِ مُصطفیٰؐ
رِشتہ مِرا خدا کی خدائی سے ٹوٹ جائے چھوٹے مگر نہ ہاتھ سے دامانِ مُصطفیٰؐ

—— مولانا ظفر علی خاںؒ

نگاہِ لطفِ نبیؐ کی ملاحتیں مت پوچھ نبیؐ کے فیض و کَرم کی عنایتیں مت پُوچھ
اَزل سے کیسے اَبد تک ہیں جاری و ساری نبیؐ کے فیض کی کیا ہیں حکایتیں، مت پُوچھ

ہر آنے والے کا دامن بھریں وہؐ خوشیوں سے
درِ نبیؐ پہ ہیں کیا کیا ضیافتیں مت پُوچھ

—— ظہیر صدیقی

عاصی بھی تمنائی ہُوا خلدِ بریں کا
یہ فیض، یہ اعجاز ہے طیبہ کے امیںؐ کا

اے دشتِ عرب! اپنی بلندی پہ ہو نازاں
تو مامن و مسکن ہے مرے سدرہؐ نشیں کا

اِک سجدہ ترےؐ نقشِ کفِ پا پہ ادا ہو
اب ایک ہی مصرف ہے گناہگار جبیں کا

اِک بوریا، اِک خرقۂ پیوند زدہ میں
کیا حُسن نکھر جاتا تھا غاروں کے مکیں کا

—— ظہیر کاشمیری

جس نے دیکھی ہے، نبیؐ کے سنگِ دَر کی روشنی
ہیچ ہے اُس کے لئے، لعل و گہر کی روشنی

ہو نظر میں رَوضۂ خیرالبشرؐ کی روشنی
پھر کہاں انجم؟ کہاں شمس و قمر کی روشنی؟

ہے ازل سے تا اَبد روشن، یہ قندیلِ ہدیٰؐ
بے حدِ عصر و مکاں، اِس بام و دَر کی روشنی

کارواں کو اب کِسی مشعل کی بھی حاجت نہیں
منزلوں پر پڑ رہی ہے، راہبرؐ کی روشنی

اُمیوں میں، علم و دانش کا ہُوا، رَوشن چراغ
شمعِ حکمت تا اَبد، اُمّی بشرؐ کی روشنی

اُسوۂ تاباں ہے اُسؐ کا، مشعلِ راہِ نجات
رہبرِ منزل ہے، اُسؐ کی رہگزر کی روشنی

مصلح و مصباح و نُورؐ و السراجؐ و المنیرؐ
رحمتہ للعالمیں، خیرالبشرؐ کی روشنی

یا محمدؐ! ہدیۂ دَردِ محبّت ہو قبول
نذر ہیں گُل ہائے دِل، زخمِ جگر کی روشنی

——— ابوالامتیاز (ع-س مسلم) الشارقہ

جناب عابد نظامی کی نعتیہ کتب کے مطالعہ کے دوران احقر نے بار بار محسوس کیا ہے کہ شاعر اپنے جذبات و احساسات میں اِنتہائی مخلص ہے، اور قدرت کا اِنعام ہے کہ اُسے اپنے محسوسات کے اِظہار کے لئے بہترین لباس بصورتِ نعت عطا کر دیا۔ جناب عابد نظامی خوش بخت ہیں کہ اُنھیں ایک باکردار سچّے عاشقِ رسول ؐ کے قابل صد رشک مرتبے پر فائز کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنی رُوحانی رِفعت پر جس قدر شکر گزاری کریں، کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات مزید بلند فرمائے۔ (آمین)

——— مؤلف

رات دِن سارا جہاں ہوتا ہے اِس سے سیراب — ہے رَواں لُطف و کرم کا ترے ؐ دریا، آقاؐ

منزلیں خود ہی قدم لیتی ہیں بڑھ کر اُن کے — جِن کو مِل جائے ترا ؐ نقشِ کفِ پا، آقاؐ

درسِ فرزانگی لیتا ہے زمانہ اُن سے — تیرے ؐ دِیوانے ہی دراصل ہیں دانا، آقاؐ

اپنے عابد پہ رہے چشمِ عنایت ہر دم — دوجہاں میں ہے اُسے تیرا ؐ سہارا آقاؐ

——— عابد نظامی

آپ ؐ ہی کے دَر سے مِلتا ہے جو مِلتا ہے ہمیں — ہے خدائے پاک کا سارا خزانہ آپ ؐ کا

عقلِ اِنسانی سے تو ممکن نہیں اس کا وُقوف — بس خدا ہی جانتا ہے، کیا ہے رُتبہ آپ ؐ کا

اُس کے پاؤں میں ہو کیوں لغزش، اُسے کیا فکر ہو ہر نفس رہتا ہے عابدؔ کو سہارا آپؐ کا

—— عابدؔ نظامی

جو شخص روضۂ اطہر سے اشکبار آیا وہ اپنے نامۂ اَعمال کو نکھار آیا

مِرے حضورؐ نے جس پہ نگاہ فرمائی وہ بامُراد و سر افراز و کامگار آیا

خوشا وہ آنکھ، جو طیبہ سے اشکبار آئی زہے وہ دل، جو مدینے سے بیقرار آیا

—— عابدؔ نظامی

یہ مجھ پہ خاص کرم ہے شہِؐ مدینہ کا نظر میں رہتے ہیں آٹھوں پہر دَر و دِیوار

قرارِ قلبِ پریشاں، بہشتِ اہلِ نظر مِرے حضورؐ کی مسجد کا ہر دَر و دِیوار

نِگاہ پڑتے ہی ہوتی ہیں باوضو آنکھیں عجیب کرتے ہیں دل پر اَثر دَر و دِیوار

جو دیکھ آئے ہیں اِک بار، وہ بھی کہتے ہیں کہ کاش! دیکھیں وہ بارِ دِگر درودِیوار

—— عابدؔ نظامی

رہبر و رہنما حضورؐ، مرشد و مقتدا حضورؐ قلب کی آرزو حضورؐ، رُوح کا مدّعا حضورؐ

میرے لئے خدا کے بعد، سب کچھ اُنہی کی ذاتؐ ہے عشق کی اِبتدا حضورؐ، عشق کی اِنتہا حضورؐ

میرے لئے چراغِ راہ، میرے لئے رہِ عمل — آپؐ نے جو کہا حضورؐ، آپؐ نے جو کیا حضورؐ
آپؐ کی ذاتِؐ پاک کا کتنا بڑا ہے یہ کرم — آپؐ کی ذاتِؐ پاک سے ہم کو مِلا خدا حضورؐ
معطیٔ کائنات کے قاسمِ نعمت آپؐ ہیں — آپؐ کے ہاتھ سے مِلا، جو بھی ہمیں مِلا حضورؐ
صلِ علیٰ محمدؐ، وِردِ زُباں ہے رات دِن — کتنی ہے اِس غلام پر، آپؐ کی یہ عطا حضورؐ
سر پر اندھیری رات ہے، کشتیِ جاں بھنور میں ہے — شُکرِ خدا کہ اِس گھڑی، ہیں میرے ناخدا حضورؐ
عابدِ خستہ و حزیں! اور ہے کون آسرا — محفلِ کائنات میں، پروردگار، یاحضورؐ

——— عابدؔ نظامی

قلب و جگر کو دَرد کی دولت عطا ہوئی — سامانِ زندگی ہے بہم، آپؐ کے طفیل
الطافِ حق سے شاہِؐ اُمم، آپؐ مل گئے — حق مل گیا ہے شاہِؐ اُمم، آپؐ کے طفیل
وِردِ زباں ہے شام و سحر نغمۂ درود — عابدؔ پہ ہے خدا کا کرم، آپؐ کے طفیل

——— عابدؔ نظامی

درد مندوں کے ناصر و غم خوار — حامی بے کساں رسولِؐ کریم
میری آنکھ اور رُوح کی ٹھنڈک — میرا دِل، میری جاں رسولِؐ کریم
اِک نِگاہِ کرم ہو عابدؔ پر — رحمتِ بے کراں رسولِؐ کریم

آپ کے در کو چھوڑ کر عابدؔ جائے آخر کہاں، رسولؐ کریم

—— عابدؔ نظامی

خدا کی ذات کا عرفاں اُنہی کو حاصل ہے جو لوگ عظمتِ خیرالوریٰؐ سمجھتے ہیں
شہرؐ مدینہ کا مِلتا ہے آسرا اُن کو رسولِؐ پاک کو جو آسرا سمجھتے ہیں
شہرؐ مدینہ کی اُلفت، خدا کی اُلفت ہے جو یہ سمجھتے ہیں عابدؔ، بجا سمجھتے ہیں

—— عابدؔ نظامی

لاکھوں سلام اُسؐ پہ ہوں، جِسؐ کے طفیل مُجھ پہ ہوئی ذاتِ خدا مہرباں
شُکرِ خدا! اُسؐ کا ثناخواں ہوں میں جِسؐ کا ثناخواں ہے خدائے جہاں
ذکرِ نبیؐ، راحتِ قلبِ حزیں مُجھ کو مِلی عابدؔ! اِسی سے اَماں

—— عابدؔ نظامی

ہر دردِ لا علاج کا درماں ہیں مُصطفیٰؐ ہم پر خدائے پاک کا احساں ہیں مُصطفیٰؐ
آتا ہے پیار بے حد انہیںؐ بے نواؤں پر بے ساز و برگ کا سر و ساماں ہیں مُصطفیٰؐ
قرآں کا نزول ہوا اُنؐ کی ذاتؐ پر اور خود بھی ایک بولتا قرآں ہیں مُصطفیٰؐ

دُنیائے آب و گِل کا ظہور اُنؐ کے دم سے ہے
تصنیفِ کائنات کا عنواں ہیں مُصطفیٰؐ

ہر نعمت اُنؐ کے ہاتھ سے مِلتی ہے خلق کو
سارے جہاں پہ رحمتِ یزداں ہیں مُصطفیٰؐ

خالق کے بعد، اُنؐ کے سِوا کون ہے مِرا؟
بے شبہ آبرو ہیں مِری، جاں ہیں مُصطفیٰؐ

اِیماں سی نعمتِ اُنؐ کی بدولت ہوئی نصیب
عابدؔ! مِرا تو حاصلِ ایماں ہیں مصطفیٰؐ

—— عابدؔ نظامی

میرا اِیماں ہے محبّت اُنؐ کی
میری نس نس میں ہے اُلفت اُنؐ کی

رات دِن لَب پہ ہے جاری صلوٰت
مُجھ پہ کِتنی ہے عنایت اُنؐ کی

سَر میں سودا ہے، تو سودا اُنؐ کا
دِل میں چاہت ہے، تو چاہت اُنؐ کی

—— عابدؔ نظامی

خوشا وہ دل جو مدینے سے بیقرار آئے
زہے وہ آنکھ جو طیبہ سے اشکبار آئے

حضورؐ! آپؐ بلائیں اگر مدینے میں
تو دل کو چین ملے، رُوح کو قرار آئے

وہ سَر ہے جس میں جنوں ہو تری محبت کا
وہ دل ہے، جِس کو ترا درد ساز گار آئے

نگاہِ لُطف کا محتاج ہے ترا عابدؔ
خدا کرے وہ مدینے میں بار بار آئے

—— عابدؔ نظامی

اُنؐ کے صدقے میں ہمیں دُنیا ملی، دِین بھی مِلا
کتنے احسانات ہیں ہم پر شہہؐ اِبرار کے

جو سنہری جالیوں کے سامنے ہو اَشک ریز
جان و دل صدقے مِرے، اُس چشمِ گوہربار کے

آرزو کوئی نہیں ہم کو مدینے کے سِوا
مرحلے آسان ہو جائیں رہِ دُشوار کے

—— عابدؔ نظامی

صد شکر مِل گیا ہے درِ مُصطفیٰؐ مُجھے
اپنے خدا سے چاہئے اب اور کیا مُجھے

سرکارؐ ہی کے ہاتھ میں تقسیمِ رِزق ہے
سرکارؐ ہی کے دَر سے مِلا جو مِلا مُجھے

اللہ کا کرم، مُجھے سرکارؐ مل گئے
سرکارؐ کے کرم سے مِلا ہے خدا مُجھے

اللہ بھی کریم، محمدؐ بھی ہیں کریم
صد شکر، دو کریموں سے ہے واسطہ مُجھے

سرکارؐ نے قبول کیا ہدیۂ دُرود
عابدؔ مِری وَفا سے سِوا مل گیا مُجھے

—— عابدؔ نظامی

خواہش نہیں، مُجھے زر و لعل و گہر ملے
محبوبِؐ کبریا کا مگر سنگِ دَر ملے

صبح و مَسا ہو روضۂ سرکارؐ سامنے
ٹھنڈک مِری نِگاہوں کو شام و سَحَر ملے

اب تک مُجھے وہ منظرِ لُطف و کرم ہے یاد
جِس رات خواب میں مُجھے خیرالبشرؐ مِلے

عابدؔ، مَیں اِس کے واسطے ہر چیز چھوڑ دوں ۔۔۔ طیبہ کی سرزمیں میں اگر مستقر ملے

—— عابدؔ نظامی

جِس سر و سامانِ رحمت کے لئے ترسا کئے ۔۔۔ کتنا ارزاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے

خار زارِ زِیست کا رہرو یہاں جو آ گیا ۔۔۔ گُل بداماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے

آنکھ سے آنسو ہیں جاری، کپکپی ہونٹوں پہ ہے ۔۔۔ دل پشیماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے

—— عابدؔ نظامی

زندگی گرمِ کار آپؐ سے ہے ۔۔۔ اِس چمن میں بہار آپؐ سے ہے

خَلق کا خالقِ حقیقی سے ۔۔۔ رابطہ اُستوار آپؐ سے ہے

آپؐ سے نُور ہے نِگاہوں میں ۔۔۔ قلب و جاں کا قرار آپؐ سے ہے

بزمِ دُنیا میں، دارِ عقبیٰ میں ۔۔۔ جو بھی ہے کامگار، آپؐ سے ہے

اب تو طیبہ بلایئے آقاؐ ۔۔۔ اِلتجا بار بار آپؐ سے ہے

دونوں عالم میں چشمِ رحمت کا ۔۔۔ عابدؔ اُمیدوار آپؐ سے ہے

—— عابدؔ نظامی

زَر کی ہے آرزو، نہ تمنائے مال ہے
اللہ! تجھ سے عشقِ نبیؐ کا سوال ہے

یارب! درِ حبیبؐ کی ہو حاضری نصیب
لاہور میں تو وقت گزرنا محال ہے

اللہ کے رسولؐ کی تعلیم ہے یہی
اللہ کے حضور کرو، جو سوال ہے

عابدؔ یہی یقین ہے سرمایۂ حیات
سرکارؐ دوجہاں کو ہمارا خیال ہے

—— عابدؔ نظامی

جس کی دَرِ رُسولؐ سے وَابستگی رہے
دونوں جہاں میں حاصل اُسے ہر خوشی رہے

جاری مِری زباں پہ یہی ہر گھڑی رہے
ذِکرِ خدا رہے، کبھی ذِکرِ نبیؐ رہے

یارَب! کچھ اِس طرح سے ہوں حالات سازگار
ہر دَم درِ نبیؐ پہ مِری حاضری رہے

پشتوں میں بھی مِری رہے جاری یہ سلسلہ
نعتِ نبیؐ کی گھر میں مِرے روشنی رہے

یارَب! یہ آرزو ہے کہ جب تک ہے جاں میں جاں
ذِکرِ نبیؐ سے خالی نہ عابدؔ کبھی رہے

—— عابدؔ نظامی

میرا اعزازِ بصیرت ہے سراپا تیرا
حشر تک شوق سے دیکھوں گا میں رستہ تیرا

بیکرانی میں سوا ہے توؐ سمندر سے بھی
آج تک کس کو نظر آیا کنارا تیراؐ

اور جتنے بھی سہارے ہیں سبک کرتے ہیں
عزتِ نفس بڑھاتا ہے سہارا تیراؐ

وقت ہے اپنے ہراک رُوپ میں تجھؐ سے منسوب
دوش و امروز ہیں تجھؐ سے، تو ہے فردا تیراؐ

اُس کی وُسعت میں سما جانے کی حسرت ہے مجھے
ہر چمن زار سے شاداب ہے صحرا تیراؐ

—— عارف عبدالمتین

جو اپنے دل میں بسا لے جنابؐ کی صورت
وہ حشر تک بھی نہ دیکھے عذاب کی صورت

وہؐ جن کے رُخ کا پسینہ گلاب کی صورت
تھا جنؐ پہ سایہ رحمت سحاب کی صورت

کلامِ پاک کی تفسیر اور کیا ہو گی
وہی جنابؐ کی سیرت، جنابؐ کی صورت

نثار اُنؐ کی عطا کے، جو دے گئے مجھ کو
شعورِ زیست مکمل کتاب کی صورت

ہمیں تو دامنِ آقاؐ کی جستجو ہو گی
بلا سے جو بھی رہے پھر حساب کی صورت

فلک کی سیر سے آئے زمانہ بیت گیا
نقوشِ پا ہیں منور شہاب کی صورت

درِ حضورؐ پہ دیکھے ہیں ہم نے اے عاصمؔ
پلک پلک پہ ستارے حباب کی صورت

—— سید عاصم گیلانی

آستانِ شہؐ سے فرمانِ طلب آنے تو دو
میں بصد ذوقِ حضوری سر جھکاتا جاؤں گا

نالہ ہائے دَرد کے لشکر چلیں گے میرے ساتھ
نعرہ ہائے شوق کے پرچم اُڑاتا جاؤں گا

دیدنی ہو گا سفر میں اضطراب و اِشتیاق
راستوں کو شاہد عینی بناتا جاؤں گا

میری پلکوں پر چمک اُٹھے گا اشکوں کا جمال
رات آئے گی تو یہ شمعیں جلاتا جاؤں گا

میرے لب پر جگمگا اٹھے گا آہوں کا طلوع
صبح کے چہرے پہ یہ کرنیں سجاتا جاؤں گا

ہر نفس صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ
دم بہ دم یہ زمزمے ہونٹوں پہ لاتا جاؤں گا

گاہ از شوقِ زیارت، گاہ از کربِ فراق
مسکراتا جاؤں گا، آنسو بہاتا جاؤں گا

جن گزر گاہوں نے چومے تھے محمدؐ کے قدم
خاک اُن کی، تاجِ پیشانی بناتا جاؤں گا

اُس دیارِ قدس کی گلیوں میں جب پہنچوں گا میں
دل بچھاتا جاؤں گا، آنکھیں بچھاتا جاؤں گا

منزلِ جاناں پہ جا کر واپسی کا کیا سوال
سب نقوشِ ما سوا دل سے مٹاتا جاؤں گا

بس اِسی ماحول میں تحلیل ہونا ہے مجھے
بس اِسی خاکِ منور میں سماتا جاؤں گا

—— عاصی کرنالی

اپنے کانوں کے لئے اِذنِ اذانِ طیبہ
اپنی نظروں کے لئے گنبدِ خضرا مانگو

اپنے چلنے کے لئے راہِ سفر سُوئے حجاز
اپنے رُکنے کے لئے صِرف مدینہ مانگو

اپنے گرنے کے لئے اُس شہِؐ والا کے قدم
اپنے اُٹھنے کے لئے اُسؐ کا سہارا مانگو

اپنے پڑھنے کے لئے ذوقِ احادیثِ رسولؐ
اپنے لکھنے کے لئے نعتِ معلّی مانگو

اپنے جینے کے لئے لذت و توفیقِ دُرود
اپنے مرنے کے لئے دید کا لمحہ مانگو

گر اظہارِ مفصل میں ادب مانع ہو
مجملاً دامنِ سرکارؐ کا سایۂ مانگو

جھولیاں اُسؐ کا کرم پہلے ہی بھر دیتا ہے
مانگنے کی تو ضرورت نہیں، کیا مانگو

—— عاصی کرنالی

عدل کا معیار سیرت آپؐ کی　　صدق کا اظہار سیرت آپؐ کی

روشنی ہی روشنی چاروں طرف　　مرکزِ انوار سیرت آپؐ کی

بے کسوں اور غم زدوں کے واسطے　　خیر کا مینار سیرت آپؐ کی

آپؐ سے حکمت کو گویائی ملی　　عِلم کا دربار سیرت آپؐ کی

دل سے زنگِ معصیت دُھلتا گیا　　ابرِ گوہر بار سیرت آپؐ کی

جاوداں ہے آپؐ کی لطف و کرم　　ہے ابد آثار سیرت آپؐ کی

—— عاصی کرنالی

کِس کے نقشِ قدم کا احساں ہے　　منزلوں منزلوں چراغاں ہے

جب کہ ہم اُسؐ کی رہبری میں چلے　　راہ آساں ہے منزل آساں ہے

دونوں ہاتھوں میں رکھ دیئے ہیں چراغ　　ایک سُنّت ہے ایک قرآں ہے

اُس معلمؐ سے جب سے رَبط ہُوا　　آنکھ مسجد ہے، دِل دَبستاں ہے

—— عاصی کرنالی

گھر بار ہیں کیسے، در و دِیوار ہیں کیسے　　اے شہرِ مدینہ! ترے درودیوار ہیں کیسے

دنِ رات برستا ہے جہاں نُور فلک سے
ہے جن کے تصور سے دِل و جاں میں اُجالا
کِس طرح بکھرتے ہیں وہاں رنگ فضا میں
اے ہم نفسو! تُم نے تو دیکھا ہے وہ قریۂ
اے رشکِ مہ و نجم! کبھی میں بھی تو دیکھوں
طیبہ سے ہوا لاتی ہے جن پھُولوں کی خوشبو

وہ دشت ہیں کیسے، وہ چمن زار ہیں کیسے
وہ مسجدیں کیسی ہیں، وہ مینار ہیں کیسے
جو طور کو شرمائیں، وہ کہسار ہیں کیسے
اس قریۂ پُرنُور کے انوار ہیں کیسے
منظر ترے روضے کے ضیاء بار ہیں کیسے
عاقلؔ! وہ مہکتے ہوئے گُلزار ہیں کیسے

_____ عاقلؔ کاظمی

سُوئے طیبہ میں تکتا رہا دیر تک
غم کے بادل برس کر چلے بھی گئے
کل تصور میں، مَیں بھی مدینے گیا
میں یہاں تھا، مرا دِل مدینے گیا
چشمِ حسرت میں آنسو مچلتے رہے

دیدۂ تر بَرستا رہا دیر تک
ابرِ رحمت برستا رہا دیر تک
اُنؐ کی چوکھٹ پہ بیٹھا رہا دیر تک
اپنے مرکز پہ ٹھہرا رہا دیر تک
بند کوزے میں دریا رہا دیر تک

_____ عبدالحفیظ خاں حفیظؔ

سرمایہ سکوں ہے عقیدت رسولؐ کی
اِتنا تو جانتا ہوں، کلیدِ بہشت ہے

دل کو سُرور دیتی ہے طاقت رسولؐ کی
اپنانا چاہتا ہوں شریعت رسولؐ کی

میں اور میرے لب پہ محمدؐ کی یہ ثناء — شاید ہے مجھ پہ خاص عنایت رسولؐ کی
جنت کا صرف ایک تصور حسین ہے — دیکھیں گی اپنی آنکھیں بھی صورت رسولؐ کی

—— عبدالحی خاکیؔ

ترا نام دل کا سُرور ہے، ترا ذکر روح کی تازگی — وہی لمحہ حاصلِ زندگی، تری یاد میں جو گذر گیا
پڑا رہنے دے، نہ اُٹھا مجھے، ترے دَر پہ آیا ہوں دور سے — بڑی جاں گسل تری راہیں تھیں، ترا نام لے کے گذر گیا
میرے ناشکیب دل و جگر کا ہے اشتیاق بھی دیدنی — کبھی دل تڑپ کے تھا آنکھ میں، کبھی آنسو بن کے وہ گر گیا

—— عبدالسلام پالؔ

نماز

مولیٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں — اُٹھ جاتا ہے جدائی کا پردہ نماز میں
تن کی صفائی، حق کی رضا، دل کی روشنی — اے بندے! خوبیاں نہیں کیا کیا نماز میں
گر قبر کی اندھیری سے ڈرتا ہے، پڑھ نماز — ہے ظلمتِ لحد کا اُجالا نماز میں
یہ قبر میں انیس، یہ محشر میں ہو شفیع — عقبیٰ کا چین، خلد کا وعدہ نماز میں
بیدلؔ! نماز کیوں نہ ہو معراجِ مومنین — پاتا عروج و قرب ہے بندہ نماز میں

—— مولانا عبدالسمیع بیدلؔ

چمکا قسمت کا ستارا، میں تو اس قابل نہ تھا — ہے کرم مجھ پر تمہاراؐ، میں تو اس قابل نہ تھا

دشتِ عصیاں میں تھا میں حیرت زدہ، گم کردہ راہ — تیریؐ رحمت نے پکارا، میں تو اس قابل نہ تھا

ڈوبنے والی تھی کشتی بحرِ عصیاں میں مری — مل گیا تیراؐ سہارا، میں تو اس قابل نہ تھا

میرے جیسے بے ٹھکانہ، بے نوا محتاج کو — مل گیا دَر تمہاراؐ، میں تو اس قابل نہ تھا

—— عبدالعزیز مشرقی

مسجد حضرتؐ نور کا دریا — نور کی جالی، نور کا منبر

نور سے دائیں، نور سے بائیں — نور سے نیچے، نور سے اوپر

نور ازل سے تابہ اَبد ہے — نور سے اول، نور سے آخر

نور کی مجلس، نور کی صہبا — نور کا ساقیؐ، نور کا ساغر

تشنہ لبوں کو نور پلایا — قرباں جاؤں ساقیِ کوثرؐ

کیسے بیاں ہو، کس سے بیاں ہو — بے خود ہوں میں نور کو پا کر

کیف حضوری، اللہ اکبر — آنکھیں بھی روشن، دل بھی منور

—— عبدالعزیز مشرقی

خواب گاہِ مہِ طیبہ کے قریب قسمتیں بندوں کی بیدار ہوئیں
سب کے حصے میں تھا انعامِ قبول ذہن میں جنتی دُعائیں اُبھریں
بند آنکھوں نے وہ جلوے دیکھے مجھ سے ممکن نہیں جن کی تحسیں

—— عبدالعزیز فطرتؔ

مِرے آقاؐ! مجھے طرزِ وفا دیں! گدازِ عشق دیں! شوقِ ثناء دیں!
لبوں پر آپؐ کی ہو نعت آقاؐ! مجھے دِل بھی دِلِ درد آشنا دیں!
طلَب کا ذوق ہے مجھ میں فراواں مجھے میری طلَب سے بھی سِوا دیں!
سراغِ منزلِ عرفان دے کر کِنارے پر میری کشتی لگا دیں!
نِگاہ پاک ہے، اے جانِ رحمتؐ! خزف ریزے کو شکلِ کیمیا دیں!
میں اپنی خفتہ قِسمت کو جگا لوں مجھے بختِ رسا، ذوقِ نوا دیں!
درِ جُود و سخا ہے، آپؐ ہی کا مَیں سائل ہوں، بقدرِ اِستدعا دیں!
سپاس و شکر ہو، پہچان میری مجھے وہ دولتِ صدق و صفا دیں!

—— عبدالغنی تائبؔ

طرزِ مدحت میں وہ شیرینی و رعنائی ہو میرے آقاؐ کے حضور اس کی پذیرائی ہو
کب میسر مجھے آئے گی وہ ساعت آقاؐ! سنگِ در آپؐ کا ہو، ناصیہ فرسائی ہو
منزلِ شوق ہو، سرگرمِ سفر ہوں آنکھیں آپؐ کی خاکِ قدم سُرمۂ بینائی ہو
آپؐ کی یاد سے یہ دل ہو حرم کی صورت ایسے لمحات کی حامل مری تنہائی ہو

—— عبدالغنی تائبؔ

لب پہ نغمے ہیں صل علیٰ کے، یاد سینے میں ہے مصطفیٰؐ کی
روشنی جو ہے فکر و نظر میں، یہ عطا ہے رسولِؐ خدا کی
اشک پلکوں پہ اپنے سجا کر، اور جبین عقیدت جھکا کر
کملیؐ والے کے در پر صدا کر، دھوم ہے جن کے جُود و سخا کی
نہ میں صوفی نہ واعظ نہ عالم، اپنے عصیاں پہ بیشک ہوں نادِم
دَم نکلنے لگے میرا جس دَم، نعت پڑھ دُوں شہِؐ دوسرا کی

عبدالغنی تائبؔ

اگر پناہ میں لے لے ترا جمال مجھے نہ دے گی کوئی بھی ظلمت کبھی زوال مجھے

ہجومِ یاس ہو یا کوئی بھی حزیں لمحہ　　ترا کرم ہی تو لیتا ہے دیکھ بھال مجھے
شگفتہ رکھتی ہیں افکار کو تریؐ یادیں　　ترےؐ ہی ذکرِ حسیں نے دیا جمال مجھے

عبدالغنی تائب

ہر دَم لبوں پہ نغمہ صلِّ علیٰ رہے　　دِل میں مکیں وہ ذاتِ حبیبِؐ خدا رہے
پلکوں پہ میری شبنمی تارے سجے رہیں　　دِل میں چراغِ عشقِ محمدؐ جلا رہے
پرواز میرے جسم سے ہو جبکہ رُوح کی　　پیشِ نظر حضورؐ کا رُوئے صفا رہے

عبدالغنی تائب

مِرے قلب و نظر میں عشقِ احمدؐ یوں مچل جائے
تصوّر میں مدینہ ہو، بدن سے جان نِکل جائے
کرم کی وہ نظر ڈالیں تو مَیں قسمت پہ اِتراؤں
کہ مجھ سا کھوٹا سکہ بھی سرِ بازار چل جائے
مِری فردِ عمل گر وہ چھپا لیں کالی کملی میں
سیاہی میرے عصیاں کی، اُجالے میں بدل جائے
بے ہوں گے خیالوں میں مِرے جو شافعِؐ محشر

نہیں ممکن کہ پُل سے پاؤں تابَش کا پھسل جائے
عبدالغنی تابَش

الٰہی! زندگی میں عشقِ احمدؐ کی لگن دی ہے ۔ نزع کے وقت بھی اِس عشق کا اظہار ہو جائے
مشرف جس سے بوصیریؒ ہوئے تھے خواب میں آقاؐ! مقدر میں مرے بھی شربت دیدار ہو جائے
خدا کے واسطے ابرِ کرم کا ایک ہی چھینٹا پڑے ویران دل پر، اور یہ گلزار ہو جائے
مرے آقاؐ! اگر چشمِ کرم ہو جائے تابَش پر تو ناؤ اِس کی، گردابِ بلا سے پار ہو جائے
عبدالغنی تابَش

رحمتِ سرکارِؐ کی باتیں کریں ابرِ گوہر بار کی باتیں کریں
آمنہؓ کے لالؐ کا ہو ذکر خیر سیدِؐ اِبرار کی باتیں کریں
نام لیں سرکارؐ کا پڑھ کر درود احمدِؐ مختار کی باتیں کریں
—— عبدالکریم ثمَر

راہِ حجاز میں جو کوئی پائمال ہے وہ خُوش نصیب آپ ہی اپنی مثال ہے
یثرب میں ہر نماز ہے معراجِ بندگی طیبہ کی ہر اذان میں سوزِ بلالؓ ہے

مولائےؐ شرق و غرب! تریؐ سروری کی خیر! بخشش، عطا و جُود و کرم کا سوال ہے
—— عبدالکریم ثمؔر

ابن آدم کا اعتبار ہیں آپؐ بزمِ کونین کا وقار ہیں آپؐ
چشمِ صدیقؓ سے کوئی دیکھے ماہ و انجم میں نُور بار ہیں آپؐ
سب کی اُمید گاہ آپؐ کا دَر راحتِ اہلِ اِضطرار ہیں آپؐ
آسرا آپؐ ہر دُکھی دِل کا وجہِ تسکینِ چشمِ زار ہیں آپؐ
آستاں دُوسرا نہیں دیکھا میری دُنیا کے شہریار ہیں آپؐ
ناز کوکبؔ کو ہے فقیری میں فقر والوں کا اِفتخار ہیں آپؐ
قاضی عبدالنبی کوکبؔ

عزیزؔ صابری کی نعت کے یہ تین اشعار دلکشی کے حامل ہیں۔ (مؤلف)

دشت ہے کُل جہاں، سائباں آپؐ ہیں یانبیؐ! رحمتِ بیکراں آپؐ ہیں
قریۂ جاں منوّر ہُوا آپؐ سے تیرگی میں مرے پاسباں آپؐ ہیں
سخت مُشکل میں ہے اب عزیزؔ آپؐ کا یانبیؐ! والئی بے کساں آپؐ ہیں
—— عزیزؔ صابری جے پوری

خدا کو اور لوگوں نے سُنا، تمؐ دیکھ کر آئے ——— "شنیدہ کے بُود مانندِ دیدہ" یارسولؐ اللہ!
ملے ہیں عاصیوں کو کوثرِ رحمت کے پیمانے ——— ہُوئے جس وقت بھی تمؐ آبدیدہ یارسولؐ اللہ!
تمنا ہے، سرِ محشر اُٹھوں میں قبر سے جس دَم ——— لبوں پر ہو تمہاراؐ ہی قصیدہ یارسولؐ اللہ!
عزیزؔ مضمحل کو بھی سکونِ دل عنایت ہو ——— پریشاں ہے بہت یہ غم رَسیدہ یارسولؐ اللہ!

——— عزیزؔ حاصل پوری

بزمِ توحید سے تبلیغ کا نامہ آیا ——— کوئی پہنے ہوئے قرآن کا جامہ آیا
جس نے اسلام کے پیچیدہ مطالب کھولے ——— سر پہ باندھے وہ فضیلت کا عمامہ آیا
شورِ تکبیر سے صحرائے عرب کانپ اُٹھا ——— اِس جلالت سے سوئے اہلِ تہامہ آیا
کپکپی جسم میں، دِلِ منزلِ اجلالِ خدا ——— لے کے یُوں کوہِ حرا سے کوئی نامہ آیا

عزیزؔ لکھنوی

ہر سُو کرم و لطف کے آثار ملے ہیں ——— جب سے مجھے کونین کے مختارؐ ملے ہیں
جتنا بھی کروں ناز مقدّر پہ، وہ کم ہے ——— کل رات مجھے خواب میں سرکارؐ ملے ہیں
وہ دِل ہی زمانے میں سر افراز ہُوا ہے ——— جس دِل کو ترےؐ عشق کے آزار ملے ہیں

قربان ترے عظمتِ سلطانؐ مدینہ　　تاحدِ نظر گوہر انوار ملے ہیں
عزیز لودھیانوی

ہم انؐ کا نقشِ پا بھولے ہوئے ہیں　　خداوند! یہ کیا بھولے ہوئے ہیں
چلو، پھر لوٹ جائیں اس طرف کو　　جدھر کا راستہ بھولے ہوئے ہیں
ہماری آنکھ شرمندہ ہے تمؐ سے　　ہم آئینِ وفا بھولے ہوئے ہیں
گھرے ہیں تنگناؤں میں کچھ ایسے　　سمندر کی ہوا بھولے ہوئے ہیں
سرِ ساحل ضرور اتریں گے اک دن　　پرندے راستہ بھولے ہوئے ہیں
قسم ہم کو عطاؔ، شریںؐ لبوں کی　　بیاں کا ذائقہ بھولے ہوئے ہیں
عطاء الحق قاسمی

جب سے تمہاراؐ گنبدِ خضرا نظر میں ہے　　موجِ سرور سی مرے قلب و جگر میں ہے
کس چیز کی کمی مرے زادِ سفر میں ہے　　دِل میں ہے انؐ کی یاد، تجلی نظر میں ہے
شاید وہ خُلد میں بھی میسّر نہ آئے گا　　جو لُطف زندگی کا تریؐ رہگزر میں ہے
اب نامِ پاک سرورِؐ عالم کا لب پہ ہے　　اب ہر دُعا ہماری حدودِ اثر میں ہے
ـــــــ علی احمد صابرؔ

مولانا غلام رسول مہرنے ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء بوقت شب ایک نعت کہی۔ جس کا عنوان ہے "یثرب

کے ساقی۔" مولانا مرحوم علم کا ایک سمندر اپنے سینے میں سمیٹے ہوئے تھے اور اسلام کے انتہائی مخلص فداکار تھے۔ شاعری اُن کا میدان نہیں۔ تاہم نعت میں ایک خاص آہنگ اور سوز ہے۔ نمونہ کے چند اشعار نقل کرتا ہوں۔

—— مؤلف

یثرب کے ساقیؐ! پیمانہ بھر دے، مستانہ کر دے
پیاسا ہے کب سے، مستانہ تیراؐ، یثرب کے ساقیؐ

بیٹھا ہے دَر پر، تیراؐ سوالی، یثرب کے ساقیؐ
تیرےؐ سوا ہے کس کا سہارا، یثرب کے ساقیؐ

توؐ ہے ہمارا، عالم تمہاراؐ، مولاؐ خدا را
یثرب کے ساقیؐ! پیمانہ بھر دے، یثرب کے ساقیؐ

—— مولانا غلام رسول مہر

کسی کی ہے یہ تمنّا نصیب میں اُس کے
طوافِ روضۂ خیرالانامؐ ہو جائے

کسی کا شوق کہ جی بھر کے چُوم لے جالی
قبول اس کا دُرود و سلام ہو جائے

کسی کا دِل ہے کہ اِس طور خواب میں آئیں
کہ اُس کا نیند سے اُٹھنا حرام ہو جائے

کسی کی ہے یہ دُعا بیدمؔ و رضاؔ کی طرح
جہانِ نعت میں حاصل مقام ہو جائے

یہ آرزو ہے کسی کی کہ رُوبرو اُنؐ کے
مثالِ شمع پگھل کر تمام ہو جائے

مِری دُعا ہے کہ ہر فرد پر ہو رحمتِ خاص
ہر ایک شخص پہ فیضانِ عام ہو جائے

غبارِ راہِ مدینہ، لباس ہو میرا — نیاز و نذر کا اظہار تام ہو جائے

چودھری غلام محمد نذر صابری

رخشندہ ترے حسن سے رخسارِ یقیں ہے — تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

چمکا ہے تری ذات سے انساں کا مقدر — تو خاتمِ کونین کا رخشندہ نگیں ہے

ہر گام ترا، ہم قدمِ گردشِ دوراں — ہر جادہ ترا رہ گذرِ خلدِ بریں ہے

جس میں ہو ترا ذکر، وہی بزم ہے رنگیں — جس میں ہو ترا نام، وہی بات حسیں ہے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

دل کو ہے میرے ذکر شہِ بحر و بر لذیذ — اور ہے زباں کو مدحتِ خیرالبشر لذیذ

ایسا لذیذ میوۂ جنت کہاں بھلا — ہے گلشنِ مدینہ کا جیسا ثمر لذیذ

بے سود ذکرِ غیر سے لذت اٹھائیں کیوں — ہے ذکرِ مصطفیٰ کا ہمیں عمر بھر لذیذ

فتح محمد حقیر فاروقی

محبت و عقیدت سے لبریز، فدا خالدی دہلوی کے جذبات انمول موتی ہیں جو صرف عشق و وارفتگی کے بازار سے دستیاب ہوتے ہیں۔

—— مؤلف

مقدر سرورِ دیں کی توجہ سے بدلتا ہے ‏ ‏ ‏ مدینے تک پہنچ جاؤں، یہی میری تمنا ہے

اُنہیؐ کے غم میں راحت ہے، اُنہیؐ کے ذکر میں لذت ‏ ‏ ‏ جو بیمارِ نبیؐ ہو جائے، وہ اچھوں سے اچھا ہے

توجہ رحمتِ کاملؐ! کرم اے سرورِ عالمؐ! ‏ ‏ ‏ مری دُنیا میں کیوں اب تک اندھیرا ہی اندھیرا ہے

منوّر ہو ہی جاتا ہے وہ انوارِ الٰہی سے ‏ ‏ ‏ جو دِل رو رو کے راتوں کو تمہاراؐ ذِکر کرتا ہے

خدا کا قرب ہوتا ہے، تمہارےؐ قرب سے حاصل ‏ ‏ ‏ خدا کو پالیا اُس نے، کہ جس نے تم کو دیکھا ہے

فِدا ہوں آپؐ پر آقاؐ! مدینے میں بُلا لیجئے ‏ ‏ ‏ وہیں نِکلے مِرا دَم، بس یہی دِل میں تمنا ہے

ـــــ فداؔ خالدی دہلوی

کیا عجب آج اچانک ہی بُلاوا آئے ‏ ‏ ‏ اپنی تیاری کے سامان سجائے رکھنا

جذبۂ عشقِ محمدؐ کے میں صدقے جاؤں ‏ ‏ ‏ اپنے احوال زمانے سے چھپائے رکھنا

کاش! مجھ کو بھی ملے اُنؐ کی غلامی کا شرف ‏ ‏ ‏ سَر کو فرقانؔ، اِسی دَر پہ جُھکائے رکھنا

ـــــ فرقانؔ

فضل حسین صمیم کے یہ نعتیہ اشعار بہت دلآویز ہیں۔ اظہار اور ادائیگی میں ندرت ہے، اور آہنگ میں بانکپن ہے۔ حضور علی الصلوۃ والسلام کے ساتھ محبت کا اچھوتا انداز ہے۔

ـــــ مؤلف

دِل سویرا، سَحَر، آپؐ کے نام سے — آنکھ موتی، گہر، آپؐ کے نام سے
آج میرا شرف، میرے چاروں طرف — روشنی کے شجر، آپؐ کے نام سے
خاکِ نقشِ قدم، قطرۂ چشمِ نَم — اب میرے بحر و بر، آپؐ کے نام سے
مثلِ غارِ حرا، گونجتے ہیں سدا — میرے دیوار و دَر، آپؐ کے نام سے
میں گنہگار ہُوں، میں گنہگار ہُوں — پَر نہیں بے خبر، آپؐ کے نام سے

—— فضل حسین صمیمؔ

وُہیؐ ہے، جوؐ خدا کے بعد مسکینوں کا داتا ہے — پسینہ سوکھنے سے پہلے مزدوری دِلاتا ہے
وہ کہتا ہے، کرو محنت! میں منگتوں کو نہیں دیتا — جو مانگے، اُس کو رسّی اور کلہاڑی تھماتا ہے
وہؐ، جس کے اِک اِشارے پر فِدا ہوں جاں نثار اُس کے — وہؐ پتھر پیٹ پر باندھے ہوئے پتھر ہٹاتا ہے
اُسےؐ فتحِ مبیں ملتی ہے، اُسؐ کی مصلحت دیکھو — عدو کی ساری شرطیں مان کر جب لَوٹ آتا ہے
وہ بستی، جس سے وہؐ چوری چھپے نِکلا تھا تنگ آکر — وہاں جب فتح پاتا ہے، تو سب کچھ بھُول جاتا ہے
وہؐ ہے پیغامبرؐ، لیکن اُسےؐ جو حکم مِلتا ہے — وہؐ خود اُس حکم پر، پہلے عمل کرکے دِکھاتا ہے
یہی اِک بات محورؔ! سو گناہوں سے بچاتی ہے — کہ میرا بھی اسی محبوبِؐ یزدانی سے ناتا ہے

—— قاضی اعجاز محورؔ

نہ ہو کیوں ناز اُس عاصی کو اپنی خوش نصیبی پر ۔۔۔ میسّر جس کو نظارہ ہُوا اُس رُوئے انور کا

گنہگاروں کے کچھ تشنہ لبی کام آگئی آخر ۔۔۔ بنایا رحمتِ عالم کو ساقی حوضِ کوثر کا

چلو اے عاصیو! رحمت سے اپنی جھولیاں بھرلو ۔۔۔ خدا کے ہاں بڑا رُتبہ ہے طیبہ کے گداگر کا

—— قاضی عبدالرحمٰن

مَیں آنکھ بند کروں اور وہاں پہنچ جاؤں ۔۔۔ پَروں کی قید نہیں طائر حرم کے لئے

کوئی تو اَبر کا ٹکڑا اِدھر بھی آنکلے ۔۔۔ تَرس گیا ہوں ترے سایۂ کرم کے لئے

قتیلؔ! رکھتا ہوں حبِّ رُسول سینے میں ۔۔۔ یہ زادِ راہ بہت ہے مجھے عدم کے لئے

—— قتیلؔ شفائی

قصریؔ کانپوری کی یہ مسدس شیریں اور دلآویز ہے۔

—— مؤلف

اِنساں ہیں، مگر عظمتِ اِنساں بھی وہی ہیں ۔۔۔ بندے ہیں، مگر مظہرِ یزداں بھی وہی ہیں

توقیرِ حرم، کعبۂ ایماں بھی وہی ہیں ۔۔۔ قرآں بھی وہی، حاملِ قرآں بھی وہی ہیں

اُنؐ جیسا یہاں، بعدِ خدا، کوئی نہیں ہے — سب کچھ وہیؐ ہیں، اُنؐ کے سِوا کوئی نہیں ہے
قصری کانپوری ___

محبتِ مُصطفیٰؐ سے پہلے، مَیں کچھ نہیں تھا، میں کچھ نہیں تھا
کَرم کی اِس اِنتہا سے پہلے، میں کچھ نہیں تھا، میں کچھ نہیں تھا
میں جو بھی کچھ ہوں، ترا کَرم ہے، یہ بات میں بَرملا کہوں گا
کہ وِردِ صلِّ علیٰ سے پہلے، میں کچھ نہیں تھا، میں کچھ نہیں تھا
اُنہیؐ کی نسبت سے اشک سارے، دَمک اُٹھے، بن گئے ستارے
غمِ حبیبِؐ خدا سے پہلے، میں کچھ نہیں تھا، میں کچھ نہیں تھا
نیازمندی کی اب بہاریں، بجا کہ توقیر بن گئی ہیں
مگر شکستِ اَنا سے پہلے، میں کچھ نہیں تھا، میں کچھ نہیں تھا
جو میری لَے میں اثر ہے انجمؔ! اُنہیؐ کا لُطفِ نظر ہے انجمؔ!
کہ قلبِ درد آشنا سے پہلے، میں کچھ نہیں تھا، میں کچھ نہیں تھا
قمرانجم ___

پلکوں پہ ہے اَشکوں سے چراغاں، مِرے آقاؐ! — آثار کرم کے ہیں نمایاں ہیں، مِرے آقاؐ!
بڑھتی ہی رہی ذرّۂ ناچیز کی قیمت — کرتے رہے اِحسان پہ احساں، مِرے آقاؐ

ہر سال بُلانے لگے دربار میں اپنے — میں اِس کرمِ خاص پہ قرباں، مرے آقاؐ

انجم کو ترےؐ ذِکر کی توفیق مِلی ہے — مہکا مرے اِیماں کا گلستاں، مرے آقاؐ!

—— قمر انجم

بُلا کے دَر پہ مقدر جگا دِیا تُوؐ نے — ترےؐ نثار، بڑا حوصلہ دِیا تُوؐ نے

مَیں کچھ نہیں تھا، مگر کیا بنا دیا تُوؐ نے — جلا کے دِل میں غمِ عشق کا دِیا تُوؐ نے

یہ چشمِ تر، یہ تڑپ، یہ متاعِ سوزوگداز — مجھے تو جو بھی دِیا، بے بہا دِیا تُوؐ نے

ترےؐ کرم کی، ترےؐ حُسنِ التفات کی خیر — کہ میرے دِل کو مدینہ بنا دِیا تُوؐ نے

خدا کا قرب انھی آنسوؤں سے مِلتا ہے — ترےؐ نثار! یہ مژدہ سُنا دِیا تُوؐ نے

گنہگار نے جب واسطہ دیا تیراؐ — تو اپنا دامنِ رحمت بڑھا دِیا تُوؐ نے

نِگاہِ عشق میں مُشکل تھا سُرخرو ہونا — ترا کرم! دِلِ درد آشنا دِیا تُوؐ نے

ترِیؐ نوازشِ پیہم پہ جب بھی غور کیا — گُماں ہوا کہ جہنم بُجھا دیا تُوؐ نے

عطا کی خیر ہو! کیا کچھ نہیں کیا ہے عطا — حقیر ذرّے کو انجم بنا دِیا تُوؐ نے

—— قمر انجم

مجھے آپؐ نے بُلایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے — مرا مرتبہ بڑھایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مجھے جب بھی غم نے گھیرا، مرا ساتھ سب نے چھوڑا — تُوؐ مری مدد کو آیا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مِری زندگی کے دامن پہ برس پڑیں بہاریں
ترےؐ درد نے رُلایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مُجھے وقفِ ذکر کرکے، مِری رُوح میں اُتر کے
مِرے دِل کو دِل بنایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مَیں غموں کی دُھوپ میں جب، ترا نام لے کے نِکلا
مِلا رحمتوں کا سایہ، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

جہاں چُھٹ گئے کِنارے، جہاں چِھن گئے سہارے
تجھےؐ اپنے پاس پایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

مِری لغزشوں کو پیہم، ملے آپؐ کے سہارے
میں گِرا، تو خود اُٹھایا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

درِ مُصطفیٰؐ سے انجم، میں خُود آگیا، مگر دِل
کبھی لَوٹ کر نہ آیا، یہ کرم نہیں تو کیا ہے

—— قمر انجم

مطمئن بیٹھے ہُوئے ہیں حشر کے انجام پر
بخش دے گا بخشنے والا تمہارےؐ نام پر

اَور کیا لو گے سند پیغمبری کے کام پر
ختم کروالی نبوت تمؐ نے اپنے نام پر

میرے ساغر کی تو اے ساقی الگ پہچان ہے
بادہ خوارِ مصطفیٰؐ لکھا ہوا ہے جام پر

کفر کی ظلمت مٹی یُوں مصطفیٰؐ سے اے قمر
چاند غالب آگیا جیسے سوادِ شام پر

—— قمر جلالوی

قمر سہارنپوری نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ عالیہ کا ذِکر دِلسوزی کے ساتھ نہایت عمدہ پیرائے میں کیا ہے جو قابلِ تحسین ہے۔

—— مؤلف

نعتِ محبوبِ خدا جس کا مقدّر ٹھہرے
کیوں نہ وہ شخص مقدر کا سکندر ٹھہرے

آپؐ ممدوحِ خدا، صاحبِ کوثر ٹھہرے
جتنے بدخواہ تھے سرکارؐ کے، اَبتر ٹھہرے

آپؐ کی مدح و ثناء قرض رہے گی ہم پر
آپؐ اوصافِ حمیدہ کا سمندر ٹھہرے

آپؐ ہیں نُورِ خدا، آپؐ سراپا رحمت
کوئی کِس طرح بھلا، آپؐ کا ہمسر ٹھہرے

آپؐ کے صدقے میں تخلیق ہوئے ہیں عالم
آپؐ ہی خلقت کونین کا محور ٹھہرے

آپؐ ادنیٰ سا اِشارہ بھی اگر فرما دیں
گردشِ وقت رُکے، مہرِ منوّر ٹھہرے

آپؐ کے دَر کا شرف، کوئی بھلا کیا جانے
یہ وہ دَر ہے، کہ جہاں وقت بھی آکر ٹھہرے

کیوں نہ دُشمن بھی کریں آپؐ کی توصیف و ثناء
آپؐ الطاف و عنایات کا پیکر ٹھہرے

جِن کو خود عرش پہ خالق نے بُلایا ہو قمَرؔ
غیرممکن ہے، کوئی اُنؐ کے برابر ٹھہرے

—— قمرسہارنپوری

قمرشاہجانپوری کی نعت میں محبّت اور بے ساختگی ہے۔ چند اشعار یہ ہیں۔

—— مؤلف

مِری گواہی، مِری شہادت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے
قسم خدا کی، کہ میری جنّت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے

دِکھا کے تہذیب کے اُجالے، مُجھے نہ بہکائیں دُنیا والے

میں جانتا ہوں، خدا کی رحمت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے

میں جانتا ہوں، مُجھے خبر ہے، میرا عقیدہ یہی قمؔر ہے

جہاں خدا کا ہے، اور حکومت مدینے والے کے ہاتھ میں ہے

ـــــ قمؔر شاہجہانپوری

قمؔر مراد آبادی کی نعت کے مندرجہ ذیل اشعار شاعر کے اُس تعلّق کو ظاہر کرتے ہیں جو اُسے ذاتِ خیرالبشرؐ کے ساتھ ہے۔ اُسے اپنے تعلّق پر یقین کے ساتھ ساتھ ناز بھی ہے۔

ـــــ مؤلف

اے رحمتوں کے بانیؐ! چشمِ کرم اِدھر بھی! — یہ گردشِ زمانہ مدّت سے میرے سَر ہے

اظہارِ مدّعا بھی توہین ہے کرم کی — جو کچھ میں چاہتا ہوں، اُس کی اُنھیںؐ خبر ہے

بے تاب ہو رہے ہیں، سجدے قدم قدم پر — اے بیخودی بتانا یہ کس کی رہگزر ہے!

طیبہ کے راستوں میں تنہائیوں کا ڈر کیا — جب رحمتِ الٰہی، خود میری ہمسفر ہے

اے رحمتِؐ دو عالم! کچُھ اِس طرف توجّہ! — اِک بے نوا قمؔر بھی، محتاجِ یک نظر ہے

ـــــ سراج الحق قمؔر مراد آبادی

خود خدا کرتا ہے مدحت آپؐ کی
اللہ اللہ! شان و عظمت آپؐ کی

اُن کو دوزخ بھی جلا سکتی نہیں
جن کے دل میں ہے محبت آپؐ کی

خالقِ کونین کی طاعت کے بعد
فرض ہے سب پر اَطاعت آپؐ کی

خوبیٔ قسمت پہ نازاں ہو قمر
خواب میں گر ہو زیارت آپؐ کی

—— قمرؔ یزدانی

وِرد ہو پیارے نبیؐ کا نام سوتے جاگتے
عشق میں مجھ کو نہ ہو کچھ کام سوتے جاگتے

جس نے کلمہ پڑھ لیا، دِل سے، اُسی خوش بخت پر
آئے ہیں سرکارؐ کے پیغام سوتے جاگتے

سایۂ افگن ہے مدینہ کے گدا پر، دُھوپ میں
گنبدِ خضرا کا دِلکش بام، سوتے جاگتے

حق کی منزل کے مسافر، نام لیتے ہیں ترا
شہر میں، صحرا میں، صبح و شام، سوتے جاگتے

جب سے حُسنِ سرورِؐ عالم کی دیکھی ہے جھلک
باندھتا ہوں عشق کا احرام سوتے جاگتے

اللہ اللہ! شدّتِ عشقِ نبیؐ کا معجزہ
پی رہا ہوں رحمتوں کے جام سوتے جاگتے

بادۂ توحید پیتا ہوں سرِ بزمِ طلب
مِل رہا ہے مجھ کو اِذنِ عام، سوتے جاگتے

میں شہیدِ نُورِ حق ہوں، میں پرستارِ نبیؐ
کاش! مجھ پر آئیں یہ اِلزام سوتے جاگتے

ڈھل رہی ہے، دھڑکنوں میں دِل کی، آوازِ نبیؐ
تجھ پہ اے قیصرؔ! ہے یہ اِلزام سوتے جاگتے

—— پروفیسر قیصرؔ جعفری

مولانا کافی مراد آبادی جنگِ آزادیِ ہند کے نامور شہدا میں سرِفہرست ہیں۔ آپ کو تحریکِ آزادی کا قافلہ سالار قرار دیا جا سکتا ہے۔ انگریز حاکم جنرل جونس کے حکم پر آپ گرفتار ہُوئے۔ آپ کو چوک مُراد آباد میں سرِعام تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مولانا کافی کی نعت میں افراط و تفریط کی آمیزش نہیں۔ آپ کا اندازِ اظہار مؤثر، شستہ، اور پسندیدہ ہے۔ ذیل میں ماہنامہ "نعت" سے چُن کر چند پھُول پیش کر رہا ہوں۔

—— مؤلف

کچھ نہ کام آیا دِلِ مضطر تڑپنا لَوٹنا ۔۔۔ تھا عبث، بے فائدہ، بے پَر تڑپنا لَوٹنا
مُرغِ بسمل کی طرح یاں خاک پر لَوٹے تو کیا ۔۔۔ چاہئے خاکِ مدینہ پر تڑپنا لَوٹنا
اِس تڑپنے لَوٹنے سے دِل مِرا بھرتا نہیں ۔۔۔ ہو قبولِ خالقِ اَکبر، تڑپنا لَوٹنا
صُورتِ موجِ تلاطم، یاالٰہی! کر عطا! ۔۔۔ از برائے صاحبِؐ کوثر، تڑپنا لَوٹنا
ہو نصیبِ کافیِؔ عاصی، الٰہ العالمیں ۔۔۔ دیکھ کر وہ گنبدِ اَخضر، تڑپنا لَوٹنا

—— کافیؒ شہید

کفایت علی کافیؒ کے چند اشعار جو دِلربائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ (مؤلف)

جو پناہ سیّدؐ کون و مکاں میں آگیا — وہ بِلاشک حق تعالیٰ کی اماں میں آگیا
جس نے حضرتؐ کا وسیلہ، دوستو! حاصل کیا — میں یہ کہتا ہوں کہ وہ دارالاماں میں آگیا
یہ نہیں ممکن، جلائے آتشِ دوزخ اُسے — کلمۂ دینِ محمدؐ، جس زباں پر آگیا

——— کفایت علی کافیؒ مراد آبادی شہید

خاتمِ پیغمبراں! فریاد ہے — دستگیرِ بیکساں! فریاد ہے
دردِ دِل نے روز تڑپایا مجھے — اے طبیبِ مہرباں! فریاد ہے
رحمتِ عالم تمہاراؐ ہے لقب — رہنمائے گمرہاں! فریاد ہے
اے حبیبِ خاص! محبوبِ خدا — میری تمؐ سے ہر زماں فریاد ہے
آپؐ کی دَرگاہ ہے دارالشفا — اِس لئے میری یہاں فریاد ہے
کافیِ عاصی کو بخشا لیجئے — ہُوں تمہاراؐ مدح خواں، فریاد ہے

——— کفایت علی کافیؒ مراد آبادی شہید

بال و پَر والے گئے اُڑ کر مدینہ کے قریب — مَیں پہنچتا کِس طرح بے پَر، مدینہ کے قریب

آہ قسمت! گر مرا تائید پر ہوتا نصیب
میں پہنچتا اب تلک جا کر مدینہ کے قریب

روضۂ اقدس کو، باعینِ ادب دیکھا کروں
دے مکاں گر خالقِ اکبر، مدینہ کے قریب

اس دیارِ جانفزا میں کاش ہم پاتے وطن
پھرتے رہتے روز و شب اکثر مدینہ کے قریب

آہ دردا! وا دریغا! حسرتا وا حسرتا!
کاش کہ میرا بھی ہوتا گھر مدینہ کے قریب

ایک دم، دم میں اگر چاہے خدائے روزگار
اُڑ کے پہنچے کافیِؔ مضطر مدینہ کے قریب

—— کفایت علی کافیؒ مراد آبادی شہید

جب تلک باہم ہو یارب! جسم و جاں کا ارتباط
نعتِ حضرتؐ سے رہے، میری زباں کا ارتباط

خوش نہیں آتا ہے کوئی شعر اب اِس کے سوا
ہو گیا مدحِ نبیؐ میں مدح خواں کا ارتباط

چل مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر شہرِ وطن
اِس مُراد آباد سے کافیؔ! کہاں کا ارتباط

—— کافیؒ شہید

ہر سحر رُوئےؐ مبارک کی زیارت کرتے
داغِ حرماں دلِ محزوں سے مٹاتے جاتے

جراُتِ شوق کا اندازِ ترقی دیکھو
دلِ عشاق کے عنوانِ تمنا دیکھو
دست رس ہوتے اگر، اُنؐ کے قدم تک دیکھو
پائے اقدس سے اُٹھاتے نہ کبھی آنکھوں کو

روکنے والے اگر لاکھ ہٹاتے جاتے

ایسی قِسمت تھی کہاں اے گُلِ غمگیں اپنی
ملتے آنکھوں سے جو نعلینِ مبارک اُنؐ کی
یہی دولت تو ہمیں آہ میسّر ہوتی
قدمِ پاک کی گر خاک بھی ہاتھ آ جاتی
چشمِ مشتاق میں بھَر بھَر کے لگاتے جاتے

ایک سَر کیا، کہ میسّر ہوں اگر لاکھوں سَر
بس یہی حسرت و افسوس ہے ہر شام و سحر
سَر بَسر کیجیو قربان بس اِن قدموں پر
خواب میں دولتِ دیدار سے ملتے وہؐ اگر
بختِ خوابیدہ کو ٹھوکر سے جگاتے جاتے

—— کفایت علی کافیؔ مراد آبادی شہید

عشقِ احمدؐ سے دِل کو راحت ہے کیا ہی اللہ کی عنایت ہے
گر میسّر ہو آپؐ کی چاہت کیا ہی دولت ہے، کیا ہی دولت ہے
جرم کافیؔ کے بخش دے یارَبّ! یہ بھی خیرالبشرؐ کی اُمّت ہے

—— کافیؔ شہید

قول یہ میرا نہیں، قولِ شہِؐ ابرار ہے
مخبرِؐ صادق کے فرمانے کو ماننا چاہیے

کچھ بھی گر دل میں تمہارے خواہشِ ایمان ہے
ہر بشر سے آپؐ کو محبوب جانا چاہیے

جان و دل قربان کر، حبِ شہِ ابرارؐ میں
مغفرت کے واسطے کچھ تو ٹھکانا چاہیے

—— کافیؒ شہید

ستوں کی دیکھ کر حالت، صحابہؓ سَر بسر روئے
تمامی حاضرانِ مجلسِ خیرالبشرؐ روئے

رُلائے جب کہ چوبِ خشک کو حضرتؐ کی مہجوری
کہو، پھر عینِ غیرت سے نہ کیونکر ہر بشر روئے

پھرا جاتا ہے آنکھوں میں وہ عالم اُنؓ کے رونے کا
کہ کِس کِس طرح سے اصحابؓ، باسوزِ جگر روئے

اِدھر گرمِ فغاں تھا وہ ستوں، صدمہ سے فرقت کے
اُدھر یہؓ شدّتِ رقت سے باصد چشمِ تر روئے

رسولؐ اللہ کی اُلفت محبّو! عینِ ایماں ہے
فراقِ مصطفیٰؐ میں اہلِ ایماں عمر بھر روئے

بہ شکلِ ابر، اے کافیؔ، یہ مہجوروں کا عالم ہے
یہاں روئے، وہاں روئے، اِدھر روئے، اُدھر روئے

—— مولانا کفایت علی کافیؒ مراد آبادی شہید

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے، نقشِ روئے محمدؐ بنایا گیا
پھر اِسی نقش سے مانگ کر روشنی، بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا

وہ چراغِ محبّت جو روزِ اَزل، خلوتِ لامکاں میں جلایا گیا
نُور سے اُس کے آخر جہاں تا جہاں ذرّے ذرّے کا دِل جگمگایا گیا

وہ محمدؐ بھی، احمدؐ محمودؐ بھی، حُسنِ مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیرمحدود بھی، ظاہراً اُمیوں میں اُٹھایا گیا

اُس کے اَفکار میں جانفزا روشنی، اُس کی گفتار میں دِلنشین نغمگی
اُس کے کردار میں ہے وہ پاکیزگی، جس کو مقصودِ فطرت بنایا گیا

اُس کی شفقت ہے بے حد و بے انتہا، اُس کی رَحمت تخیّل سے بھی ماورا
جو بھی عالم جہاں بھی بنایا گیا، اُس کی رَحمت سے اس کو بسایا گیا

میرے احساس میں روشنی اُس کی ہے، میری آواز میں تازگی اُس کی ہے
میری اپنی نہیں زندگی اُس کی ہے، جس کو میرا نگہبان بنایا گیا

حشر کا غم مجھے کِس لئے ہو کرمؔ، میرا آقا ہے وہؐ میرا مولیٰ ہے وہؐ
جِس کے دامن میں جنّت بسائی گئی، جس کے ہاتھوں سے کوثر لٹایا گیا

کرمؔ حیدری

دیا اِذنِ حضوری مجھ سے ناکارہ کو آقاؐ نے
بُلایا اپنے دَر پر، کِس قدر لُطف و عنایت ہے

جو مِلتی ہے بڑی مُشکل سے، یہ ایسی سعادت ہے
مدینے کی فضا میں سانس لینا بھی عبادت ہے

کھڑا ہُوں سر جُھکائے بابِ رَحمت پر ندامت سے
کروں کیا عرض، چہرے پر ندامت ہی ندامت ہے

یہ کیا کم ہے شرف، شامل ہُوں میں اُنؐ کے غلاموں میں
وہ جن کے زیرِ پا دونوں جہاں کی بادشاہت ہے

معافی، پردہ پوشی، دشمنوں پر لطف کی بارش
مرے آقاؐ کی فطرت ہے، مرے مولیٰؐ کی عادت ہے
درِ اقدس سے لوٹ آئے تو یہ عقدہ کھلا ہم پر
بچھڑ کر انؐ سے جینا بھی قیامت ہی قیامت ہے

کلیم عثمانی

رُوحِ یقین و مرکزِ ایماں ہے تیریؐ ذات
جانِ جہان و جلوۂ یزداں ہے تیریؐ ذات
سرتاجِ علم و حلم، جمالِ رُخِ الٰہ
حُسنِ عمل کا مہرِ درخشاں ہے تیریؐ ذات
بے مثل و بے مثال ہے تیراؐ وجودِ پاک
حُسن و جمالِ عالمِ اِمکاں ہے تیریؐ ذات
تکوینِ ہست و بود کا جذبہ تراؐ وُجود
تخلیقِ کائنات کا عنوان ہے تیریؐ ذات
آباد تیرےؐ دم سے ہے دُنیا کمالؔ کی
جانِ بہار و حُسنِ گلستاں ہے تیریؐ ذات

کمالؔ سالارپوری

ہوتا پھروں نہ حشر میں رُسوا مِرے حضورؐ!
دیکھے نہ خلق میرا تماشا، مِرے حضورؐ!
اب میں ہُوں اور تیرےؐ تصوّر کی جنتیں
اب میں ہُوں اور تیریؐ تمنّا، مِرے حضورؐ!
مجھ کو بھی زندگی میں مدینہ نصیب ہو
چمکے مِرے نصیب کا تارا، میرے حضورؐ!
آئے تو موت آئے، دیارِ حبیبؐ میں
مرقدِ مِرا بنے، تو مدینہ، مِرے حضورؐ!

کمالؔ سالارپوری

مدینے کو چلو، دربار دیکھو — رسولؐ اللہ کی سرکارؐ دیکھو
نظر آتی ہے واں شانِ خدائی — در و دِیوار کے اَنوار دیکھو
محمدؐ رحمۃ اللعالمیں ہیں — یہی رحمت کے ہیں آثار دیکھو
نظر ہو میری حالت پر بھی مولیٰؐ — اِدھر بھی اِک نظر سرکارؐ دیکھو
مدینے چل کے اِک دِن حضرتِ دِل — شہِؐ کونین کا دربار دیکھو
ستایا ہے بہت مجھ کو فلک نے — میرے آقاؐ مرے غمخوار دیکھو

مہاراجہ سرکشن پرشاد شادؔ

میرے لئے ہر گلشن رنگین سے بھلی ہے — کانٹے کی وہ اِک نوک جو طیبہ میں پلی ہے
جو اُنؐ کی گلی ہے وہی دراصل ہے جنّت — دراصل جو جنّت ہے وہی اُنؐ کی گلی ہے
للہ اِدھر سے بھی مدینے کی ہواؤ! — کچھ روز سے پژمردہ مرے دِل کی کلی ہے
کوثرؔ غمِ کونین سے دِل ہوگیا فارغ — اب عشقِ نبیؐ زیست کا عنوانِ جلی ہے

کوثرؔ نیازی

آپؐ کے دَر سے پائے بشر روشنی — حُسنِ اخلاق کی معتبر روشنی

چل کے دیکھو! نقوشِ کفِ پا پہ تم! ہر قدم پہ عیاں، سَر بہ سَر روشنی
جگمگانے لگے زندگی کے دِیے مہرِ انور سے پھیلی، جدھر روشنی
شہرِ اُم القریٰ مظہرِ نُور ہے! پا رہی ہے وہاں ہر نظر روشنی
کاروانِ محبّت کو ہر گام پَر راہ دِکھلائے شام و سَحَر، روشنی

—— گوہر ملسیانیؒ (رحیم یار خان)

لالۂ صحرائی کے یہ نعتیہ اشعار دِل کو مرغوب ہوئے، اور قلم نے انہیں بہ صد شوق شامل انتخاب کیا۔

—— مؤلف

خدا کرے کہ میں جاؤں مدینے پھر اِک بار خدا کرے کہ میں ہو جاؤں پھر سے باغ و بہار
مِلا جسے بھی زمانے میں آستانِ حضورؐ سکُونِ رُوح مِلا اُس کو، اور دِل کا قرار
جو ابرِ حبِّ نبیؐ جاں پہ برسا ہے تخیلات کے خوشوں پہ آگئی ہے بہار
مَیں ایک بندۂ عاصی ہوں اور نادم ہُوں ہے اِلتماسِ شفاعت، بخدمتِ سرکارؐ

—— لالۂ صحرائی

چلا ہُوں جانبِ بطحاؐ سراپا آرزو ہو کر مری آنکھوں سے آنسو ہیں رواں دِل کا لہو ہو کر
مِلی اِس کُرۂ خاکی میں مجھ کو راہ جنّت کی حرم کے کُرۂ گنبد کے اکثر رُوبرو ہو کر

عجب صدمہ ملا ہے مُجھ کو یارو زندگی بھر کا　　کہ لوٹ آیا ہُوں زندہ، جالیوں کے رُوبرو ہو کر

لالۂ صحرائی

رکھتا ہے تیری یاد یہ ہر آن یارسولؐ　　سو جاں سے اپنے دِل پہ ہوں قربان یا رسولؐ

شُکر خدا کہ تیری غلامی ہوئی نصیب　　کوئی نہ تھا نجات کا سامان یا رسولؐ

گر وقتِ نزع شربت دِیدار ہو نصیب　　صدقے میں تیرے پایا ہے ایمان یا رسولؐ

لطفؔ بریلوی

جل کر اِس آگ میں دِل مضطر کباب ہو　　یاربّ حصولِ عشقِ رسالت مآبؐ ہو

جِس روز عاصیوں کا حساب و کتاب ہو　　خالق کی بارگہ میں تمہیں باریاب ہو

بے شبہہ تم ہی شافعِ یَومِ حساب ہو　　لاریب سب رسولوںؑ میں تم لاجواب ہو

لطفؔ بریلوی

ماہرالقادری کا اندازِ نعت گوئی بڑا دِلکش اور دِلپذیر ہے۔ اِس میں خلوص ہے، رعنائی ہے، سچّائی ہے، صداقت ہے، حلاوت ہے۔ شاعر کو زبان و بیان پر قدرت ہے۔ کلام کی پاکیزگی سے عشقِ رسول کی خوشبو آتی ہے۔ اشعار موقع کی مناسبت سے بھی ادا ہوئے ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ موتی لاجواب ہیں۔ ماہرالقادری کا اِس احقر مؤلف پر احسان ہے۔ کہ موصوف کے نعتیہ اشعار نے اُسے رُوح پرور اور ایمان

افروز لمحات سے رُوشناس کیا۔

——— مؤلف

مکّہ سے مدینہ جاتے ہوئے

پاک دِل، پاک نفس، پاک نظر، کیا کہنا!
بعد مکّہ کے مدینہ کا سفر، کیا کہنا!

تپشِ شوق بھی ہے، گرمیِ موسم بھی ہے
اور پھر اِس پہ مِرا سوزِ جگر، کیا کہنا

خشک آنکھوں کو مبارک ہو یہ طغیانیِ شوق
ہَیں رَواں اشک بہ اندازِ دِگر، کیا کہنا

——— ماہرؔ القادری

شوقِ طلب ہے راہبر، جوشِ جنُوں ہے پاسباں
سُوئے مدینہ النبیؐ، کون ہے یہ رَواں دَواں

اُنؐ کا خیال، اُنؐ کی یاد، اُنؐ کا ہی ذِکر و داستاں
شُکرِ خدا! کہ اب نہیں ایک نفس بھی رائیگاں

نازِش انتخاب ہے، اُس کی نِگاہ اِنتخاب
شاخِ حرم کو چُن لیا، جِس نے برائے آشیاں

حالِ تباہ دیکھ کر، اُنؐ کو بھی پیار آگیا
تُجھ پہ خدا کی رحمتیں، اے مِرے قلبِ ناتواں

——— ماہرؔ القادری

افریقہ اور یورپ کے طویل سفر کے بعد
شاعر کی دربارِ رسولؐ میں حاضری

وارفتہ و بیچارہ، درماندہ و ناکارہ — دربار میں حاضر ہے، اِک شاعر آوارہ
پہلے تو مری آنکھیں اشکوں سے وضو کرلیں — اِتنی مجھے مہلت دے، اے حسرتِ نظّارہ
چھینٹا کوئی پڑ جائے ہاں! شبنمِ رحمت کا — مدّت سے دہکتا ہے، سینہ میں اِک انگارہ
مسجد کے ستوں کیا ہیں، انوار کے فوّارے — جالی ترےؐ روضہ کی، رحمت کا ہے گہوارہ
جو اشکِ ندامت ہے، نادار کی دولت ہے — دِل کا بھی یہی فدیہ، آنکھوں کا بھی کفارہ

—— ماہرؔ القادری

حرم میں اَذانِ سحر، اللہ اللہ — کہ ہیں وجد میں بحر و بر، اللہ اللہ
بہ ہر طرف یہ ملتزم پر دُعائیں — یقینِ قبول و اثر، اللہ اللہ
مقامِ براہیمؑ پر یہ نمازیں — بہ ہر سجدہ، معراجِ سر، اللہ اللہ
دھڑکتے ہوئے دِل کا لے کر سہارا — مناجات با چشمِ تر، اللہ اللہ
تصوّر میں ہے ایک زندہ حقیقت — تخیّل میں ہے معتبر، اللہ اللہ
تجلّی میں دھوئے ہوئے سنگریزے — یہاں کے نجوم و قمر، اللہ اللہ
جلالِ الٰہی کی تابندگی میں — جھلکتے ہوئے بام و دَر، اللہ اللہ

یہ میزابِ رحمت، وہ رُکنِ یمانی مقاماتِ اہلِ خرد، اللہ اللہ
وہ کعبہ جسے دیکھ لینا عبادت مسلسل ہے پیشِ نظر، اللہ اللہ

ماہرؔ القادری

زمانے کا رسالت پر تریؐ ایمان ہے ساقیؐ
مگر اُلفت تریؐ، اِیمان کی بھی جان ہے ساقیؐ

تجھےؐ جس نے نہ پایا، وہ خدا کو پا نہیں سکتا
کہ تیریؐ معرفت، اللہ کی پہچان ہے ساقیؐ

زہے قسمت! کہ میں منِ جملۂ اہلِ محبت ہوں
ترےؐ اصحابؓ کی اُلفت مرا ایمان ہے ساقیؐ

مرا مسلک نہیں، ایمان کو ڈر کر چھپا لینا
مرا ایمان تو اعلان ہی اعلان ہے ساقیؐ

ـــــ ماہرؔ القادری

اِنقلاب

حضرت محمدؐ رسول اللہ جس اِنقلاب کے پیغمبر تھے، وہی حقیقی اور آخری انقلاب تھا۔ اِس کے بعد جتنے اِنقلاب بھی دنیا میں آئے، آ رہے ہیں یا آئیں گے وہ بالکل منفی اور ہنگامی ہیں جن کو زندگی کے مسائل کی آساس بنانا اِنتہائی خطرناک غلطی ہے۔

ـــــ ماہرؔ

جہاں سے نقشِ خودی کے مٹا دیئے تُو نے
چراغِ مجلسِ عرفاں جلا دیئے تُو نے

قدم قدم پہ تجلّی کی رُوح دوڑا دی
رَوشِ رَوشِ پہ گلستاں کھلا دیئے تُو نے

وہ سر، کہ جن میں بھری تھی ہوائے کبر و غرور
خدا کے سامنے لا کر جُھکا دیئے تُو نے

عرب کی خاک کو خلد و جناں بنا ڈالا
لطافتوں کے خزانے لُٹا دیئے تُو نے

جہاں کو درسِ دیا زندگیِ سادہ کا
تکلّفات کے پُرزے اُڑا دیئے تُو نے

تری نِگاہ کے قرباں! کہ مل گئی تسکیں
ترے نثار! کہ روتے ہنسا دیئے تُو نے

——— ماہرالقادری

زندگی میں جو کوئی سخت مقام آتا ہے
اُس گھڑی لَب پہ محمدؐ ہی کا نام آتا ہے

صبر کر اے دِلِ بیتاب! نہ اِتنا گھبرا
اب کوئی دَم میں مدینہ سے پیام آتا ہے

میں سرِ حشر، کچھ اِس شان سے پہنچا ماہرؔ
شور اُٹھا کہ محمدؐ کا غلام آتا ہے

——— ماہرالقادری

کِس بیم و رَجا کے عالم میں طیبہ کی زیارت ہوتی ہے
اِک سمت شریعت ہوتی ہے اِک سمت محبّت ہوتی ہے

طیبہ کے ببولوں کے کانٹے پھولوں سے بھی نازک تر نکلے
تلووں کو بھی لذت ملتی ہے آسودہ طبیعت ہوتی ہے
اُس دِل پہ خدا کی رحمت ہو جس دِل کی یہ حالت ہوتی ہے
اِک بار خطا ہو جاتی ہے سو بار ندامت ہوتی ہے

ماہرؔ القادری

اِرم مدینے میں، باغِ جناں مدینے میں — ہر ایک چیز ہے جنت نشاں مدینے میں
زمیں پہ کیوں نہ جھکے آسماں مدینے میں — ہے محوِ خواب شہؐ دو جہاں مدینے میں
غمِ حیات، غمِ آخرت، غمِ کونین — میں بھول جاؤں گا سب، بیگماں مدینے میں
ہر اِک قدم پہ مسلسل ہے رحمتوں کا نزول — علائقِ غمِ ہستی کہاں مدینے میں

—— مبارک شاہینؔ

غبارِ رَہ کو شناسائے نو بہار کیا — غریبِ شہر تھا، مولیٰؐ نے شہرِ یار کیا
حقوقِ بندہ و مولا کی آگہی بخشی — جو آشکار نہ تھا، ہم پہ آشکار کیا
عمل نہ ہو تو یہ دُنیا جہانِ بے معنی — یہ راز سب کی نِگاہوں پہ آشکار کیا
مجھے یہ فخر ہے، میرے رسولؐ نے محسنؔ — یتیم و بے کس و بے آسرا سے پیار کیا

محسنؔ

شعورِ عشق مدینے کی سرزمین سے مِلا — دوا بھی، درد بھی'' جو کچھ ملا، یہیں سے ملا
درِ نبیؐ پہ نہ کیوں ہو گمانِ عرشِ بریں — کہ سچ تو یہ ہے، خدا بھی ہمیں یہیں سے ملا
جہاں میں یُوں تو مسیحا نفس ہوئے ہیں بہت — مگر نجات کا نسخہ اِسی اَمیںؐ سے ملا
خدا نے آپ کہا ہے تجھے سراجِ منیر — جہاں کو نورِ ہدایت تری جبیں سے ملا

محشَر رسول نگری

اِیماں بھی آپؐ، حاصلِ اِیماں بھی آپؐ ہیں — عرفان بھی، ذریعۂ عرفاں بھی آپؐ ہیں
دستورِ حق بھی آپؐ ہیں، عنواں بھی آپؐ ہیں — قرآن بھی، مفسر قرآں بھی آپؐ ہیں
آیاتِ بینات کا مفہوم ہیں حضورؐ — قراں کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں حضورؐ

محشَر رسول نگری

درِ مصطفیٰؐ ہو نصیب اگر، تو حریمِ قرب و رضا ملے
ہے عجیب سرِ عبودیت، کہ نبیؐ ملے تو خدا ملے
ہے مدینہ مرکزِ جسم و جاں، ہُوئے ایک عشق و خرد یہاں
کہ مقامِ حق کی تلاش میں، یہی دونوں راستے آ ملے

یہ نصیب میرا نصیب تھا، میں گدائے شہرِ حبیبؐ تھا
مجھے فخرِ اہلِ عطا ملے، مجھے شاہِ جود و سخا ملے

یہ وہ در ہے محشرؔ بے نوا، ہے یہاں کی رسمِ کرم جدا
جو ملے، تو حسبِ طلب ملے، نہ ملے تو سب سے سوا ملے

محشرؔ

جمالِ گنبدِ خضرا نظر میں رہتا ہے
ہزار دُھوپ ہو، سایۂ ہی گھر میں رہتا ہے

درِ نبیؐ کی طلب میں یہ حال ہے اپنا
کہیں مقیم رہیں، دِل سفر میں رہتا ہے

وہ ایک جلوہ جسے دو جہاں سلام کریں
دِلِ شکستہ میں، یا چشمِ تَر میں رہتا ہے

جہاں تک آپؐ کی تقلید ہو، اُسی حد تک
سلیقہ بشریت، بشر میں رہتا ہے

جو دیکھ آتا ہے شام و سحر مدینے کی
تمام عمر اُنہی شام و سحر میں رہتا ہے

چراغِ سیرتِ پُر نور اگر نِگاہ میں رہے
تو پھر اندھیرا کہاں رَہگزر میں رہتا ہے

کرم کی بارشیں اُس دم بھی کم ہیں، جس دم
نہ کوئی پھول، نہ پتہ، شجر میں رہتا ہے

ہیں وہ بھی بندے جو رہ کر گھروں میں، بے گھر ہیں
مگر خدا اُنہی بندوں کے گھر میں رہتا ہے

نہ ہو جو ذکرِ نبیؐ، پھر دیئے ہزار جلیں
سدا اندھیرا ہی شہرِ ہنر میں رہتا ہے

محشرؔ بدایونی

لُوح بھی تُوؐ، قلم بھی تُوؐ، تیراؐ وجُود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ، تیرےؐ محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرےؐ ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دِیا تُوؐ نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم، تیرےؐ جلال کی نمود
فقر جنیدؒ و بایزیدؒ، تیراؐ جمالِ بے نقاب

شوق تراؐ اگر نہ ہو میری نماز کا اِمام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیریؐ نِگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقلِ غیاب و جستجو، عشقِ حضور و اِضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں، گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تیز کر جلوۂ بے حجاب سے

علامہ محمد اقبالؒ

شیرازہ ہُوا ملت مرحوم کا اَبتر
اب تُوؐ ہی بتا، تیراؐ مسلمان کدھر جائے

ہ لذّتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں، وہ طوفان کِدھر جائے

ہرچند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اِس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کِدھر جائے

اِس راز کو اب فاش کر، اے رُوحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کِدھر جائے

علامہ محمد اقبالؒ

ہ آئے بھی، اور آئے بھی قرآں لئے ہُوئے
تنظیمِ کائنات کا ساماں لئے ہُوئے

نِکلا حِرا کے غار سے وہؐ نازشِ مسیحؑ — سارے جہاں کے درد کا دَرماں لئے ہوئے
گزرے وہؐ جس مقام سے، طائف ہو یا حُنین — اپنے جلو میں نصرتِ یزداں لئے ہوئے
اللہ رے نطق احمدِؐ مرسل کی سادگی — ہر لفظ ہے حقیقتِ عریاں لئے ہُوئے
معراج میں یہ شوکت و اجلالِ مصطفیٰؐ — جبرئیلؑ بھی ہیں دیدۂ حیراں لئے ہُوئے
اُنؐ کے حضور، اُنؐ کی نوازش کی سُن کے دُھوم — آئی سحر بھی چاک گریباں لئے ہوئے

علامہ محمد اقبالؒ

محمد اکرم رضاؔ کی نعت میں درد و سوز کے ساتھ ساتھ روانی اور بے ساختگی قاری پر دِلنشیں اثر پیدا کرتی ہے۔ اِسے سادہ الفاظ کا پیراہن دیا گیا ہے جو نعت کے حُسن کو دوبالا کرتا ہے۔ (مؤلف)

ہر گھڑی شُکرِ ربّ العلیٰ چاہئے — عشقِ احمدؐ مِلا، اور کیا چاہئے
قطرہ مانگو گے، دریا ملے گا تمہیں — اِک ذرا اُنؐ کے دَر پر صدا چاہئے
اہلِ اِیماں کی آنکھوں کا سرمہ ہے جو — بس مُجھے تو وہ خاکِ شفا چاہئے
جس سے کلیاں کِھلیں قلبِ ناشاد کی — وہ مدینہ کی ٹھنڈی ہوا چاہئے
وہؐ کرم بار ہے، شاہِؐ جن و بشر — آج مُجھ سا بھی کوئی گدا چاہئے
مار ڈالا ہے آلامِ حالات نے — یانبیؐ! چشمِ لُطف و عطا چاہئے
جل رہے ہیں غموں کی کڑی دُھوپ میں — غم زدوں پر کرم کی رِدا چاہئے
کیا غرض اُس کو ہے مال و زر سے رضاؔ! — جس کو حبِ حبیبِؐ خدا چاہئے

—— محمد اکرم رضا (گوجرانوالہ)

شافعِ حشر ہے، یا شاہؐ! فقط آپؐ کی ذاتؐ　　آپؐ کا وصف ہو کس منہ سے، پھرائے نیک صفات!

میری عزّت ہے شہاؐ! حشر کے دِن آپؐ کے ہاتھ!　　غضبِ پُرسشِ اعمال سے مل جائے نجات!

اپنے اعمال سے شرمندہ و نادِم ہُوں مَیں

تیریؐ درگاہِ فلک جاہ کا خادِم ہوں مَیں

آپؐ پر کچھ نہیں پنہاں، ہے مرا حال سقیم　　خنجرِ ہجر سے یا شاہؐ! مرا دِل ہے دو نیم

اِس جگہ رہنے میں لاحق ہیں ہر اِک طور کے بیم　　ہے یہ اُمید کہ ہوں رَوضۂ اَقدس پہ مقیم

اب وہاں زِیست ثناء خواں کی بسر ہو جائے

شامِ عمر اپنی اِسی جا پہ سحر ہو جائے

جھاڑوں پلکوں سے وہاں، صحنِ مقدّس کی زمیں　　کبھی خوش ہو کے بصدِ شوق رکھوں دَر پہ جبیں

دُوریِ روضۂ پُر نور سے آرام نہیں　　صدمۂ ہجر سے گھبراتی ہے اب جانِ حزیں

اے مسیحاؐ! مرے اس دَرد کا درماں ہو جائے

روضۂ پاک پہ قیصَر، وہیں قرباں ہو جائے

—— محمد امین الدین قیصَر

اِسمِ احمدؐ، ذہن کی، قلب و نظر کی روشنی　　ماند جس کے سامنے شمس و قمر کی روشنی

آپؐ کے آنے سے دِل کے بند دروازے کھُلے
آپؐ شہرِ آگہی کے بام و دَر کی روشنی

آپؐ کی رَحمت کا سایہ، بے کسوں کا سائباں
آپؐ ہی کا ذِکر، ہر مفلس کے گھر کی روشنی

ذاتِ اطہر آپؐ کی ہے، رونقِ اَرض و سما
آپؐ کی مدح و ثناء ہے، بحر و بَر کی روشنی

باعثِ تسکینِ جسم و رُوح، نِسبت آپؐ کی
آپؐ کی اُلفت ہے، ہر قلب و نظر کی روشنی

ہے اُجالا زندگی کا، آپؐ کا خلقِ عظیم
آپؐ کا اُسوہ ہے، ہر دِل کے نگر کی روشنی

آپؐ کی توصیف میری آگہی کی اِنتہا
آپؐ کی تمہید ہے، میرے ہُنر کی روشنی

——— محمد انور حسین انوؔر (اِسلام آباد)

کچھ نہ پوچھو، وصلِ محبوبِؐ خدا کیونکر ہوا
مَیں ہی دِل سے پُوچھتا ہوں، کیا ہُوا، کیونکر ہُوا

دستِ کوتہ جالیوں تک خود رسا کیونکر ہوا
مَیں گنہگار اِس طرح کا پارسا کیونکر ہوا

خاکِ نعلینِ طبیبؐ رُوح گر اِس میں نہیں
پھر یہ نام اِس خاک کا خاکِ شفا کیونکر ہوا

دِل سے کیا پوچھوں کہ ہے یہ بے زباں، کیا کہہ سکے
کیا ہوا حاصل زیارت کا مزا، کیونکر ہوا

محمد حسین فقیؔر

کوئی اُنؐ کے بعد نبیؐ ہوا، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

کوئی ایسی ذاتِ ہمہ صفت، کوئی ایسا نُورِ ہمہ جہت

کوئی مصطفیٰؐ، کوئی مجتبیٰؐ، نہیں، اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

بجز اُنؐ کے رحمتِ ہر زماں، کوئی اور ہو تو بتایئے

نہیں، اُنؐ سے پہلے کوئی نہ تھا، نہیں، اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

کسی ایسی ذات کا نام لو، جو امیں بھی ہو، جو اماں بھی ہو

ہے مِرے یقین کا فیصلہ، نہیں، انؐ کے بعد کوئی نہیں

یہ نگارِ خانۂ روز و شب، اُسی مبتدا کی خبر ہے سب

مگر ایسا جلوۂ حق نما، نہیں، اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

یہ سوال تھا، کوئی اور بھی ہے گناہگاروں کا آسرا

تو رُواں رُواں یہ پکار اُٹھا، نہیں اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

وہ قدم اُٹھے، تو بیک قدم، ہمہ کائنات تھی زیرِ پا

یہ بلندیاں کوئی چھو سکا، نہیں، اُن کے بعد کوئی نہیں

کوئی اُنؐ کے بعد نبی ہوا، نہیں، اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا، نہیں، اُنؐ کے بعد کوئی نہیں

محمد حنیف نازشؔ قادری

محمد حنیف نازشؔ قادری میدانِ نعت گوئی کے آزمودہ شہسوار ہیں۔ اپنے منفرد انداز میں اُونچی پرواز کرتے ہیں اور پڑھنے والوں کے قلب و ذہن مسخر کر لیتے ہیں۔ خداتعالیٰ اجر سے نوازے۔ (آمین)

____ مؤلفؔ

یانبیؐ! کتنا حسیں ہے نام پیارا آپؐ کا
ہم بُروں کو دو جہاں میں ہے سہارا آپؐ کا

ڈھل گئی ساری سیاہی اُس کے بداعمال کی
صدقِ دِل سے جِس نے بھی کلمہ پُکارا آپؐ کا

منکرِ اِسلام تھا، داخل صحابہؓ میں ہوا
چشمِ اِیماں سے کیا جِس نے نظارہ آپؐ کا

دوستو! دِل میں بٹھا لو آج نازشؔ کی یہ بات
کملی والاؐ ہی وسیلہ ہے ہمارا، آپؐ کا

—— محمد حنیف نازشؔ قادری

ایک ہی بار عطا کرکے غنی کرتے ہیں
شاہِؐ کونین کی خیرات کی ہے، بات کچھ اور

ہر جگہ یوں تو نصیب اپنا بشر پاتا ہے
اُنؐ کے دَر پر گزر اوقات کی ہے، بات کچھ اور

بھول سکتا ہے وہ افطار کا منظر کِس کو
اہلِ طیبہ کی مدارات کی ہے، بات کچھ اور

—— محمد حنیف نازشؔ قادری

جو نقشِ پائے پیمبرؐ سے مَیں مَلوں آنکھیں
تو پائیں منزلِ تسکیں یہ بے سکوں آنکھیں

یہی ہے سب سے بڑی آرزو، کہ وقتِ اَجل
نظر میں جلوہ ہو اُنؐ کا، تو موند لوں آنکھیں

تڑپ بڑھے جو کبھی دِل میں دیدِ طیبہ کی
جنھوں نے دیکھا مدینہ، وہ دیکھ لوں آنکھیں

رُکیں تو کیسے رُکیں عقل کے پڑاؤ پر
کہ دیکھ آئی ہیں اب منزلِ جنوں آنکھیں

شرف ملے جو مجھے اُنؐ کی دید کا نازشؔ ہر ایک مُوئے بدن پر میں ٹانک لوں آنکھیں
—— محمد حنیف نازشؔ قادری

گھٹ کے مر جاتا میں احساسِ گنہ کے باعث بہ کے آنکھوں سے مری کر گئے احساں آنسو
یادِ محبوبِؐ خدا میں جو ہُوا گریہ کناں بن گئے میرے لئے عفو کا ساماں آنسو
نذر کرنے کو درِ میرِؐ اُمم پر نازشؔ لِیے جاتا ہوں پلکوں پہ فروزاں آنسو
—— محمد حنیف نازشؔ قادری

خاکِ درِ محبوبؐ دوا بھی ہے، دُعا بھی طیبہ کی ہواؤں میں ضیاء بھی ہے شفا بھی
چلنا ہو تو بس یار چلو سُوئے مدینہ جنّت سی حسیں جس کی ہوا بھی ہے فضا بھی
آمد ہوئی جس دن سے یہاں شاہؐ اُمم کی پُر نور اُسی دن سے حرا بھی ہے قبا بھی
فرقت کی اُداسی، کبھی اُمیدِ زیارت سمجھو کہ مرا حال بُرا بھی ہے بھلا بھی
کاش آئے بلاوا اُسی دربار سے نازشؔ لجپال جو دربار ترا بھی ہے، مرا بھی
محمد حنیف نازشؔ قادری

کپکپاتے ہوئے لب جب بھی دعا تک پہنچے کامیاب آئے اگر صل علی تک پہنچے

اِس سے پہلے کہ زباں صوت و صدا تک پہنچے ۔۔۔ دِل پہ لازم ہے کہ وہ شاہِ ہدیٰ تک پہنچے
روئے جو یادِ پیمبرؐ میں، وہی آنکھ ہے آنکھ ۔۔۔ سر ہے وہ، اُنؐ کے جو نقشِ کفِ پا تک پہنچے
ہم بھی دیکھ آئے ہیں آنکھوں سے ریاضُ الجنہ ۔۔۔ جیتے جی خلد کی ہم آب و ہوا تک پہنچے
وہؐ خدا تو نہیں لیکن بخدا اے نازشؔ ۔۔۔ اُنؐ کے قدموں میں جو آئے وہ خدا تک پہنچے

محمد حنیف نازشؔ قادری

محمد خالد جذبیؔ کے قلم نے بڑے جذبے کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار سادہ، مگر پُراثر و پُرکشش الفاظ میں کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مؤلف ہذا کے احساسات کی ترجمانی کی گئی ہے۔

—— مؤلف

شہرِ طیبہ کا سفر یاد آیا ۔۔۔ وہ سعادت کا نگر یاد آیا
تھا خموشی میں بھی اَندازِ کلام ۔۔۔ وہ دُعاؤں کا اثر یاد آیا
بارشِ لُطف و عطا تھی جِس میں ۔۔۔ دامنِ شام و سحر یاد آیا
جِس میں تھے اُنؐ کی عطا کے گوہر ۔۔۔ مُجھ کو وہ دامنِ تر یاد آیا
جِس کا ہر ذرّہ تھا فردوس بدوش ۔۔۔ وہی طیبہ کا نگر یاد آیا
جِس میں کِھلتے تھے اُمیدوں کے گلاب ۔۔۔ وہی فردوسِ نظر یاد آیا
جب لکھی نعتِ پیمبرؐ جذبیؔ! ۔۔۔ اپنا بے مایۂ ہنر یاد آیا

—— محمد خالد جذبیؔ (گوجرانوالہ)

بھری خزاں میں نویدِ بہار اُنؐ کی ذات
قرارِ جان و دِلِ بیقرار، اُنؐ کی ذات

فراغِ خاطرِ حرماں نصیب، اُنؐ کا ذکر
فروغِ خلوتِ شب زندہ دار، اُنؐ کی ذات

قیامِ عدل و مساوات معجزہ اُنؐ کا
پیامِ زندۂ پروردگار، اُنؐ کی ذات

نوائے نورِ ہدایت، حدیثِ پاک اُنؐ کی
دوائے درد و غمِ روزگار، اُنؐ کی ذات

رسولِؐ آیۂ رحمت، شفیعؐ روزِ حساب
علاجِ دردِ دِلِ سوگوار، اُنؐ کی ذات

وہیؐ دُعا ہیں مری، حاصل دُعا بھی وہیؐ
مرا یقین، مرا اعتبار، اُنؐ کی ذات

(محمد سلمان چشتی) ابولاشا

دولت ہے دِل میں الفتِ خیرالانامؐ کی
ماب مجھ کو کچھ خبر نہیں اپنے مقام کی

ٹکڑے کئے ہیں چاند کے سورج پلٹ گیا
عظمت ہے کیا حضور علیہ السلام کی

آدمؑ کی توبہ ہو، کہ سفینہ ہو نوحؑ کا
رکھ لی ہے لاجِ حق نے محمدؐ کے نام کی

اللہ کے ساتھ نامِ محمدؐ ہے ہر جگہ
رِفعت ہے کس قدر میرے آقاؐ کے نام کی

سارے نبی ہیں چاند مگر چاند نا تمام
کیا شان ہے مدینہ کے ماہِ تمام کی

اقدسؔ سفر مدینے کا ہے، سر کے بل چلو
اور لب پہ ہوں صدائیں درود و سلام کی

محمد ظہور علی شاہ اقدسؔ

جب بھی شہِ کونینؐ! تراؐ نام لیا ہے　　گرنے نہ دیا تُوؐ نے ہمیں تھام لیا ہے

مخمور جسے پی کے ہوئے بُوذرؓ و سلمانؓ　　پھر تیرے فقیروں نے وہی جام لیا ہے

دامن ترا چھوڑا، نہ گلی سے تریؐ اُٹھے　　دیوانگی میں عقل سے کچھ کام لیا ہے

محمد ظہور علی شاہ اقدسؔ

زندگی کامراں ترےؐ باعث　　راحتِ دوجہاں ترےؐ باعث

زیرِ دستوں کے، بے سہاروں کے　　حوصلے بے کراں ترےؐ باعث

بخت بیدار، ولولے زندہ　　آرزوئیں جواں، ترےؐ باعث

لُطف و بخشش کی دِلنواز فضا　　آشتی کا سماں ترےؐ باعث

چاند تاروں سے بڑھ کے تابندہ　　منزلوں کے نشاں ترےؐ باعث

تجھ سے تصدیق عظمتِ آدم　　سجدۂ قدسیاں ترےؐ باعث

عرشِ اعظم پہ ہے خرام تراؐ　　لامکاں ہے مکاں ترےؐ باعث

حکمت و فطرت و مشیت کا　　آدمی رازداں ترےؐ باعث

نطق ہے تیرےؐ ذکر سے دِلشاد　　فِکر ہے گُل فشاں ترےؐ باعث

——— محمد عاشق

تنہائی کے سب دِن ہیں، تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں اُنؐ سے خلوت میں ملاقاتیں

ہر لحظ تشفی ہے، ہر آن تسلّی ہے
ہر وقت ہے دلجوئی، ہر دَم ہیں مداراتیں

کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں

معراج کی سی حاصل، سجدوں میں ہے کیفیت
اِک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں

بے مایہ سہی لیکن، شاید وہؐ بُلا بھیجیں
بھیجی ہیں دُرودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

مولانا محمد علی جوہرؔ

مقدر ہی سے ہوتے ہیں میسّر، یُوں نہیں ہوتے
ترےؐ روضے کے نظارے، سنہری جالیوں والے

کرم اتنا تو فرماؤ، کہ منزل پر پہنچ جائیں
مسافر ہیں تھکے ہارے، سنہری جالیوں والے

قرار آئے گا اُس دَر پر، ملے گا سُکھ اُسی دَر سے
کہاں جائیں یہ دُکھیارے، سنہری جالیوں والے

بُلا لیجئے مدینے میں، خدا را اب تو جوہرؔ کو
کہ مٹ جائیں یہ غم سارے، سنہری جالیوں والے

محمد علی جوہرؔ

پھر مدینہ کو چلا قافلہ دیوانوں کا
منتظر خود ہے خدا، آپؐ کے مہمانوں کا

شمعِ ایوانِ رسالت پہ فدا ہونے کو
شوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے پروانوں کا

دِرِ اقدس کی زیارت ہو قضا سے پہلے / حج اکبر ہے یہی سوختہ سامانوں کا

میرے اشعار ہیں کیا، اُن کی حقیقت کیا ہے / تذکرہ ہے دلِ بیتاب کے ارمانوں کا

محمد علی ظہوریؔ قصوری

جامِ وحدت ساقیٔ کوثر کے پیمانے کا نام / حشر تک روشن رہے گا اُنؐ کے میخانے کا نام

ہے طریقت درحقیقت جستجو سرکارؐ کی / اور شریعت اُن کے نقشِ پا پہ مٹ جانے کا نام

جائے سدرہ نُور کی مخلوق کا ہے منتہا / عظمتِ خیراً لبشرؐ ہے آگے بڑھ جانے کا نام

عاشقوں کے دین میں ہے زندگی قربِ حبیبؐ / موت ہے محبوبؐ کی محفل سے اُٹھ جانے کا نام

محمد علی ظہوریؔ قصوری

بندہ بننا ہے خدا، تو گدا بن اُنؐ کا / جو فقیروں کو شہنشاہ بنا دیتے ہیں

جو بھی مجرم میری سرکارؐ کے دامن میں چھپا / عرش والے اُسے جنّت کی سزا دیتے ہیں

یاد آتی ہے مدینے کی ظہوریؔ جب بھی / چند آنسو شبِ فرقت میں بہا دیتے ہیں

محمد علی ظہوریؔ

اُن کے آنے کی خوشیاں مناتے چلو
کملی والےؐ کی نعتیں سناتے چلو

لب پہ صلِ علیٰ کا ترانہ رہے، جھومتا سُن کے سارا زمانہ رہے
دِل جو سوئے ہوئے ہیں جگاتے چلو، کملی والے کی نعتیں سناتے چلو

ہر جگہ پہ اُجالوں کا ساماں کرو، آپؐ آئے ہیں گھر گھر چراغاں کرو
سارے بازار گلیاں سجاتے چلو، کملی والےؐ کی نعتیں سناتے چلو

اپنے بگڑے مقدّر بناتے ہوئے، عاشقو تم مدینے کو جاتے ہوئے
اُن کی راہوں میں آنکھیں بچھاتے چلو، کملی والےؐ کی نعتیں سناتے چلو

محمد علی ظہوریؔ

کیا لطف ہے سخن کا، اگر چشمِ تر نہ ہو
ملتا نہیں ہے دَرد جو اُنؐ کی نظر نہ ہو

جھکتا ہے میرا دِل بھی مرے سر کے ساتھ ساتھ
ممکن نہیں کہ آپؐ کی یہ رہگزر نہ ہو

آسودگی نصیب نہ ہو جانِ زار کو
سرکارؐ کی نِگاہِ عنایت اگر نہ ہو

جِس شب رُخِ حبیبؐ کا جلوہ نصیب ہو
اُس شب کی حشر تک بھی الٰہی! سحر نہ ہو

پردے کو یوں اُٹھاؤ کہ میں دیکھ لوں تمہیں
تنظیمِ کائنات بھی زَیر و زَبر نہ ہو

بے کیف زندگی ہے ظہوریؔ تمام اگر — مجھ کو نصیب آپؐ کے در کا سفر نہ ہو

محمد علی ظہوریؔ

دلدار بڑے آئے محبوب بڑے دیکھے — جو دیکھے سبھی اُنؐ کے قدموں میں پڑے دیکھے

سردارِؐ دوعالم کی تعظیم کے کیا کہنے — مُرسل بھی سبھی جن کی راہوں میں کھڑے دیکھے

یاد اُنؐ کے مدینہ کی جب دِل میں اُتر آئی — پلکوں کے کناروں پہ موتی سے جڑے دیکھے

محبوبؐ کی مدحت میں ہے تابِ سخن کس کو — سب اہلِ سخن میں نے حیرت میں کھڑے دیکھے

محمد علی ظہوریؔ

یوں تو سارے نبیؑ محترم ہیں مگر، سرورِؐ انبیاء تیری کیا بات ہے

رحمتِ دوجہاں آپ کی ذات ہے، اے حبیبِؐ خدا تیری کیا بات ہے

رُوحِ کون و مکاں پہ نکھار آگیا، رُوحِ انسانیت کو قرار آگیا

مرحبا مرحبا ہر کسی نے کہا آمدِ مصطفےٰؐ تیری کیا بات ہے

حضرتِ آمنہؓ کے دُلارے نبیؐ، غمزدہ اُمتوں کے سہارے نبیؐ

روزِ محشر کہے گی یہ خلقِ خدا، سب کے مشکل کشا تیری کیا بات ہے

چار سُو رحمتوں کی گھٹا چھاگئی، باغِ عالم میں فصلِ بہار آگئی

دِل کا غنچہ کھِلا، اِسمِ اعظم ملا، ذکرِ صلِّ علیٰ تیری کیا بات ہے

رحمتِ دوجہاں کا خزینہ ملے، جب گلے سے ہوائے مدینہ ملے

عرشیوں کی ندا، فرشیوں کی صدا، اے درِ مصطفیٰؐ تیری کیابات ہے

آرزو تھی جو دِل کی وہ پوری ہوئی، روضۂ مصطفیٰؐ کی حضوری ہوئی

ہر جگہ پہ ظہوریؔ ظہوریؔ ہوئی، اے نبیؐ کے گدا تیری کیابات ہے

محمد علی ظہوریؔ

قصیدہ بُردہ شریف منظوم

حضرت بوصیریؒ کا قصیدہ بُردہ ۱۴۴ عربی اشعار پر مشتمل ہے۔ ملا عبدالرحمٰن جامیؒ نے اِن کا فارسی اشعار میں ترجمہ کیا ہے، اور اُردو ترجمہ محمد فیاض الدین نظامی بہزاد دکنی نے اُردو اشعار میں کیا ہے۔ اُردو اشعار میں سے چند منتخب اشعار درج ذیل ہیں:

کیا ہوا آنکھوں کو تیری، رَو رہی ہیں زَار زَار — کیا ہُوا دِل کو ترے، کیوں اس قدر کھاتا ہے غم

ہے عبث تیرا گماں، چُھپتا نہیں ہے رازِ عشق — اِس کو افشا کر رہے ہیں سوزِ دِل اور چشمِ نَم

اِس خیالِ یار نے مجھکو جگایا رات بھر — لذّتوں کو کر دیا ہے عشق نے رنج و الم

ب تو واقف ہو چکے اغیار بھی تیرے سِوا — درد میرا ہو نہیں سکتا کِسی صُورت سے کم

نفسِ عمارہ نے نادانی سے کچھ پرواہ نہ کی — یُوں کو پیری کی نصیحت تھی نہایت محترم

نفس کی ہیں عادتیں مانندِ طفلِ شیرخوار
دُودھ پیتا جائے گا جب تک چھڑائیں گے نہ ہم

باز رکھ حُسنِ عمل کو لذّتِ تشہیر سے
اِس چراگاہِ ہوس سے دُور رکھ اپنا قدم

اِن گناہوں کو جو آنکھوں میں بسے ہیں، دُور کر
ہو پشیماں، اور بہا اشکِ ندامت دم بہ دم

بھوک کی شدّت کے باعث اور فاقوں کے سبب
آپؐ نے پتّھر سے باندھا نازِ پروردہ شکم

زَر کے بن کر جب پہاڑ آئے کہ مائل ہوں حضورؐ
کچھ توجّہ تک نہ کی، تھے آپؐ وہ عالی ہمم

ہیں محمد سیّدِؐ کونین، شاہؐ جن و انس
اور شہنشاہِ دو عالم، مالکِ عرب و عجم

سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے خلق میں اور خلق میں
انبیاءؑ میں سب سے اَکمل آپؐ کا علم و کرم

صورت و سیرت میں ہیں سرکارؐ عالی مرتبت
اِس لئے اُن کو کیا حق نے حبیبِؐ محترم

ہے وہ خوش قسمت جو سُونگھے اور بوسہ دے اُسے
اے خوشا، خوشبوئے خاکِ تربتِ شاہِ اُمم

صدقؐ اور صدیقؓ اکبر، غار ہی میں تھے چھُپے
غار میں کوئی نہیں کفار کہتے تھے بہم

دیکھ کر انڈے کبوتر کے، اُدھر مکڑی کا جال
تھا گماں کفار کو، اِس میں نہیں شاہؐ امم

جب زمانے نے ستایا، میں نے لی اُنؐ کی پناہ
جب مِلی اُنؐ کی مدد، بس دُور تھا سب رنج و غم

دستِ اقدس سے طلب کی دِین و دُنیا جب کبھی
سرفرازی ہوگئی جب مِل گیا دستِ کرم

خشک سالی کی سفیدی ہوگئی کافور سب
اِک دُعا نے آپؐ کی برسا دِیا ابرِ کرم

اے شہِؐ والا! ترےؐ دربار میں آتے ہیں سب
پا پیادہ اور سوارِ اُشترانِ تازہ دم

اے مسلمانو! یہ خوش خبری ہے اپنے واسطے
اِک ستُوں ایسا مِلا مضبوط از فضل و کرم

جب کہ اُنؐ کو حق نے خود خیرالرسلؐ فرما دیا
طاعتِ حق کے سبب، ہم ہوگئے خیرالامم

دینِ حق یُوں اُنؐ کے دَم سے آخرش ظاہر ہُوا
مِل گئے بچھڑے ہُوئے اور ہوگئی غربت بھی کم

جیسے مِل جائے کِسی کو نیک شوہر اور پدر
بیوگی کا اور یتیمی کا اُسے پھر کیا ہو غم

ہو مدد جس کو رسولِؐ سیدِ لولاک کی — شیر بھی اُن کو ملے جنگل میں گر، مارے نہ دَم

دوست اُنؐ کا ہو نہیں سکتا ہے محرومِ مدد — اور ذلیل و خوار ہوگا دشمنِ شاہؐ اُمم

حیف! میرے نفس نے سودا کیا نقصان سے — یعنی دنیا کو خریدا، کرکے عقبیٰ کالعدم

ہُوں تو عاصی، پَر نہیں ٹوٹا ہے پیاں آپؐ سے — دین کو رسی نہ ہوگی منقطع، شاہؐ اُمم

آپؐ کی بخشش نہ چھوڑے گی کسی محتاج کو — جس طرح گلزار ٹیلوں کو کرے ابرِ کرم

رحمتِ حق ہوگی جب تقسیم، مُجھ کو ہے اُمید — میرے عصیاں سے سِوا ہوگا مرے ربّ کا کرم

ابرِ رحمت کو ترے دے حکم تا برسائے وہ — تا ابد اپنے نبیؐ پر رحمت و فضل و کرم

آل پر، اصحاب پر، اور تابعین پاک پر — صاحبِ تقویٰ پہ اور جو ہیں حلیم و ذی کرم

مغفرت قاری کی ہو، بخشش مصنف کی بھی ہو — بس یہی ہے التجا، تجھ سے مرے ربؐ کرم

ترجمہ: محمد فیاض الدین نظام بہزاد دکنی

اگر جواب دیا بے کسوں کو تُوؐ نے بھی — تو کوئی اِتنا نہیں، جو کرے کچھ اِستفسار

مدد کر اے کرمِ احمدیؐ، کہ تیرےؐ سِوا — نہیں ہے قاسمؔ بے کس کا کوئی حامی کار

جو تُوؐ ہی، ہم کو نہ پُوچھے تو کون پُوچھے گا — بنے گا کون ہمارا، ترےؐ سِوا غم خوار

مولانا محمد قاسمؔ نانوتوی

میرے ہاتھ میں سید محمدؐ وہبہ السیما عرفانی کی نعتیہ تصنیف "میرے حضور" ہے جو ایک دردمند اِنسان نے مرحمت فرمائی ہے۔ میں نے تین چار نشستوں میں کتاب ہذا کا بصدِ شوق مطالعہ کیا ہے۔ سید صاحب کے کلام کی فصاحت و بلاغت ہر شعر سے نمایاں ہے۔ احقر کو سید صاحب کی دین سے وابستگی اور

قرآن و حدیث و فقہ و تاریخ پر اُن کے عبور نے بہت متاثر کیا۔ اُن کے اشعار سے عشقِ رسول کی رُوح پرور خوشبو پھوٹ پھوٹ پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ مرحوم کی قلبی رِفعتوں کو آئندہ نسلوں کے لئے مینارۂ نور بنائے۔ (آمین)

عزیزو آؤ! شہؐ دوسرا کی بات کریں
دُرود پڑھ کے رسولِ خدا کی بات کریں

وہ جانِ جاں، وہیؐ، جانانِ جانِ عالم ہیں
انہی کی یاد میں، اُنؐ کی ثنا کی بات کریں

کرم کا معنیٔ مطلق، وہ رحم کا عنواں
اُنہیؐ کے لُطف، انہیؐ کی عطا کی بات کریں

حضورؐ آیۂ رحمت، حضورؐ مرکزِ دیں
کمالِ حضرتِ خیرالوریٰؐ کی بات کریں

——— سید محمد وجیہ السیما عرفانی

کرم، کہ خواجۂ کون و مکاں ہے تُوؐ مولاؐ
تریؐ نظر کو ترستی ہے میری تشنہ لبی

تراؐ کرم، تریؐ رحمت، ہے جستجو تیریؐ
تیریؐ عطاء تیری بخشش، ہے آرزو تیریؐ

میرے کریمؐ، میرے مدعاء میرے مقصود
تیریؐ نظر ہو، تو ہوتی ہے گفتگو تیریؐ

——— سید محمد وجیہ السیما عرفانی

محبت کی دولت سے جھولی بھری
حضورِ حبیبؐ خدا لے چلے

شوقِ نظارا مرا، اِذنِ سفر اُنؐ کا ہے   آہ میری ہے، مگر اِس میں اثر اُنؐ کا ہے
جھلملانے لگے اَشکوں میں دَر و بامِ حَرم   دیدۂ تَر پہ کرم، بارِ دِگر اُنؐ کا ہے
کیوں نہ مہکیں یہاں ہرلحظہ دُرودوں کے گُلاب   یہ ڈَگر اُنؐ کی، نگر اُنؐ کا، یہ گھر اُنؐ کا ہے

—— سیّد سلیم گیلانی

دیارِ طیبہ، ترے قافلوں کا ساتھ رہے   درِ حبیبؐ، ترے راستوں کا ساتھ رہے
نفس نفس میں مہکتی رہے تری خوشبو   قدم قدم پہ تریؐ رحمتوں کا ساتھ رہے
عنایتوں کے مظاہر، عقیدتوں کے دُرود   تریؐ عطا کا، مری طاعتوں کا ساتھ رہے
خطائیں میری علامت، عطا تریؐ پہچان   ترےؐ کَرم کا، مری لغزشوں کا ساتھ رہے
مچل اُٹھے جو کبھی دِل دیارِ غُربت میں   تو خلوتوں میں تریؐ جلوتوں کا ساتھ رہے
عنایتوں کا تَواتر، نوازشوں کا نزول   الٰہی! لُطف کے اِن سلسلوں کا ساتھ رہے

—— سیّد سلیم گیلانی

کوئی آزُردہ نہ ہو، کوئی پریشاں نہ رہے   حشر تک رحمتِ کونینؐ کا دَر قائم ہے
ور اِک بار مجھے دَر پہ بُلا لو آقاؐ   آرزوئے کرمِ بارِ دِگر قائم ہے

اُنؐ کی یاد آئے تو لب صلِّ علیٰ بول اُٹھیں — چشمِ جاں شوق میں نم جانیئے، بات اِتنی ہے
حمد--- یہ اُن کی نگہہ، اُنؐ کی عنایات کا فیض — نعت--- یہ اُنؐ کا کرم جانیئے، بات اِتنی ہے

—— سیّد محمد وجیہ السیماعرفانی

سناؤں ہم نفس، آ تجھ کو افسانہ محمدؐ کا — کہ مَیں ہوں روزِ اوّل ہی سے دیوانہ محمدؐ کا
نظر آئے جو شمعِ روضۂ انوار اِن آنکھوں کو — لپک کر دے وہیں پر جان دِیوانہ محمدؐ کا
نہ آنسو آنکھ کے تھمتے، نہ مٹتی ہے تڑپ دِل کی — سُنا ہے جب سے اِن کانوں نے افسانہ محمدؐ کا
قسم کھاتے ہیں اہلِ ہوش جس کی عقل و حکمت کی — خدا شاہد وہ فرزانہ ہے دیوانہ محمدؐ کا
عرب کا ذرہ ذرہ آج تک سرشارِ وحدت ہے — کبھی گردش میں آیا تھا جو پیمانہ محمدؐ کا
پئے دو گھونٹ جس نے، اُٹھ گئے کونین کے پردے — یہ کس صہبا سے تھا لبریز پیمانہ محمدؐ کا

محویؔ صدیقی لکھنوی

مجھے دُنیا کی تنگی کا نہیں غم — ترا دامانِ رحمت بیکراں ہے
سفینہ بھیج دے ابرِ کرم کا — دہکتی آگ کا دریا رواں ہے
محیطؔ، اپنا تو سب کچھ ہے وہیں پر — جہاں پیارے نبیؐ کا آستاں ہے

—— محیطؔ

ادارہ فروغِ ادب کراچی نے مسرور کیفی کے نعتیہ کلام کا انتخاب "سفینہ نعت" شائع کیا ہے۔ موصوف کے کلام کی حلاوت، شیرنی، حدتِ جذبات، ذاتِ اقدسؐ سے تعلق قلبی و ذہنی اور جذب و کیف کے خوبصورت اظہار نے مظہر کو اِنچ اِنچ متاثر کیا۔ 'سفینۂ نعت' سے نمونۃً کچھ اشعار درجِ ذیل کرتا ہوں۔ واضح رہے۔ کہ مصنف کی یہ کاوش اُن کی آٹھ نعتیہ تصانیف کا نچوڑ ہے۔ دعا ہے کہ مسرور کیفی اپنی محبت و عقیدت کے عوض حضور علیہ السلام کی خوشنودی اور چادرِ رحمت کے مستحق قرار پائیں۔
(آمین)

مؤلف

لَب پہ تھا جو دُرود کا دریا ہم نے وہ پیش کر دیا دریا
تُم نے دیکھا نہیں ابھی لوگو میں نے دیکھا ہے فیض کا دریا
میں کہ اِک بُوند کو ترستا تھا مُجھ کو سرکارؐ نے دِیا دریا

مسرور کیفی

جو کچھ کہا ہے آپؐ نے، اے فخرِؐ کائنات وہ میری جان ہوگیا، ایمان ہوگیا
تسکینِ قلب و جان کا سامان ہوگیا پیدا مِری حیات کا عنوان ہوگیا

اِنسان تھا عظیم، مگر اِس قدر نہ تھا جتنا عظیم آپؐ سے اِنسان ہوگیا
سلطانِؐ کائنات کے روضے کے سائے میں جو بھی فقیر آگیا، سلطان ہوگیا
جِس کو شعاعِ عشقِ محمدؐ عطا ہوئی مسرورؔ! اُس کا راستہ آسان ہوگیا
مسرورؔ کیفی

حاضرِ دربار ہُوں خیر البشرؐ طالعِ بیدار ہُوں خیر البشرؐ
بارشِ اَنوار مجھ پر کیجئے طالبِ اَنوار ہُوں خیر البشرؐ
اپنی رحمت کا سہارا دیجئے ریت کی دیوار ہُوں خیر البشرؐ
—— مسرورؔ کیفی

بخت ہے کچھ نارسا ورنہ حضورؐ! آپؐ کے دَر سے کبھی جاتا حضورؐ!
زندگی سے ہے مجھے پیارا حضورؐ حاضری کا دِل نشیں لمحہ حضورؐ
وسعتِ کونین سمٹی آئی تھی مانگنے کو ہاتھ جب پھیلا حضورؐ
میں دُعاؤں میں خدا کے سامنے اور کِس کا واسطہ دیتا حضورؐ؟
آپؐ تُو سنتے ہیں میری اَن کہی آپؐ سے کیا ماجرا کہتا حضورؐ
مجھ کو قسمت سے جو مِلتی خاکِ پا اپنے ماتھے پر سجا رکھتا حضورؐ

اور کیا مسرورؔ کو اب چاہیئے آپؐ نے جس کو کہا اپنا، حضورؐ
مسرور کیفی

مونس و ہمدرد ہیں، غمخوار ہیں آپؐ ہی تو خلق کا معیار ہیں
ذرّے ذرّے سے نمایاں دوستو صاحبِ انوار کے انوار ہیں
باعثِ تسکینِ دِل ثابت ہُوئے کیا مدینے کے درودِیوار ہیں
مسرور کیفی

اشک آنکھوں سے رَواں ہیں دوستو پھر بھی کتنے شاداں ہیں دوستو
سَر کے بَل طیبہ میں چلیے، راہ میں اُنؐ کے قدموں کے نشاں ہیں دوستو
اپنی سیرت کے سبب وہؐ آج بھی کِس قدر ہم پر عیاں ہیں دوستو
مسرور کیفی

صاحبِ صدق و صفا، خیر الوریٰؐ سوچ سے بھی ماوریٰ، خیر الوریٰؐ
آنکھ میں لے کر چلا ہُوں دیکھیے اِک خزانہ شوق کا خیر الوریٰؐ

اپنی رحمت کا کوئی ذرّہ سہی! میری جانب بھی ذرا، خیرِ الوریٰؐ

مسرور کیفی

موجزن دریائے رحمت دیکھنا ہو، تو چلو میں دِکھاتا ہوں، سنہری جالیوں کے سامنے

ڈھونڈنے والو نہ ڈھونڈو تُم کہیں مجھ کو، کہ میں ہاتھ آتا ہوں سنہری جالیوں کے سامنے

مجھ کو ملتے ہیں خزانے، جب خزانہ آنکھ سے میں لُٹاتا ہوں، سنہری جالیوں کے سامنے

ٹوٹنے کو کون ٹوٹا ہے، مگر مسرورؔ، میں ٹوٹ جاتا ہوں، سنہری جالیوں کے سامنے

مسرور کیفی

کیسے بنا ہے کام، مُجھے کچُھ خبر نہیں اے رحمتِ تمامؐ! مُجھے کچھ خبر نہیں

سرشار ہوگیا تھا میں اِتنی خبر تو ہے آیا کہاں سے جام، مُجھے کچُھ خبر نہیں

منصب مِلا ہے نعت کا، لیکن یہ کِس طرح نبیوں کے اے امامؐ! مُجھے کچُھ خبر نہیں

اُنؐ کا ہوں میں، یا اُنؐ کے غلاموں کا ہوں غلام کِس کا ہوں میں غلام، مُجھے کچھ خبر نہیں

—— مسرور کیفی

مجھ کو عقبیٰ کی بھیک مل جائے میں نے دُنیا بہت کما لی ہے

جس سے وابستہ ہے قرارِ جاں روضۂ پاک کی وہ جالی ہے
پھر مداوا ہو دِل کی کھیتی کا جِس کو درپیش خشک سالی ہے
—— مسرور کیفی

مسرور کیفی کی یہ نعت نظر نواز ہوئی تو زیارتِ مدینہ منوّرہ کا نقشہ چشمِ تصوّر میں آگیا، اور پُرنشاط کیف سے دِل بھرگیا۔ چند اشعار درجِ ذیل ہیں۔

—— مؤلف

جو گھبرائے دِل تو دوا کیجئے طوافِ درِ مُصطفیٰؐ کیجئے
نظر سبز گنبد پہ جونہی پڑے وہیں وِردِ صلِّ علیٰ کیجئے
مِری عاقبت جِس سے بن جائے وہ مِرے حق میں آقاؐ دُعا کیجئے
مدینے کی گلیوں سے جب ہو گزر بصد عجز شُکرِ خدا کیجئے
کہاں ہم کہاں پھر درِ مُصطفیٰؐ محبّت کے سجدے اَدا کیجئے
حضوری کا مسرورؔ مِلتا ہے کیف شب و روز نعتیں کہا کیجئے
—— مسرور کیفی

مظفر وارثی کی محبّت ہر ہر شعر میں نمایاں ہے۔ اندازِ بیان منفرد ہے اور پڑھنے والے کو موصوف کے اشعار مسحور کر دیتے ہیں۔ اِن چند سطروں میں اِس کا اِظہار ممکن نہیں۔

—— مؤلف

مسجدِ عشق میں دِن رات عبادت کرنا — میرا پیشہ ہے محمدؐ سے محبّت کرنا

آپؐ کے چاہنے والوں میں مِرا نام بھی ہے — یا نبیؐ! مجھ کو بھی شائستہ رحمت کرنا

آپؐ کے سائے میں ہو حشر مِرا، میرے حضورؐ! — اپنے ہمراہ مجھے داخلِ جنّت کرنا!

—— مظفر وارثی

مفلس زندگی اب نہ سمجھے کوئی، مجھ کو عشقِ نبیؐ اِس قدر مل گیا

جگمگائے نہ کیوں میرا عکسِ دروں، ایک پتھر کو آئینہ گر مل گیا

جِس کی رَحمت سے تقدیرِ انسان کھُلے اس کی جانب ہی دروازۂ جاں کھُلے

جانے عمرِرواں لے کے جاتی کہاں، خیر سے مجھ کو خیر البشرؐ مل گیا

اُسؐ کا دیوانہ ہوں اُسؐ کا مجذوب ہوں، کیا یہ کم ہے کہ میں اُسؐ سے منسوب ہوں

سرحدِ حشر تک جاؤں گا بے دھڑک، مجھ کو اتنا تو زادِ سفر مل گیا

ذہن بے رنگ تھا، سانس بے روپ تھی، رُوح پُرمعصیت کی کڑی دھوپ تھی

اُسؐ کی چشمِ غنی رونقِ جاں بنی، چھاؤں جس کی گھنی، وہ شجر مل گیا

جب سے مجھ پر ہوا مصطفیٰؐ کا کرم بن گیا یہ مظفرؔ چراغِ حرم

زندگی پھر رہی تھی بھٹکتی ہوئی، میری خانہ بدوشی کو گھر مل گیا
مظفؔر وارثی

نقوشِ پائے محمدؐ مرا قبیلہ ہے — اور اِس قبیلے کی سردار آرزوئے رسولؐ
مَیں جب سے آپؐ کے دَر سے لپٹ کے آیا ہوں — مرے وجود میں رَچ بس گئی ہے بُوئے رسولؐ
تمام عمر کے سجدوں کو غسل کروا دوں — جو دستیاب ہو اِک قطرۂ وُضوئے رسولؐ
میں کیسے اُنؐ کے خدوخال بھول سکتا ہوں — کیا ہوا ہے نگاہوں نے حفظ رُوئے رسولؐ
ضمیر و ذہن کو سیراب کرتی رہتی ہے — مرے لہو سے گزرتی ہے آبجوئے رسولؐ
—— مظفؔر وارثی

جہاں بھی ہو، وہیں سے دو صدا، سرکارؐ سُنتے ہیں — سرِآئینہ سُنتے ہیں، پسِ دیوار سُنتے ہیں
وہؐ یُوں ملتے ہیں، جیسے زندگی میں کوئی مِلتا ہے — وہؐ سنتے ہیں ہر اِک کی، اور سرِ دربار سُنتے ہیں
مَیں صدقے جاؤں اُنؐ کی رحمۃ للعالمینی کے — پکارو چاہے کتنی بار، وہ ہر بار سُنتے ہیں
—— مظفؔر وارثی

درِ نبیؐ کی طرف چلا ہُوں بدن پہ چادر ہے آنسوؤں کی

لہو میں لذّت ہے راستوں کی بغیر خوشبو مہک رہا ہوں
طوافِ کعبہ تھا فرض مجھ پر درِ نبیؐ کا ہے قرض مجھ پر
شریکِ رفتار جو رہے ہیں وہ فاصلے کم ہو رہے ہیں
یہ ساعتِ قیمتی بھی آئی کہ حاضری کو چلی جُدائی
بہشتِ عالم ہے یہ علاقہ قدم قدم، نقشِ پائے آقاؐ
یقین حاوی سا ہے گماں پر زمین پر ہوں کہ آسماں پر
خنک خنک نُورِ مصطفیٰؐ سے پگھل رہا ہے وُجود میرا
سراپا آنکھیں بنا ہُوا ہوں درِ نبیؐ پہ پہنچ گیا ہوں
یہ دید معراج ہے نظر کی یہی کمائی ہے عمر بھر کی
شعور و عرفاں کو آگہی سے خزانۂ جلوۂ نبیؐ سے
تجوریوں کی طرح بھرا ہوں درِ نبیؐ پہ پہنچ گیا ہوں
یہ روضۂ شاہِؐ انبیاء ہے کہ کرسی و عرشِ کبریا ہے
بندھا ہے درباریوں کا تانتا عجیب اندازِ تخلیہ ہے

مظفر وارثی

زمیں ہے میرے سَر پر جیسے ٹھہر گئی رُوح دَر پر جیسے
بدن کے ہمراہ چل پڑا ہوں درِ نبیؐ سے پلٹ رہا ہوں
اگرچہ پی آیا ہوں سمندر مگر بڑی تشنگی ہے اندر

میں خوش ہوں لیکن بجھا بجھا ہُوں — درِ نبیؐ سے پلٹ رہا ہُوں
دوبارہ جانے کی آرزو ہے — کہ خود کو پانے کی آرزو ہے
جو حج پہ احرام باندھتے ہیں — پہن کے آنے کی آرزو ہے
جو بُوئے آقاؐ کی دے گواہی — اُسی کفن میں مَروں اِلٰہی
تڑپ ہُوں، فریاد ہُوں دُعا ہُوں — نبیؐ نبیؐ، پھر پکارتا ہُوں

مظفر وارثی

عشقِ اَویسؓ و جذبۂ بُوذرؓ بھی ڈال دے — دامن میں یارب! اُنؓ کا مقدر بھی ڈال دے
دیکھوں میں چلتے پھرتے رسولِؐ کریم کو — آنکھوں میں صدیوں قبل کے منظر بھی ڈال دے
میرے پیالے میں، مِرے اللہ کے حبیبؐ — اپنی محبتوں کا سمندر بھی ڈال دے
کیا کچھ نہیں ہے روضہ و منبر کے درمیاں — رَوضہ بھی دِل میں ڈال دے، منبر بھی ڈال دے
بوصیریؒ کو اڑھائی تھی جو تُو نے خواب میں — وہ چادرِ شفا مِرے اُوپر بھی ڈال دے
جائے جو اَب کے، لَوٹ کے آنا نہ ہو نصیب — ڈیرہ ترےؐ قریب، مظفر بھی ڈال دے

—— مظفر وارثی

مِرا پیمبرؐ عظیم تر ہے
بشر نہیں، عظمتِ بشر ہے

وہؐ شرحِ احکامِ حق تعالیٰ
وہؐ خود ہی قانون، خود حوالہ

وہؐ خود ہی قرآں، خود ہی قاری
وہؐ آپ مہتاب، آپ ہالہ

وہؐ خود نظارہ ہے، خود نظر ہے
میرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

وہ آدمؑ و نوحؑ سے زیادہ
بلند ہمت، بلند اِراد

جو سب کی منزل
وہ اُس کا جادہ

وہ جس طرف ہے خدا اُدھر ہے
مرا پیمبرؐ عظیم تر ہے

بس ایک مشکیزہ، اِک چٹائی
ذرا سے جو، ایک چارپائی

بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے
نہ خوش لباسی، نہ خوش قبائی

یہی ہے کُل کائنات جس کی
وہی تو سلطانِ بحر و بر ہے

مِرا پیمبرؐ عظیم تر ہے
مِرا پیمبرؐ عظیم تر ہے
مظفرؔ وارثی

چلا قافلہ سوئے عرفات ہے جہاں نُور و نکہت کی برسات ہے
گنہگار عاصی نوازے گئے کہ بخشش محمدؐ کی سوغات ہے
کھرے اور کھوٹے الگ ہوگئے مقدر مقدر کی یہ بات ہے
زمیں پر یہ منظر مساوات کا یہ کسی کے کرم کی کرامات ہے
ملکؔ رمضان

اب تو گھر میں بھی مسافر کی طرح رہتا ہوں کیا خبر، اِذنِ حضوری مجھے کب مل جائے
ایک پل کو بھی جو ہو جائے توجہ تیریؐ عمر بھر کے لئے ملنے کا سبب مل جائے
دے نہ قسطوں میں مظفر کو محبت اپنی جس قدر اُس کے مقدر میں ہے سب مل جائے
____ مظفرؔ وارثی

دفن جو صدیوں تلے ہے، وہ خزانہ دے دے ایک لمحے کو مجھے اپنا زمانہ دے دے

اور کچھ تجھؐ سے نہیں مانگتا، میرے آقاؐ نارسائی کو زیارت کا بہانہ دے دے

موت جب آئے مجھے، کاش ترےؐ شہر میں آئے خاکِ بطحا سے بھی کہہ دے، کہ ٹھکانہ دے دے

—— مظفؔر وارثی

اثاثۂ قلب و جاں وُہیؐ ہے مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے

وہؐ میرا معیارِ زندگی ہے مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے

وہؐ میرے اندر کی روشنی ہے مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے

اُسیؐ کے قدموں میں راہ میری اُسیؐ کی پیاسی ہے چاہ میری

اُسیؐ کا غم مجھ کو ساتھ رکھے وہی مرے دِل پہ ہاتھ رکھے

وہؐ درد بھی ہے، سکون بھی ہے مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے

نہ مجھ سے بارِ عمل اُٹھے گا نہ عضو ہی کوئی ساتھ دے گا

اگر کہے گا تو روزِ محشر خدا سے میرا نبیؐ کہے گا

سیاہیاں، داغ صاف کر دے اِسے بھی مولا معاف کر دے

یہ میرا عاشق ہے، وارثیؔ ہے مرا تو سب کچھ مرا نبیؐ ہے

—— مظفؔر وارثی

مقبولؔ احمد قادری نے پُرشوق انداز میں عشقِ رسولؐ سے مغلوب ہو کر نعت کے یہ اشعار تحریر کئے ہیں۔ اُنہیں پڑھ کر کلیجہ سینے سے باہر آتا ہے۔

—— مؤلف

محمدؐ مصطفیٰؐ کا نام جب بھی لَب پہ لاتا ہُوں
بہت آرام آتا ہے، بہت تسکیں پاتا ہُوں

نِگاہوں میں اُبھرتا ہے دیارِ سیّدِاعظمؐ
زبانِ شوق سے جب یا محمدؐ گنگناتا ہُوں

تصوّر چومتا ہے روضۂ اَقدس کی جالی کو
نظر کو گنبدِ خضرا کی رونق سے سجاتا ہُوں

محبّت آرزوئے دِید میں لیتی ہے انگڑائی
جبیں جب میں رسولِ پاکؐ کے دَر پر جُھکاتا ہُوں

خیالوں کی بلندی رَحمتِؐ عالم کے دَم سے ہے
اُنہیؐ کے فیض سے منزل کی جانب اُڑتا جاتا ہوں

انہیؐ کے فیض سے ہیں رَونقیں اِیوانِ ہستی میں
اُنہیؐ کے فیض سے قلب و نظر میں نُور پاتا ہُوں

فراق و ہجر میں مقبولؔ! جب بڑھتی ہے بیتابی
تو پلکوں کی منڈیروں پر چراغوں کو جلاتا ہُوں

—— مقبولؔ احمد قادری (راولپنڈی)

عُمرِ رفتہ کا جب کیا اپنی
آج میں نے محاسبہ، دیکھا

میں رہا غرقِ معصیت ہر دَم
طاقِ نسیاں پہ دِیں کو رکھا تھا

اب تری بارگاہ میں مولا
آنسوؤں کا حقیر نذرانہ

میں بصدِ عجز پیش کرتا ہُوں
اِس کو شرفِ قبولیت ہو عطا

میری تر دامنی سے قطعِ نظر
بابِ رحمت ہو مُجھ پہ وا تیرا

مُجھ کو حاصل سعادتِ دارین
میرے پروردگار! ہو جائے

مجھ پہ پیارے حبیبؐ کے صدقے تیرے فضل و کرم کی بارش ہو
جو سکوں اور جو راحت و آرام مجھ سے عاصی کو تو نے بخشا ہے
نعمتیں جو ترے خزانے سے یاالٰہی! مجھے میسّر ہیں
دے یہ توفیق، کر سکوں اُن پر ہر بنِ مُو سے تیرا شُکر اَدا
—— منصور صدیقی

جو ایک نعت بھی شاہاؐ قبول ہو جائے تمام عمر کی محنت وصول ہو جائے
خدا گواہ! اگر آپؐ اِک اشارہ کریں تو ہم پہ رحمتِ حق کا نزول ہو جائے
حکایت دِل و جاں ہے، معاف کر دینا حضورؐ! ہم سے اگر کوئی بھُول ہو جائے
کِسے یہ مرتبہ حاصل ہُوا ہے نبیوںؑ میں جو بات نِکلے زباں سے، اُصول ہو جائے
کوئی دُعا نہیں سرکارؐ، اِس دُعا کے سِوا کہ جو دُعا بھی میں مانگوں، قبول ہو جائے
جو بارگاہِ شہہؐ دیں کو دیکھ لے منظرَ زمانہ اُس کی نِگاہوں میں دُھول ہو جائے
—— منظرَ

آپؐ آئے جہاں میں اُجالا ہوا، حق و اِنصاف کا بول بالا ہوا
آپؐ نے کی عطا، فکر و فہم و ذکا، امتیازِ رہِ خیر و شر کے لئے
آپؐ جب تک ہوئے تھے نہ جلوہ نما، معصیت کا اندھیرا تھا چھایا ہوا

آپؐ نے کی عطا روشنی کی رِدا، بانجھ تہذیب کے ننگے سَر کے لئے
راہ گم کردہ کے رہنما آپؐ ہیں، کشتیِ دِین کے ناخدا آپؐ ہیں
خوش نصیبی مِری، آسرا آپؐ ہیں، مُجھ تہی دست و بے بال و پَر کے لئے
ہے نظر میں وہی منظرِ کیف زا، مرجعِ عاصیاں آستاں آپؐ کا
حاصلِ زندگی وہ مِری حاضری، تھی مگر عرصۂ مختصر کے لئے
میرا حُسنِ عمل سے ہے دامن تہی، چشمِ تَر کام کر جائے شاید مِری
اَوٹ میں اِن گنہگار آنکھوں کی ہیں، چند اَشکوں کے موتی نذر کے لئے
آسرا ہے وہیؐ مُجھ گنہگار کا، آسرا ہے جو ہر اِک خطا کار کا
میرے دامن میں اُس کی ثنا کے سِوا، کچھ نہیں اور زادِ سفر کے لئے

——— ڈاکٹر منظور الحق مرحومؒ

منوّر بدایوانی نے ساری عمر نعت گوئی میں بسر کی۔ کلام پاکیزہ ہے اور بیان صاف۔ نعت گوئی آپ کا ذریعۂ معاش نہ تھی۔ آپ کے جذبے میں ذوق و شوق اور صداقت کی فراوانی ہے، اور اخلاص نے آپ کے حُسنِ بیان کو چمکا دیا ہے۔ عام فہم زبان میں آپ نے زبان و بیان پر اپنی گرفت بدستور مضبوط رکھی ہے۔ اِس کتاب کے مرتّب کی رائے ہے۔ "کہ اہلِ معرفت کے حلقوں میں جب یہ اثر آفرین کلام پڑھا جاتا ہے تو سامعین کے دِل ہل جاتے ہیں۔ زیارتِ حرمین شریفین میں مُجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ بحری جہاز میں زائرینِ حرم منوّر بدایوانی کا کلام سُن کر سراپا درد بن جاتے تھے اور اُن کی آنکھیں آنسوؤں کے بوجھ سے جھُک جاتی تھیں۔ ساحلِ حرمِ جدّہ اور مدینہ منورہ میں منوّر صاحب کے کلام نے کیف و سرور کے سمندر موجزن کر دیے۔

——— مؤلف

خدا کے بعد نِکلتا ہے مُنہ سے نام ترا ؐ
وظیفہ پڑھتی ہے مخلوق صُبح و شام ترا ؐ

جو تُجھ سے پہلے کوئی نام ہے، تو نامِ خدا
خدا کے بعد کوئی نام ہے، تو نام ترا ؐ

یہ مہر وماہ ترِی ؐ رِفعتوں کو کیا جانیں
مِری نِگاہ سے پُوچھے کوئی مقام ترا ؐ

گنہگار ہوں مولا ؐ، مُجھے گناہ سے کام
گنہگار کی بخشش رہی، وہ کام ترا ؐ

یہ قُربِ خاص، کہ خالق نے اپنے نام کے ساتھ
درِ قبول پہ لکھا ہے صرف نام ترا ؐ

ترِی ؐ زباں سے وہ نِکلا، جو حق نے فرمایا
کلامِ حق ہے، خدا کی قسم کلام ترا ؐ

خوشا نصیب! منوّر! بہ فیضِ نعتِ رسول ؐ
قبولِ بارگہِ حق ہوا کلام ترا ؐ

—— منوّر بدایونی

سیہ کاروں کی جب اِمداد کرنا
مُجھے بھی یا محمد ؐ! شاد کرنا

مِری فریاد سُن لے سُننے والے
مُجھے آتا نہیں فریاد کرنا

سرِ بالیں چلے آنا خدارا
دمِ آخر مِری اِمداد کرنا

سرِ محشر جو باتیں ہوں خدا سے
مِرے حق میں بھی کچھ اِرشاد کرنا

مِرے ہاتھوں میں دے کر اَپنا دامن
سِکھا دو یا نبی ؐ! فریاد کرنا

مدینے کی زیارت چاہتا ہُوں
کِسی دِن یا محمد ؐ! یاد کرنا

بڑی شے ہے منوّر یاد اُن ؐ کی
جِسے آ جائے اُن ؐ کی یاد کرنا

—— منوّر بدایونی

محمدؐ کو ہم بیقراروں میں دیکھ — اُنہیںؐ اُنؐ کے اُمیدواروں میں دیکھو
ملیں گے جو ٹوٹے دِلوں میں ملیں گے — جو دیکھو تو ہم سوگواروں میں دیکھو
نہ وہؐ خلق کے بادشاہوں میں ہوں گے — وہؐ ہوں گے مصیبت کے ماروں میں دیکھو

—— منوّر بدایونی

ہر دِل کی تسلّی بھی ہے، ہر غم کی دوا بھی — کیا چیز ہے مولیٰؐ، تِریؐ خاکِ کفِ پا بھی
تمؐ سا کوئی اے ختمِ رُسلؐ، اور ہوا بھی؟ — مقصودِ خدائی بھی ہو، محبوبِؐ خدا بھی
لَب پر ہے ترِاؐ نام، تو کیا اور طلب ہو — اے صلِّ علیٰ، یہ تو دَوا بھی ہے، دُعا بھی
میں تمؐ سے وہ کہتا ہوں، جو کہنا ہے خدا سے — جب تمؐ مِری سُن لو گے، تو سُن لے گا خدا بھی
اُس موت پہ اِک میں نہیں سو جان تصدّق — جِس موت کے ساتھ آئے مدینے کی ہوا بھی

—— منوّر بدایونی

خمسہ ہائے منوّر

صبا جو اس گلستاں سے گزرے — کبھی شہِؐ بحر و بر سے کہنا
جو میری حالت ہے دیکھتی جا، — یہی مرے چارہؐ گر سے کہنا
کبھی ذرا اِس طرف بھی اُٹھ جا، — مرے نبیؐ کی نظر سے کہنا
مچل رہا ہوں دیارِ غم میں، — یہ جا کے اُس رہگزر سے کہنا
جبیں میں سجدے تڑپ رہے ہیں، — مدینے والے کے دَر سے، کہنا

ادب سے جا کے سُوئے مدینہ، — پہنچ کے تا آستانِ عالی
چڑھا کے روضے پہ مُصطفیؐ کے، — مری مُرادوں کی پاک ڈالی
دِکھا کے آقائےؐ دو جہاں کو، — دُکھی دُعاؤں کی گود خالی
جُھکا کے نظریں، پکڑ کے پردے، — لگا کے آنکھوں سے دَر کی جالی
بصدِ اَدب پھر سلام میرا، — حریمِ خیر البشرؐ سے کہنا

شکستہ پا تھی، دریدہ دامن، — دیارِ آقاؐ میں جو گئی ہے
کِسی نظارے پہ رکھ کے نظریں، — وہیں کہیں جذب ہوگئی ہے
تھکی مسافر تھی، چین پا کر، — نبیؐ کے روضے پہ سو گئی ہے
اثر کو خود ڈھونڈنے گئی تھی، — وہ خود وہاں جا کے کھو گئی ہے
مِری دُعا کو تلاش کر لے، — مِری دُعا کے اَثر سے کہنا

نہیں ہے اب اور کوئی چارہ، — بجز دیارِ حبیبؐ داور

اگر وہ چاہیں تو دو گھڑی میں، بدل دیں بگڑا ہوا مقدر
دکھائے جا کر کسے یہ حالت، جُھکائے کس آستاں پہ یہ سَر
بڑی تمنا میں جی رہا ہے، ترےؐ کرم کی، ترا منور
بُلا کے جلووں کی بھیک دے دے، یہ میرے آقاؐ کے دَر سے کہنا

—— منوّر بدایونی

اَزل سے وہی رہگزر مانگ لایا بِھکاری ہوں داتا کا گھر مانگ لایا
مسافر ہوں، زادِ سفر مانگ لایا درِ حق سے سجدوں کو سَر مانگ لایا
خدا سے محمدؐ کا دَر مانگ لایا

زمانے سے اب کوئی حاجت نہ ہوگی بھکاری کو اُنؐ کے ضرورت نہ ہوگی
کوئی چیز اب مُجھ کو نعمت نہ ہوگی کبھی کم مِرے گھر کی دولت نہ ہوگی
ترےؐ دَر سے بِھیک اِس قدر مانگ لایا

درِ شہؐ پہ لے کر گئی تھیں خطائیں مِری آرزوئیں، مِری اِلتجائیں
جہاں چل رہی تھیں کرم کی ہوائیں گیا تھا وہاں مانگنے کو دُعائیں
دُعائیں نہ مانگیں، اثر مانگ لایا

گنہگار کے سَر پر ہے اُنؐ کا داماں جوؐ ہیں اپنی اُمّت کے خود ہی نگہباں
بظاہر ہیں حد سے سِوا میرے عصیاں نہ تھا حشر میں کوئی بخشش کا ساماں

منوَر! میں اِک چشمِ تَر مانگ لایا

منوَر بدایونی

جِگر صد چاک، دِل ٹکڑے، شکستہ ساز رکھتا ہوں بڑا دیوانہ ہوں، وحشت کے سب انداز رکھتا ہُوں
ذرا ملحوظ آدابِ نیاز و ناز رکھتا ہوں زباں خاموش ہے، جو بر بنائے راز رکھتا ہوں
مگر اُنؐ تک پہنچ جاتی ہے، وہ آواز رکھتا ہوں
سرِ تسلیم خم، سُوئے حریمِ ناز رکھتا ہوں نِگاہیں گنبدِ خضرا کی جانب باز رکھتا ہوں
مدینے تک رسائی کے بھی کچھ انداز رکھتا ہُوں یہ دِل ٹُوٹا ہُوا سا ہے، شکستہ ساز رکھتا ہُوں
مگر اِک دَرد میں ڈُوبی ہُوئی آواز رکھتا ہُوں
شبِ غم کا اندھیرا جب مِری آنکھوں پہ چھاتا ہے خیالِ ماہِ طیبہ! رُوح روشن کرنے آتا ہے
مریضِ ہجر ساری کلفتوں کو بھُول جاتا ہے یہ دِل فرقت میں اُنؐ کے درد سے تسکین پاتا ہے
نہ حاجت ہے دواؤں کی، نہ چارہ ساز رکھتا ہُوں
اَجل کی نذر کرنا ہی پڑے گا جسمِ لاغر کو مگر یہ تو نہ ہوگا، چھوڑ دُوں مَر کر بھی اُس دَر کو
جُدا ہوں اِس چمن سے اے منوَر صِرف دم بھر کو پسِ مردن اُڑا لے جائے گی خود رُوحِ مضطر کو
مدینے کے درختوں کی ہوا سے ساز رکھتا ہوں

منوَر بدایونی

منوّر! کاش پہنچا دے مقدر اُنؐ کے روضے پر — جو اِک سجدہ بھی ہو جائے میسّر اُنؐ کے روضے پر
پہنچ جائے کِسی صُورت سے یہ سَر اُنؐ کے روضے پر — جبینِ شوق کی ضِد ہے، کہ جھُک کر اُنؐ کے روضے پر
نہ اُٹھوں پھر کبھی، اِک نقشِ سجدہ بن کے رہ جاؤں

منوّر بدایونی

وہ بیکس جِس کا کوئی سارے عالم میں نہ والی ہو — اَدب سے سَر جُھکا کر حاضِر دربارِ عالی ہو
دُعا کو ہاتھ اُٹھے ہوں، سامنے روضے کی جالی ہو — توسّل شرط ہے، پہلے ترےؐ دَر کا سوالی ہو
مِرا ذمّہ اگر پھر اُس گدا کا ہاتھ خالی ہو
یہ حسرت ہے کہ جب ہونٹوں پہ دَم ہو یارسولؐ اللہ — مِری جانب تریؐ چشمِ کرم ہو یارسولؐ اللہ
مِری گردن درِ اَقدس پہ خَم ہو یارسولؐ اللہ — مِرا سَر ہو، تراؐ نقشِ قدم ہو یارسولؐ اللہ
جبینِ شوق ہو میری، تراؐ دربارِ عالی ہو
نہ طالب لعل و گوہر کا، نہ میں زَر کا بھکاری ہُوں — ازل ہی سے جمالِ رُوئے اَنور کا بھکاری ہُوں
بھکاری کیوں کہوں خود کو، ترےؐ دَر کا بھکاری ہُوں — بھکاری ہوں منوّر، اور بھرے گھر کا بھکاری ہُوں
نہ میرا ہاتھ خالی ہے، نہ میرا ہاتھ خالی ہو

منوّر بدایونی

وہ جس نے درِ شہؐ پہ گدڑی بچھا لی   جسے مل گیا مصطفیؐ جیسا والی
سوالی نہیں، اُنؐ کے دَر کا سوالی   اِدھر اُن کا دامن، اُدھر اُنؐ کی جالی
نہ یہ ہاتھ خالی، نہ وہ ہاتھ خالی

تصور میں ہے تیراؐ دربارِ عالی   نگاہوں میں ہے تیرےؐ روضے کی جالی
ترےؐ دَر پہ بیٹھا ہوں بنکر سوالی   مدینے کے آقاؐ! دو عالم کے والی
مجھے بھیک دے، میرا دامن ہے خالی

شہنشاہِؐ کونین، محبوبِؐ داور   شفیعِؐ اُمم، حامیِ روزِ محشر
منم بے نوائیم، توئیؐ بندہ پرور   خوشا قسمتِ من! کہ ہستم منوّر
نمک خوارِ دربارِ سرکارِؐ عالی

منوّر بدایونی

کیا کہوں اور، کہ اُس حُسن میں رکھا کیا ہے   خود خدا نے اُسےؐ محبوبؐ بنا رکھا ہے
کیوں نہ ہو، اُسؐ کا ہر انداز نیا رکھا ہے   کچھ عجب نامِ محمدؐ میں مزا رکھا ہے
جسؐ کو ہر ایک نے سینے سے لگا رکھا ہے

جنؐ کے جلووں سے دوعالم کو سجا رکھا ہے   اُنؐ کا دیدار قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے
آس پر ساری خدائی کو لگا رکھا ہے   اُنؐ کا ہر ایک کو دیوانہ بنا رکھا ہے

خود اُنہیںؐ دامنِ رَحمت نے چھپا رکھا ہے

عاصیو! مفت میں کیوں شور مچا رکھا ہے　　صرف اِک بات کو افسانہ بنا رکھا ہے
حُسنؐ اِک پردۂ رحمت نے چھپا رکھا ہے　　اُنؐ کے جلووں کو قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

ورنہ پھر اور قیامت میں بھی کیا رکھا ہے

دیکھو لو! سَر پہ ہے دامانِ شفیعؐ محشر　　اب نہ لے جاؤ فرشتو! مجھے پیشِ داوَر
ابرِ رحمت جو ذرا جوش سے برسا سَر پر　　بہہ گئی سب مِرے عصیاں کی سیاہی ڈھل کر

اب مِرے نامۂ اَعمال میں کیا رکھا ہے

نہ مجھے گھر کی تمنّا نہ کوئی دَر میرا　　حسرتِ دید لئے پھرتی ہے بستر میرا
ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ نقشِ قدم، سَر میرا　　دِل نہیں ہے میرے سینے میں منوّر میرا

درد ہے اُنؐ کا جو سینے سے لگا رکھا ہے

نوّر بدایونی

منوّر ہاشمی کی اس نعت کے سارے اشعار مسجدِ نبوی میں ہُوئے۔ دِل و جان کی کیفیت کِس خلوص و دردمندی سے اَدا ہوئی ہے۔ ذیل میں خود پڑھیے، اور اپنے قلب و ذہن کی قسمت جگائیے۔

(مؤلف)

مجھ کو حضورؐ! آپؐ نے دَر پہ بُلا لیا　　بس آج میں نے گوہرِ مقصود پا لیا
آنکھیں کُھلیں، تو آپؐ کی چوکھٹ تھی سامنے　　مَیں نے سرِ نیاز کو فوراً جُھکا لیا

میں گرتا پڑتا آگیا قدموں میں آپؐ کے
اور آپؐ نے اُٹھا کے گلے سے لگا لیا

آنسو ندامتوں کے جو دامن میں گر گئے
دستِ قبولیت نے اُنھیں بھی اُٹھا لیا

قِسمت سے میری دُور ہوئی تیرگی تمام
میں نے چراغِ عشقِ محمدؐ جلا لیا

اُس پر حرام ہوگئی آتش جحیم کی
جِس کو مِرے حضورؐ نے اپنا بنا لیا

اِک سبز سبز روشنی دِل میں اُتر گئی
آنکھوں میں، مَیں نے گنبدِ خضرا بسا لیا

عصیاں کے دَشت دَشت بھٹکتی تھی زندگی
آقاؐ کی رہبری نے منوّر! بچا لیا

منوّر ہاشمی

قدموں میں آپؐ کے ہے جو راحت، کہیں نہیں
اِس پُرسکوں زمیں سی کوئی زمیں نہیں

مجھ کو بُلا کے آپؐ نے دی ہیں تسلّیاں
ہم پایۂ میرا اور کوئی ہے؟ نہیں، نہیں

یہ دِل ہے، اِس میں آپؐ ہیں اور آپؐ کا خیال
صد شُکر، اِس میں اور کوئی بھی مکیں نہیں

یہ شہرِ بے مثال ہے دِل میں بسا ہُوا
میں اِس سے دُور جاؤں گا، مُجھ کو یقیں نہیں

اِسم رسولِؐ پاک سے ہے روشنی تمام
اِس سے بڑا چراغ منوّر! کہیں نہیں

منوّر ہاشمی

پہلے کچھ شوقِ زیارت کی پذیرائی ہو
پھر مرے جذبۂ مِدحت کی پذیرائی ہو

میں شب و روز یہی ایک دُعا کرتا ہُوں
میرے ہر اشکِ ندامت کی پذیرائی ہو

میرے سرکارؐ! میں اُمیدِ کرم رکھتا ہوں — میری اُمید عنایت کی پذیرائی ہو
میں نے سر کو کسی دہلیز پہ جھکنے نہ دیا — میرے آقاؐ! میری غیرت کی پذیرائی ہو

منیرؔ قصوری

ہوتی نہیں قبول دُعائیں ترےؐ بغیر — بے سود و بے اثر ہیں صدائیں ترےؐ بغیر
کوئی نہیں جو تیرےؐ سوا چارہ ساز ہو — کس کو ہم اپنا درد سنائیں ترےؐ بغیر
ہم بے نوا کھڑے ہیں ترےؐ انتظار میں — سنتا ہے اپنی کون ندائیں ترےؐ بغیر
جب تُوؐ ہی سوز و سازِ عمل، تُوؐ ہی زندگی — کیا زندگی کا لطف اُٹھائیں ترےؐ بغیر
تُوؐ دو جہاں کے لطف و کرم کا مدیر ہے — بے سود دو جہاں کی عطائیں ترےؐ بغیر

منیرؔ کمال

موسیٰ نظامی کلیمؔ کے اِن اشعار سے شاعر کی حضور علیہ السلام کی ذات والا صفات سے دلبستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

مؤلف

خدا کا نُور جو قلبِ حضورؐ میں آیا — تو کائنات کا مقصد ظہور میں آیا
مرے حضورؐ نے دَر پر بُلا لیا مجھ کو — خیال جونہی دلِ ناصبور میں آیا

زُواں زُواں مِرا، تعظیم کے لئے اُٹھا   وہ نامؐ جب مِرے تحت الشعور میں آیا
نظر جھکی تھی، مگر اشکبار تھیں آنکھیں   کلیمؔ زار جو اُنؐ کے حضور میں آیا

موسیٰ نظامی کلیمؔ

مرزا شکور بیگ عشقِ نبیؐ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ اپنی سادہ گوئی میں نعت کو اس بلندی پر لے گئے ہیں کہ بے ساختہ اُن کے لئے کلمۂ تحسین نکلتا ہے۔

مؤلف

دور افتادہ تشنہ کام آیا   غم کا مارا ہُوا غلام آیا
بختِ خفتہ ہُوا مِرا بیدار   یاد فرمائی کا پیام آیا
لوگ ہنستے تھے میرے رونے پر   میرا رونا ہی میرے کام آیا
شرمساری کو اپنے ساتھ لئے   ایک بھاگا ہُوا غلام آیا
اُنؐ کی عظمت کا پوچھنا کیا ہے   جنؐ پہ اللہ کا سلام آیا
دیکھے مرزاؔ کی آنکھ میں آنسو   جب بھی آقاؐ کا لب پہ نام آیا

مرزا شکور بیگ (حیدر آباد)

تُو نہ اُترے قلب میں جب تک نظر کے راستے   منکشف ہوتے کہاں ہیں تیرےؐ در کے راستے

یہ مدینے کے مسافر کا ہے اعجازِ خرام ڈھل گئے دِلکش اُجالوں میں سفر کے راستے
مل گیا آنکھوں کو جس دم نُورِ محبوبِؐ خدا خود نمایاں ہوگئے عیب و ہنر کے راستے
اللہ اللہ! ہادیِؐ دوراں کی آوازِ جمیل بے خبر کے دِل میں جاگ اُٹھے، خبر کے راستے
دوڑ پڑتا ہوں جنوں میں تیرےؐ دَر کو بار بار لگ گئے قدموں کو میرے، تیرےؐ دَر کے راستے

مشتاق احمد ارمَ حسائی

جس میں بسی ہوئی ہے محبّت حضورؐ کی اُس دِل پہ لاکھ بار ہو رحمت حضورؐ کی
پڑھتے رہو دُرود یونہی دل لگی کے ساتھ ہوتی رہے گی تم پہ عنایت حضورؐ کی
یارب یہی دُعا ہے، یہی ہے طلب مِری محشر میں ہو نصیب شفاعت حضورؐ کی
قدسی بھی جس کی گردِ کفِ پا نہ پاسکے وہ اَوج، وہ مقام، وہ رِفعت حضورؐ کی

نادر وحید

دِل کی دُنیا میں ہے روشنی آپؐ سے ہم نے پائی نئی زندگی آپؐ سے
کیوں نہ نازاں ہُوں اپنے مقدّر پہ ہم ہم کو ایماں کی دولت مِلی آپؐ سے
کل بھی معمور تھا آپؐ کے نُور سے ہے منوّر جہاں آج بھی آپؐ سے
دُشمنوں پر بھی دَر رحمتوں کا کھُلا راہ و رسمِ محبّت چلی آپؐ سے
دِل کا غنچہ چٹکتا ہے صلِّ علیٰ اپنے گُلشن میں ہے تازگی آپؐ سے

سب جہانوں کی رحمت کہا آپؐ کو — کتنا خوش ہے خدا، یانبیؐ آپؐ سے
ختم ہے آپؐ پر شانِ پیغمبری — یہ روایت مکمل ہُوئی آپؐ سے

ناصرؔ کاظمی

خاص ہے ہم عاصیوں پر فضل و احسانِ رسولؐ — روزِ محشر ہوں گے ہم، اور ظلِّ دامانِ رسولؐ
اب یہی ارمان ہے دِل میں، یہی ہے آرزو — وہؐ نظر آئیں، تو ہم ہو جائیں قربانِ رسولؐ
حاملِ بارِ خلافت، راز دانِ مصطفیٰؐ — فخرِ جملہ انبیاؑ ہیں، چاریارانِؓ رسولؐ
خارِ صحرائے مدینہ، پھول ہیں فردوس کے — مشک و عنبر سے سوا ہے، بُوئے بستانِ رسولؐ
ہر نفس کی آمد و شد، خود یہ کہتی ہے نظیرؔ — ہے ہمارے حال پر، ہر لمحہ فیضانِ رسولؐ

سیّد نظیر علی شاہ دلدار میاں نظیرؔ

ماہنامہ "نعت" لاہور میں نازؔ بریلوی کی یہ نعت پڑھی تو دِل و زبان نے بے ساختہ واہ کہا۔ ہر شعر نظر کے راستے جاں میں اُترتا چلا گیا۔

مؤلف

نوازیں موت سے، یا زندگی بخشیں، خُوشی اُن کی — محمدؐ مُصطفیٰؐ میرے ہیں، میری زندگی اُنؐ کی
خدا کے قرب کو، اُنؐ کا توسّل شرطِ اوّل ہے — حقیقت میں خدا کی دوستی ہے، دوستی اُنؐ کی

مرا بننا، بگڑنا، نام ہے اُنؐ کی مشیت کا — مقدّس ہے مجھے وہ امر، جس میں ہو خوشی اُن کی

شعارِ کج روی، شائستہ گامی سے بدل جائے — یہ دُنیا کاش اب بھی سیکھ لے شائستگی اُنؐ کی

شبِ معراج بستر گرم تھا، زنجیر ہلتی تھی — کہ جب عرشِ معلّٰی سے ہوئی تھی واپسی اُنؐ کی

نبیؐ کے ذکر سے ڈوبی ہوئی نبضیں اُبھر آئیں — یہ کس نے نزع کے عالم میں، مجھ سے بات کی اُنؐ کی

نہ جانے کیوں، غمِ دُنیا نے مجھ سے پھیر لیں آنکھیں — بس اِتنا جانتا ہوں، یاد آئی تھی ابھی اُنؐ کی

نازؔ بریلوی (انڈیا)

نجم منور علی کی اس دلپذیر نعت نے مجھے متاثر کیا۔ درج ذیل کرتا ہوں۔

مؤلف

مرے آقاؐ! ترےؐ در پر غلام ابن غلام آیا — کہ خوش بختوں کی فہرست میں، اب اِس عاصی کا نام آیا

مرے جذبے سنورنے کی ہوئی جب ابتدا مولاؐ! — بہ فیضِ گریہ و زاری حضوری کا پیام آیا

متاعِ بے بہا مجھ کو ملی، میرے کرمؐ گسترا! — حضوری کا ہر اِک لمحہ مرے جذبوں کے نام آیا

شعورِ آگہی پایا، حرم میں سجدہ ریزی سے — کہ ہر سجدے میں لُطفِ حاصلِ عمرِ دوام آیا

میں نازاں ہوں، ہوئی مجھ پر بہت احسان کی بارش — کہ نجمؔ! اُس در سے واپس بامراد و شاد کام آیا

نجم منور علی

کفر اور شرک مٹانے کے لئے آپؐ آئے — نقشِ توحید جمانے کے لئے آپؐ آئے
سارے عالم پہ جو باطل کے تھے بادل چھائے — شمعِ ایمان جلانے کے لئے آپؐ آئے
شبِ معراج ملائک نے کہا خوش ہو کر — آسمانوں کو سجانے کے لئے آپؐ آئے
بن کے وہؐ رحمتِ حق دُنیا کے ہر گوشے میں — فیض و الطاف لُٹانے کے لئے آپؐ آئے
اے خوشا بخت! کہ ممدوحِ مقدس بن کر — نجم کو رستہ دکھانے کے لئے آپؐ آئے

نجم نعمانی

نذر جالندھری کی نعت نہایت اثر آفریں اور پُرسوز ہے۔ (مؤلف)

ہماری ہو دُعاؤں میں اثر، ایسا بھی دن آئے — مدینے کا کریں ہم بھی سفر، ایسا بھی دن آئے
جہاں بٹتی ہے ہر شام و سحر خیرات رحمت کی — خدا دِکھلائے وہ طیبہ نگر، ایسا بھی دن آئے
درِ اقدس پہ جا بیٹھوں، وہیں پہ موت آ جائے — دُعا ہے بس یہی شام و سحر، ایسا بھی دن آئے
بہت اَیام دیکھے سرخوشی کے، اب یہ خواہش ہے — ملے اذنِ حضوری کی خبر، ایسا بھی دن آئے
نِگاہوں میں مری ہر دم رہے تصویر روضے کی — وہی تصویر بن جائے نظر، ایسا بھی دن آئے
نہ سامانِ سفر کوئی، نہ کوئی ساتھ ہو بے شک — مرے آنسو ہوں میرے ہمسفر، ایسا بھی دن آئے

سدا ہو سامنے آنکھوں کے یارب گنبدِ خضرا   یونہی ہو زندگی باقی بسر، ایسا بھی دن آئے

نذرؔ جالندھری

نسیمؔ شاہجہانپوری نے طویل بحر میں ایک دلنواز نعت کہی ہے۔ آپ بھی اِس کے مطالعہ کی سعادت حاصل کیجئے۔

مؤلف

گزرے جن راستوں سے حبیبِ خدا، چُومے جس خاک نے مُصطفیٰؐ کے قدم
کاش! اِس زندگی میں پہنچتا کبھی، مَیں وہاں اپنے سَر کو بنا کے قدم

اُنؐ سے کہہ کے تصوّر میں رُودادِ غم، میں ہوا طالبِ چشمِ لُطف و کرم
یاد آئیں جب اپنی خطائیں مجھے، ڈگمگانے لگے اِلتجا کے قدم

اُنؐ پہ روشن ہے سب میرا حالِ زبوں، جب یہ سچ ہے، تو پھر اُنؐ سے میں کیا کہوں
سرورِؐ دیں کی توہین کے خوف سے، کانپتے ہیں مرے مدعا کے قدم

حق کو جب اُنؐ سے مِلنے کی خواہش ہوئی، کتنی پُرنُور وہ شب تھی معراج کی
عرش کو فوقیت کی سند مل گئی، چُومے جب اُس نے خیرالوریٰؐ کے قدم

اے تمنّائے دیدارِ محبوبِؐ ربّ! بااَدب، بااَدب، بااَدب، بااَدب!
ذاتِ اقدس کی عظمت کے احساس سے، تھرتھراتے ہیں ہر مدعا کے قدم

آگئی رحمتِ ایزدی جوش میں، لے لیا بڑھ کے آقاؐ کو آغوش میں

اپنی منزل پہ جب خودبخود رُک گئے، ساکنِؐ سدرۃ المنتہٰی کے قدم
ہر قدم سختیوں پر ہوئیں سختیاں، ہر نفس اِمتحاں پر ہُوئے اِمتحاں
ڈگمگائے نہ راہِ عمل میں کبھی، عاشقانِ حبیبِؐ خدا کے قدم
خود بُلا لیں اگر مُجھ کو شاہِؐ اُمم، اے نسیمؔ! اُنؐ کا ہوگا یہ مُجھ پر کرم
ورنہ دَر تک رسائی سے معذور ہیں، آج تک میری فکرِ رسا کے قدم

نسیمؔ شاہجہانپوری (انڈیا)

یُوں چمکتا ہے مقدّر کا ستارہ دیکھنا
جارہا ہے سُوئے طیبہ غم کا مارا دیکھنا

دین و دنیا کا مری تُم بھی سہارا دیکھنا
تم بھی طیبہ جا کے طیبہ کا نظارہ دیکھنا

وہؐ یتیموں کے ہیں ملجا، بے سہاروں کے کفیل
کب گوارا ہے کسی کو بے سہارا دیکھنا

اِک نِگاہِ اِلتفاتِ عشق کی ہے آرزو
میری جانب بھی مرے آقاؐ خدارا دیکھنا

آنکھ میں اَشکِ ندامت آیا، بخشش ہوگئی
آنکھ میں آنسو اُنہیں کب ہے گوارا دیکھنا

خوش نصیبی یہ نہیں ہے، اور کیا ہے پھر نعیمؔ
منظرِ طیبہ کو جا جا کر دوبارہ دیکھنا

نعیمؔ میرٹھی

میں سر تا پا سنورنا چاہتا ہُوں
مدینے جا کے مَرنا چاہتا ہُوں

تمہارےؐ عشق میں، اے میرے آقاؐ!
مَیں ہر حد سے گُزرنا چاہتا ہُوں

مجھے دو دولتِ خاکِ مدینہ　　میں دامن اپنا بھرنا چاہتا ہوں
حصولِ عشقِ سرکارؐ جہاں میں　　مَیں جاں سے بھی گزرنا چاہتا ہوں
کیا تعلیم جو بھی مصطفیؐ نے　　مَیں ہر خدمت وہ کرنا چاہتا ہوں
مجھے دو روشنی غارِ حرا کی　　میں ظلمت میں نکھرنا چاہتا ہوں
حیاتِ جاوداں کا لے کے تحفہ　　مدینے میں بکھرنا چاہتا ہوں

نعیم میرٹھی

دولتِ دارین سے افضل ہے اُلفت آپؐ کی　　لے کے جائے گی ہمیں جنّت میں چاہت آپ کی
جس جگہ بھی آپؐ چاہیں، ہم کو بلوالیں حضورؐ!　　شہرِ طیبہ آپؐ کا ہے اور جنّت آپؐ کی
ہر عمل اِک روشنی ہے، ہر ادا اِک نُور ہے　　اِک مسلسل درس ہے دُنیا کو سیرت آپؐ کی

نعیم میرٹھی

اُنؐ کی چشمِ کرم مجھ پہ کیا ہوگئی　　دِین و دُنیا کی دولت عطا ہوگئی
جب سے شامل غلاموں میں اُنؐ کے ہُوا　　اُنؐ کی رحمت مرا آسرا ہوگئی
اُنؐ کے دَر کی گدائی ہمیں کیا ملی　　اب گدائی بڑی مرتبہ ہوگئی

نعیم میرٹھی

مست بادل سرِ کُہسار نظر آتے ہیں — فضلِ باری سے گراں بار نظر آتے ہیں
یہ جو صحرا گُل و گلزار نظر آتے ہیں — تیریؐ رحمت ہی کے آثار نظر آتے ہیں
رشکِ صد یوسفِؑ کنعاں ہے مدینے کا نِگارؐ — دو جہاں طالبِ دیدار نظر آتے ہیں
تاج ہے ختمِ نبوت کا سرِ اَقدسؐ پر — گرد، اَنوار ہی انوار نظر آتے ہیں
آج حسرت کی ہے تصویر، قبا کی مسجد — سُونے سُونے در و دِیوار نظر آتے ہیں
اِن سیاہ فام فقیروں کو حقارت سے نہ دیکھ — مُجھ کو یہ صاحبِ اِسرار نظر آتے ہیں
رِند تو رِند ہیں، زمزم کی صبوحی پی کر — زاہدِ خشک بھی سرشار نظر آتے ہیں
حلق، ناموسِ محمدؐ پہ کٹانے والے — کچھ جو ہیں، تو یہی احرار نظر آتے ہیں
بختِ بیدار مبارک ہو اُنہیں، جِن کو نفیسؔ — خواب میں سیدِؐ ابرار نظر آتے ہیں

سید نفیس الحسینی (نفیس رقم)

نورَ صابری نے حضور علیہ السلام و التسلیم سے محبّت و عقیدت کو انتہائی خلوص کے ساتھ نعت کے قالب میں ڈھالا ہے۔

مؤلف

نزولِ رحمتِ یزداں بھی ہے اُسی جانب — قسم خدا کی! جدھر ہے حضورؐ آپؐ کی ذاتؐ

رہِ وجود و عدم میں ہم اہلِ دل کے لئے
عظیم رختِ سفر ہے، حضورؐ آپؐ کی ذاتؐ

ہے رُوح زندہ، فقط آپؐ کی محبّت سے
سکونِ دیدۂ تر ہے، حضورؐ آپؐ کی ذاتؐ

ہر اِک تڑپ پہ ہوا جا رہا ہے نُورؔ فدا
دوائے دردِ جگر ہے،حضور آپؐ کی ذاتؐ

نُورؔ صابری

مرحوم نیازؔ سواتی مزاحیہ شاعری میں معروف تھے۔ اُن کی یہ نعت پڑھ کر دل خوش ہوا۔

(مؤلف)

ہے مدح سرا آپؐ کا یزداں، شہِؐ والا!
کوئی بھی نہیں آپؐ سا اِنساں، شہِؐ والا!

سَو بار مرا آپؐ پہ واری، دِلِ مضطر
اور جان مری آپؐ پہ قرباں، شہِؐ والا!

گر راہبری آپؐ نہ فرماتے ہماری
مِلتا نہ ہمیں جادۂ عرفاں، شہِؐ والا!

دِل ہجرِ مدینہ میں تڑپتا ہے شب و رَوز
کب ہوگا مرے دَرد کا دَرماں، شہِؐ والا

جلوؤں کے سِوا ہوگی نہ اب اِس کی تسلّی
اب بس میں نہیں دیدۂ گریاں، شہِؐ والا!

کرتا میں ہر اِک سال مدینے کی زیارت
ہوتا نہ اگر بے سر و ساماں، شہِؐ والا!

کب سدھریں گے حالات مرے، شافعِؐ محشر!
کب تک میں رہوں گا تہی داماں، شہِؐ والا!

نیازؔ سواتی

عِلم کے شہر میں آپؐ ہی مصطفیؐ

آپؐ کے عِلم کی انتہا ہی نہیں
علم و عرفان و دانش کے روشن کیئے
آپؐ نے جو دیئے
ذہن اُن سے ہزاروں منور ہوئے
آدمی جو گرفتارِ اوہام تھا
آپؐ ہی نے کیا اُس کو حق آشنا
آپؐ ہی نے کہا، عِلم حاصل کرو
عِلم ہے فرض عورت پہ اور مرد پر
ہم نے مانا کہ ہیں آپؐ اُمی لقب، پر
اے شاہؐ اُمم! شاہؐ عالی نسب!
آپؐ کے سامنے دست بستہ ہیں سب۔
آج تک جتنے بھی اہلِ دانش ہوئے
آپؐ ہی نے تمدّن سکھایا اُنہیں
جو تمدن سے تھے لوگ نا آشنا
عِلم و دانش میں کوئی نہیں آپؐ سا
اے حبیبِؐ خدا، اے حبیبِؐ خدا!
—— نیاز سواتی

وہی ہے اپنا آقاؐ اور وہی مالک ہمارا ہے　　اُسیؐ کا دین و دُنیا میں فقط ہم کو سہارا ہے
وُجود اُسؐ کا فراغِ ہر دو عالم کا اشارہ ہے　　اگر طوفان ہے دُنیا، تو وہؐ اِس کا کنارہ ہے
ہمیں سیلاب کا ڈر کیا ہو، جب وہؐ ناخدا ٹھہرے　　ہمیں کیا فکر جب ایسے شہنشاہ کے گدا ٹھہرے

—— نیازؔ فتح پوری

مرحبا یہ شان و شوکت آپؐ کی　　ہے ہر اِک دِل پر حکومت آپؐ کی
کر گئی گھر، دِل میں اُلفت آپؐ کی　　اِس لئے لَب پر ہے مِدحت آپؐ کی
اپنا کوثر بھی ہے، اپنی خلد بھی　　مِل گیا سب کچھ بدولت آپؐ کی
مجھ کو طیبہ میں ملے دو گز زمیں　　اِتنی ہو جائے عنایت آپؐ کی
اُس کی آنکھوں کو ادب سے چُوم لُوں　　جِس کو حاصل ہو زیارت آپؐ کی
بے نیازِ فکرِ ہر عالم رہوں　　صِرف ہو دِل میں محبّت آپؐ کی
تابِ نظارہ نہیں دِل کو، مگر　　پھر بھی آنکھوں کو ہے حسرت آپؐ کی

—— نیّرؔ اسعدی

عشق میں لازم ہے اول ذات کوں فانی کرے

ہو فنا فی اللہ دائم یادِ یزدانی کر

یا محمدؐ دوجہاں کو عید ہے تجھ ذات سُوں

خلق کُوں لازم ہے جی کُوں تجھؐ پہ قربانی کرے

جس مکاں میں ہے، تمہاریؐ فکرِ روشن جلوہ گر

عقل اوّل آ کے واں، اِقرارِ نادانی کرے

زندگی پاوے اَبد کی جگ میں وہ خضر وقت

جو ایس کوں فدویِ محبوبِؐ سبحانی کرے

——— ولی دکنی

وجودِ پاک ہے اِتنا محبّت آفریں تیراؐ — نہیں ثانی کوئی اے رحمۃ اللعالمینؐ تیراؐ

ذرا اِس اتحادِ حُسن و اُلفت کو کوئی دیکھے — تو کعبے کے مکیں کا، اور کعبے کا مکیں تیراؐ

تصوّر تیراؐ جنّت ہے، محبّت تیریؐ بخشش ہے — یہ رُتبہ اور یہ درجہ شفیعؐ المذنبیں تیراؐ

رہے گا، حکم تیراؐ کارفرما، روزِ آخر تک — لقب اے شافعِؐ محشر، ہے ختمؐ المرسلیں تیراؐ

——— ہادی مچھلی مشہدی

ہارون الرشید ارشدؔ کے نعتیہ اشعار عجیب دِلکشی لئے ہُوئے ہیں۔ اِس سے زیادہ خوبصورت حقیقت کیا ہو سکتی ہے جو موصوف نے کہہ ڈالی ہے۔

——— مؤلف

مدینہ طیبہ ہے احمدؐ مختار کی بستی — مرے خواجہؐ، مرے آقاؐ، مرے سرکارؐ کی بستی

مدینے آیا تھا، آیا ہوں، آئندہ بھی آؤں گا — ہے مقناطیسِ جاں و دِل، مرے سرکارؐ کی بستی

مدینہ شہرِ خواجہؐ ہے، بس اِس کے بعد کیا کہئے — مرے ایماں، مرے قرآں، مرے سرکارؐ کی بستی

مدینے پر نظر پڑتے ہی سرمستی میں چیخ اُٹھا — مرے سرکارؐ کی بستی، مرے سرکارؐ کی بستی

مری آنکھوں سے پہلے، دِل پہنچنے کے لئے تڑپا — مدینہ میری منزل ہے، مرے سرکارؐ کی بستی

میں چمکا، رُوح چمکی، آنکھ چمکی، دِل چمک اُٹھا — نظر آنے لگی مجھ کو مرے سرکارؐ کی بستی

مدینے کی فضیلت، اللہ اللہ کیا فضیلت ہے — حرم ہے، محترم بھی ہے، مرے سرکارؐ کی بستی

چلا ہوں رُوح کے بل، دِل کے بل، آنکھوں کے بل، ارشدؔ — مرے جذبوں کی منزل ہے، مرے سرکارؐ کی بستی

ـــــ ہارون الرشید ارشدؔ

یزدانیؔ جالندھری نعت گوئی میں معروف ہیں۔ اُن کے سوزِ دروں نے اِظہارِ محبّت و عقیدت کے الفاظ کو باہم ایسی لڑی میں پرویا ہے کہ سلام و نیاز کا خوبصورت ہار تیار ہوگیا ہے۔

ـــــ مؤلف

مرے ہاتھ آگیا جب جذبۂ سرشار کا دامن — ہوا سایہ فگن سَر پر شہِؐ ابرار کا دامن

اِدھر مَیں، اور مِری فرطِ ندامت سے جھکی آنکھیں
اُدھر سرکارؐ کی چشمِ تلطّف بار کا دامن

وہؐ اوّل بھی، وہؐ آخر بھی، ازل اُنؐ کا، ابد اُنؐ کا
محیطِ کُن فکاں ہے احمدِؐ مختار کا دامن

عطا و بخشش و الطاف کا دریائے بے پایاں
خجل جِس کے مقابل، ابرِ گوہر بار کا دامن

وہؐ جن کے خُلق کی عظمت سے پتھر موم ہوتے تھے
دُعاؤں سے جوؐ بھر دیتے رہے اَشرار کا دامن

سمٹ آئیں گے جلوے اُنؐ کے خود حدِّ تصوّر تک
کبھی پھیلا کے دیکھو حسرتِ دِیدار کا دامن

جہاں جن و بشر تو کیا، خدا خود بھی ثناء خواں ہے
وہاں کیا ہے مِرے پیرایۂ اِظہار کا دامن

جنھوں نے مُصطفیٰؐ کے اُسوۂ حسنہ کو اپنایا
اُنہی کے ہاتھ آیا عظمتِ کردار کا دامن

پہنچ ہی جاؤں گا اِک دِن مدینے، مَیں بھی یزدانؔی
مِرے ہاتھ آ تو جائے طالعِ بیدار کا دامن

—— یزدانؔی جالندھری

حدیثِ مصطفیٰؐ ہے اور میں ہوں
بس اِک حرفِ ثناء ہے اور میں ہُوں

تصوّر پَرکُشا ہے اور میں ہُوں
درِ خیر الوریٰؐ ہے اور میں ہوں

بھری ہے نعمتوں سے میری جھولی
عطاؤں پہ عطا ہے، اور میں ہُوں

مجھے بھی خواب میں چادر عطا ہو
بس اتنی سی دُعا ہے، اور میں ہُوں

عجب عالم ہے یزدانؔی سرِ حشر
شفاعت کی گھٹا ہے، اور میں ہُوں

—— یزدانی جالندھری

مدینہ منوّرہ

(ارضِ جنّت نشاں)

کبھی یہاں سے مدینہ، کبھی وہاں سے یہاں مرا خیال مسلسل سفر میں رہتا ہے

—— راجہ رشید محمودؔ

جو مدینہ ہم بھی جاتے تو کچھ اور بات ہوتی کبھی لوٹ کر نہ آتے تو کچھ اور بات ہوتی

مری زِیست کے عناصر درِ مصطفیٰؐ پہ چل کے مرا ساتھ چھوڑ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی

—— بیکلؔ اتساہی بلرام پوری

ہر لحظہ ہے رحمت کی برسات مدینے میں — بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں

مَن زَارَ نے سمجھایا یہ راز مدینے میں — ملتی ہے شفاعت کی سوغات مدینے میں

نہ خوف ہے محشر کا نہ زیست کا غم کوئی — پُرکیف گزرتے ہیں لمحات مدینے میں

یہ گنبدِ خضریٰ کے والیؐ کا کرشمہ ہے — ہے اُنس و محبت کی بہتات مدینے میں

احمد علی قائدؔ

زائد ہیں رواں شام و سحر زائیر سوئے مدینہ — اے کاش ہو میرا بھی سفر سُوئے مدینہ

ہر ذرہ ہمہ طُور، ہمہ برقِ تجلّی — باچشمِ کلیمانہ نگر سُوئے مدینہ

کب دیکھئے سرکارؐ سے آتا ہے بلاوا — دن رات ہے اَختَرؔ کی نظر سُوئے مدینہ

اختَرؔ الحامدی

جُھکا کر گردنیں، رکھو قدم طیبہ کی گلیوں میں — کہ ہے عشاق کا بیت الحرم طیبہ کی گلیوں میں

تمنا ہے کہ آنکھوں سے بھی وہ دیوار و در دیکھیں — تصور میں بہت پھرتے ہیں ہم طیبہ کی گلیوں میں

وہ پتھر ہوں کہ کنکر ہوں کہ ذرّے ہوں کہ جو کچھ ہو — ستاروں سے ہیں بڑھ کر محترم طیبہ کی گلیوں میں

مقام و مرتبہ اُس کا بھلا ناشادؔ کیا ہو گا　　کہ جس خوش بخت کا نِکلا ہے دَم طیبہ کی گلیوں میں

ارشد محمود ناشادؔ

اسعدؔ شاہجہانپوری نے مدینے کا نقشہ جذبات و کیفیات کے پس منظر میں ایسی خوبصورتی سے باندھا ہے کہ ادب شناس نِگاہ اِسکی تحسین پر مجبور ہے۔ آپ بھی اِسکے مطالعہ کا شرف حاصل کریں۔

مؤلف

عجب شان سے جلوہ گر ہے مدینہ　　نظاروں کی حدِ نظر ہے مدینہ

نہ تشبیہہ صادق، نہ تمثیل برحق　　بہشتوں کی نوعِ دِگر ہے مدینہ

ابھی جی تصوّر سے بہلا رہا ہوں　　ابھی مستعارِ نظر ہے مدینہ

تڑپتی مُرادو! مچلتی اُمیدو!　　ٹھہر جاؤ! نزدیک تر ہے مدینہ

بہارِ نِگاہِ عرب دیکھتا ہوں　　بساطِ نشاطِ نظر ہے مدینہ

یہ جذبِ تصوّر! یہ تصویرِ دلکش!　　مدینہ نہیں ہے، مگر ہے مدینہ

وہ تلخی نہیں، تلخ لمحوں میں اسعدؔ!　　عجب نامِ شیریں ہے، نامِ مدینہ

—— (صدیق حسن) اسعدؔ شاہجہانپوری

تڑپ رہا ہوں جدائی میں صورتِ بسمل　　پیامِ حاضری آئے گا کِس مہینے میں

حضورؐ! مُجھ کو بُلا لیجئے مدینے میں　　لگی ہوئی ہے محبّت کی آگ سینے میں

مدینے جاؤں، تو انورؔ کہیں قرار آئے   یہاں تو لُطف نہ مرنے میں ہے، نہ جینے میں
انورؔ

بشیر حسین ناظمؔ کے گُل ہائے عقیدت تحریر کرتا ہوں۔ جھولی بھر لیجئے۔   (مؤلف)

محترم، محتشم مدینہ ہے

رشکِ باغِ اِرم مدینہ ہے   محترم، محتشم مدینہ ہے
لوحِ جاں پر رقم مدینہ ہے   شانِ لوح و قلم مدینہ ہے
راحتِ جانِ عاشقانِ نبیؐ   عینِ لُطفِ و کرم مدینہ ہے
خاکِ طیبہ ہے ہر مرض کی دوا   چارۂ ہر اَلم مدینہ ہے
اعتبارِ عرب، نگارِ جہاں   اِفتخارِ عجم مدینہ ہے
رُوح کا چین، دَرد کا درماں   زندگی کا بھرم مدینہ ہے
عرش سے جس پہ ہو رہی ہیں نثار   رحمتیں دم بدم، مدینہ ہے
جس کے روزِ ازل سے ہیں ناظمؔ!   عاشقِ زار ہم، مدینہ ہے

____ بشیر حسین ناظمؔ (اسلام آباد)

مدنی فضاؤں میں پہنچ کر بشیؔر زدّاری کے جذبات کا اِظہار یُوں ہوتا ہے۔   (مؤلف)

اے دیارِ رحمتہ للعالمیںؐ! اے وقارِ آسماں! فخرِ زمیں!
جاذبِ دِل مرحبا! تیری زمیں ذرّہ ذرّہ بن گیا دِل کا نگیں
کِس قدر پُرکیف ہے تیری فِضا کِھل گیا میرا دِل اندوہ گیں
یہ ہوا کتنی سُرور انگیز ہے آ رہی ہے بُوئے فردوسِ بریں
مست و بے خود جِس نے دِل کو کر دیا کیا معطّر ہے، یہ بُوئے عنبریں
ضوفشانی سے شہِؐ کونین کے ذرّہ ذرّہ بن گیا ماہِ مبیں
گنبدِ خضرا کا ہے سایہ نصیب کِس قدر خوش بخت ہیں تیرے مکیں
اِس زمیں پر سجدہ کرتے ہی بشیؔر! ہوگئی ہے پُر ضیا میری جبیں

—— بشیؔر زداری

لَب پہ شام و سحر مدینہ ہے حسرتِ چشمِ تَر مدینہ ہے
میرا سوزِ جگر مدینہ ہے آرزوئے نظر مدینہ ہے
جذبۂ دِل کی رہنمائی میں جا رہا ہُوں جدھر مدینہ ہے
جا رہا ہُوں تلاشِ منزل میں اِنتہائے سفر مدینہ ہے
میری جتنی بھی ہیں تمنائیں اُن کا مرکز، شہر مدینہ ہے

میرے آقاؐ! بشیرؔ سے کہہ دو اب تمہارا بھی گھر مدینہ ہے
——— بشیرؔ زداری

اے مدینہ! ہم ترے شام و سحر بھُولیں گے کیا
جس جگہ پائی ہے خود اپنی خبر، بھُولیں گے کیا

تنگیِ دامانِ ارماں سے شکایت ہے ضرور
وہ کرم ہائے درِ خیر البشرؐ بھُولیں گے کیا

اللہ اللہ! اِس جگہ معراجِ ہستی مِل گئی
وہ سکُونِ قلب، وہ کیفِ نظر، بھُولیں گے کیا

جِن سے دست و پائے سرکارِؐ دو عالم مَس ہُوئے
وہ دَر و دِیوار اور وہ رہگزر بھُولیں گے کیا

جالیوں کے سامنے، وہ کیفِ رُوح و کیفِ دِل
تُو ہی بتلا، ہم بھلا اے چشمِ تر! بھُولیں گے کیا

بس اِسی کی یاد سے تو ہے ہمیں تسکینِ دِل
ہم بھلا بہزادؔ! بطحا عمر بھر بھُولیں گے کیا

——— بہزادؔ لکھنوی

مدینے کی مہکی بہاروں میں گُم ہُوں
میں گنبد کے رنگیں نظاروں میں گُم ہُوں

میں گُم ہُوں، سلاموں کی پیہم صدائیں
درُودوں کی دِلکش پکاروں میں گُم ہُوں

یہ مستانِ عشقِ نبیؐ کا کرم ہے
میں کالی گھٹا کے نظاروں میں گُم ہُوں

جہاں سے کہ گزرے تھے شاہِؐ دو عالم
میں بہزادؔ اِن رہگزاروں میں گُم ہُوں

بہزادؔ لکھنوی ———

صدقے ترے اے ذوقِ فراوانِ مدینہ! پھر کروٹیں لینے لگا ارمانِ مدینہ

اللہ غنی! رحمت و الطاف کا عالم اللہ غنی! بخشش و فیضانِ مدینہ

خالق سے اُنہیں وہ درِ پُرفیض ملا ہے شاہوں سے بھی بڑھ کر ہیں گدایانِ مدینہ

عشاق کا ایمان تو بہزادؔ ہے اِتنا کعبہ کو بھی سمجھا ہے بہ عنوانِ مدینہ

—— بہزادؔ لکھنوی

عاشق کے لئے کعبۂ اُلفت ہے مدینہ عارف کے لئے منزلِ رحمت ہے مدینہ

اے طالبِ نعمت! تجھے اِک راز بتا دوں اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے مدینہ

جاؤ گے تو دیکھو گے وہاں بارشِ تسکیں عینِ کرم و عینِ محبّت ہے مدینہ

بگڑی ہُوئی تقدیر وہیں بنتی ہے جا کر کونین میں اللہ کی رحمت ہے مدینہ

مِلتی ہے تو پھر اِس میں کمی ہی نہیں ہوتی وہ گنجِ گرانمایہ، وہ دولت ہے مدینہ

تُم جاؤ کہیں پر بھی، مگر دِل نہ لگے گا بہزادِؔ حزیں! قلب کی حسرت ہے مدینہ

—— بہزادؔ لکھنوی

جس کی جاں کو تمنا ہے، دِل کو طلب، وہ سکوں بخش محفل مدینے میں ہے

یُوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر، جاں مدینے میں ہے، دِل مدینے میں ہے

فکر دُنیا وہاں دُور پاؤ گے تم، قلب میں ہر طرف نُور پاؤ گے تم

رُوح کو اپنی مسرور پاؤ گے تم، اک عجب کیف کامل مدینے میں ہے

ہر تمنا وہاں جا کے بر آئے گی، ایک رحمت کی دُنیا نظر آئے گی

نا اُمیدو! تم اتنا پریشان نہ ہو، آرزوؤں کا حاصل مدینے میں ہے

ہے تصوّر میں ہر وقت بابُ السّلام، ہیں تصوّر میں ہر لحظہ وہ سقف و بام

جب سے بہزادؔ اُن کا کرم ہو گیا، جاں مدینے میں ہے، دِل مدینے میں ہے

بہزادؔ لکھنوی

کیا بتاؤں کہ کیا مدینہ ہے — ابتداء، اِنتہا مدینہ ہے

بھر لو چل کر مُراد سے دامن — کانِ لُطف و عطا مدینہ ہے

سجدۂ شکر چاہیے ہر گام — جائے شُکرِ خدا مدینہ ہے

اے طبیبو! خبر بھی ہے تُم کو؟ — ہر مرض کی دَوا مدینہ ہے

اور کوئی طلب نہیں بہزادؔ — مقصد و مُدعا مدینہ ہے

____ بہزادؔ لکھنوی

قدم اُس کے بہک نہیں سکتے — جس کے پیشِ نظر مدینہ ہے

ہر قدم کیوں نہ برکتیں ہوں نصیب — وجہِ عزمِ سفر مدینہ ہے
لَب پہ ہر دَم رہے دُرود و سلام — دِل کا مقصد اگر مدینہ ہے
کعبہ تو گھر خدا کا ہے بہزاؔد — پر محمدؐ کا گھر مدینہ ہے

—— بہزاؔد لکھنوی

مدینے کی زمیں بھی کیا زمیں ہے — دیارِ رحمتہ اللعالمینؐ ہے
جہاں لُٹتے ہیں رَحمت کے خزانے — رسولِؐ پاک کا روضہ وہیں ہے
فرشتے بھی جہاں کرتے ہیں سجدے — وہ محبوبِؐ خدا اِس جاکمیں ہے

ثریا زیباؔ

حمدیہ نعتیہ ساقی نامہ

پلا ساقیا ایسا اُلفت کا جام — کہ لَب پر رہے ذِکرِ خیر الانامؐ
نِگاہوں میں طیبہ کی ہو سرزمیں — ہو اس کی محبّت سے روشن جبیں
مِرے سامنے ہو وہ عہدِ کہن — حبیبِؐ خدا جب تھے جلوہ فگن
صحابہؓ کی جمتی تھی جب انجمن — تھا پھولوں سے آراستہ یہ چمن
وہی اب بھی طیبہ کی ہے دِلکشی — نہیں کوئی لُطف و عطا میں کمی

نہیں کوئی بھی فرقِ ماضی و حال — مدینے کا اب بھی وہی ۔ ہے جمال
مدینہ زمیں چاند تاروں کی ہے — نبیؐ کے اطاعت گذاروں کی ہے
مدینہ ہے درمانِ خستہ دِلاں — یہی اِک جہاں میں ہے جائے اماں
مدینے میں ہے بابِ رَحمت کھُلا — ہے بابِ کرم، بابِ جنّت کھُلا
مبارک مدینے کے لمحات ہیں — محبّت سے لبریز جذبات ہیں
مدینہ خیالوں کا آئینہ ہے — اِسی سے منوّر مِرا سینہ ہے
اِسی سے ہے کشتِ تمنّا ہری — اِسی سے ہے افکار میں تازگی
مدینہ ہے بیتاب دِل کا قرار — نرالی جہاں سے ہے اِس کی بہار
مدینہ محبّت کی تفسیر ہے — مِرے خوابِ شیریں کی تعبیر ہے
نظر میں مدینے کے ہیں بام و دَر — مِری رُوح رہتی ہے گرمِ سفر
جمالِ مدینہ نِگاہوں میں ہے — عجب دِلکشی اِس کی راہوں میں ہے
کرم کے خزانے مدینے میں ہیں — گہر سارے اِس کے خزینے میں ہیں
مدینے میں ہر شخص ہے شاد کام — نِگاہوں کی معراج ہے یہ مقام
یہ سرکارؐ کی ہے دُعا کا اثر — ہے مٹّی میں اس کی شفا کا اثر
یہاں پر ہیں آرام فرما حضورؐ — تصوّر ہے جنؐ کا دِلوں کا سُرور
یہاں پر ہے دربارِ شاہِؐ اُمم — نظر کا اُجالا ہے صحنِ حرم
یہاں اشکِ غم ہے مسرّت فزا — یہاں ہے عجب کیف پرور فضا
نہ کیوں ہو اُسے اپنی قِسمت پہ ناز — میسّر جِسے ہو حرم میں نماز
زمانہ فقیر آستانے کا ہے — یہ مقصود سارے زمانے کا ہے

وہ رہتا ہے سرکارؐ سے ہم کلام
ہے زائر کا اِس درجہ اُونچا مقام

حضوری کی رہتی ہے لَب پر دُعا
حرم سب کا ہے مقصد و مُدعا

ہے رَحمت کا مرکز حرم کا مقام
ہے جاری یہاں مغفرت کا نظام

شفاعت کی پائی ہے سب نے سند
یہاں رحمتوں کی نہیں کوئی حد

زیارت سے ہوتے ہیں سب بہرہ وَر
حضوری میں رہتے ہیں اہلِ نظر

سلف کی ہے اِیمان پرور کتاب
مدینہ ہے ماضی کا رَخشندہ باب

مدینہ ہے تاریخ اِسلام کی
مقدّس ہے رُوداد اِس نام کی

مبارک ہے کیسا حرم کا مقام
ہے سب کے لئے واجب الاحترام

اُحد ہے شہیدوں کی آرام گاہ
محبّت سے اُٹھتی ہے اِس پر نِگاہ

کئی اور بھی ہیں مقدّس نشاں
جو عہدِ رسالتؐ کے ہیں ترجماں

مدینے میں ہے مسجدِ قبلتین
دِلوں کا اُجالا ہے، رُوحوں کا چین

یہ تحویلِ کعبہ کی ہے یادگار
رضائے نبیؐ اِس سے ہے آشکار

قبا کی بھی مسجد مدینے میں ہے
یہ نعمت بھی اِس کے خزینے میں ہے

نوافل کا مِلتا ہے بے حد ثواب
ہے اجرِ عبادت یہاں بے حساب

حرم میں ہے صُفّہ متاعِ نظر
جو دیتا ہے اہلِ صفا کی خبر

اُنہیںؓ فیض حاصل تھا سرکارؐ سے
رَسولِؐ خدا، شاہِؐ اِبرار سے

معلّم تھے اُنؓ کے حبیبِؐ خدا
پڑھاتے تھے اُنؓ کو کتابِ ہدیٰ

یہاں لائے جبرئیلؑ قرآن کو
چلا جس نے بخشی ہے قرآن کو

مکرّم ہوئی جس سے اِنساں کی ذات
ضلالت سے اِنساں نے پائی نجات

پیمبرؐ کا ملحوظ تھا احترام | اِسی سے مِلا اُنؓ کو اعلیٰ مقام
صحابہؓ سمجھتے تھے انداز کو | وہ رکھتے تھے پست اپنی آواز کو
یہ شمعِ رسالتؐ کے پروانے تھے | اخوّت کی تسبیح کے دانے تھے
وہؓ قرآنِ ناطقؐ کی صحبت میں تھے | وہؓ سب سایۂ لُطف و رحمت میں تھے
نبیؐ کی تھی ہر اِک ادا سامنے | تھے ہر وقت خیر الوریٰؐ سامنے
اُسی دَر کا حافظؔ ہے دریوزہ گر | اُسی دَر پہ جا کر ہے ٹھہری نظر
نہ شہرت کی خواہش، نہ دُنیا کی ہے | اُسے ہر گھڑی فِکر عقبیٰ کی ہے
مدینہ خیالوں کی زینت رہے | اِسی شہرِ رحمت سے نِسبت رہے
یہی اُس کا ہو مستقل مستقر | اِسی کی طرف آخری ہو سفر
اِسی شہر میں زِیست کی شام ہو | مسافر کو منزل پہ آرام ہو
دمِ نزع لَب پر خدا کا ہو نام | اِسی نام پر زندگی ہو تمام

—— حافظؔ لدھیانوی

مدینہ منوّرہ

(اے خنک شہرے کہ آنجا دلبرست)

میرے اَرمانوں کی بستی، مِرے دِل کی دھڑکن | ہے مدینہ مِرے افکار کا شاداب چمن
اِسی خطے سے ہدایت کی شعاعیں پھوٹیں | یہ مقام آج بھی ہے اہلِ نظر کا مسکن

محوِ راحت ہیں اِسی خطے میں وہ پاک نفوسؓ
جن کے تابندہ ستاروں کی طرح ہیں مدفن

وہ شہیدانِ وفا کیش ہیں محوِ آرام
جن کے اَجدادِ مبارک نہ تھے محتاجِ کفن

اِسی بستی میں ہے دربارِ رسالتؐ، کہ جہاں
کوئی پہرہ ہے، نہ بندش ہے، نہ کوئی قدغن

نگہِ شوق کی معراج فضا ہے اِس کی
زائرینِ حرمِ پاک ہیں جلووں میں مگن

خطۂ پاک پہ ہے لُطف و کرم کی بارش
بھر دیا گوہرِ مقصود سے میرا دامن

میرا نالہ ہوا مقبولِ رسولِ عربیؐ
کام آہی گیا آخر، مِرا دیوانہ پن

یہ وہ رستہ ہے کہ حیرت بھی عبادت ہے یہاں
منزلِ عشق و وفا میں ہے خموشی بھی سخن

بادۂ نُور سے ہر ایک نظر ہے مخمور
کیف و مستی سے ہے سرشار ہر اِک مُوئے بدن

شہرِ محبوبِؐ خدا کا ہو بیاں، کیا حافظؔ
چل نہیں سکتا کسی کا بھی یہاں زورِ سخن

—— حافظؔ لدھیانوی

متاعِ جاں، قرارِ دِل مدینہ
کرم کی آخری منزل مدینہ

ادب! یہ شہرِ محبوبؐ خدا ہے
ہے تیرے سامنے اے دِل مدینہ

سکُون و امن کی بستی ہے طیبہ
تمناؤں کا حاصل ہے مدینہ

چلو حافظؔ دیارِ مُصطفیٰؐ میں
کہ بحرِ غم کا ہے ساحل مدینہ

—— حافظؔ لدھیانوی

دل میں مِرے تابندہ اُمنگوں کا جہاں ہے — وہ شہرِ محبت، مِری منزل کا نشاں ہے

ہر اَشک کو اِک رَبط ہے محبوبؐ خدا سے — کِس طرح بیاں ہو، جو حضوری کا سماں ہے

رہتا ہے حَرَم میں مِری پلکوں پہ چراغاں — تا حدِ نظر، سلسلۂ نُور فشاں ہے

ہے رنگِ عبادت لئے، حیراں نگہ بھی — خاموش نِگاہوں میں نہاں طرزِ بیاں ہے

ہر وقت جہاں ہوتی ہو اَنوار کی بارش — طیبہ سا کوئی شہر زمانے میں کہاں ہے

حافظؔ کو اِسی دَر سے مِلی فکر کی دولت — ہر شعر میں پوشیدہ معانی کا جہاں ہے

—— حافظؔ لدھیانوی

حافظؔ لدھیانوی کی نعتیہ تصنیف "صلِ علی النبی" صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عمیق مطالعہ سے مَیں نے اپنے انتخابِ نعت کے لئے جو اشعار چُنے تھے، اُنہیں ذیل میں درج کر رہا ہوں۔ حافظؔ صاحب کی نعت گوئی ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اِس میں مشاہدات کے علاوہ واردات و احساسات کا ایک وافر خزانہ ملتا ہے۔ اِن سب محسوسات کو شاعر نے اپنے خلوصِ جذبات کے اندر سمو کر ہم رنگ گلدستے کی صُورت میں پیش کر دیا ہے۔ میرے لئے کوئی ایک شعر چھوڑنا اور دوسرا چننا دُشوار تھا۔ تاہم میرا طریقِ انتخاب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ جذباتی وابستگی اور حرمِ نبویؐ کے اَنوار سے عطا ہونے والی سرشاری، جہاں نظر پڑے، سمیٹ لیتا ہوں۔ گُل چیدگی کا یہی معیار حافظؔ لدھیانوی کے مجموعہ ہائے نعت کے ساتھ بھی قائم رکھے ہوئے ہوں۔

مؤلف

مدینہ مرکزِ صدق و صفا ہے — دلوں کا نور، روحوں کی جِلا ہے
یہی در ہے متاعِ دردمنداں — یہی در بیکسوں کا آسرا ہے
نظیر اِس کی نہیں کون و مکاں میں — ہر اِک منظر زمانے سے جُدا ہے
خوشا قسمت، مِلا اِذنِ حضوری — مری نظروں میں مرکز نور کا ہے
یہی ہے مسکنِ محبوبؐ عالم — یہی آرام گاہِ مصطفیٰؐ ہے
ابوبکرؓ و عمرؓ کا ہے یہ مدفن — میسّر قربِ محبوبؐ خدا ہے
خموشی میں ہے اندازِ تکلّم — ہر اک منظر یہاں حیرت فزا ہے
بہ چشمِ نم ہر اِک زائر حرم میں — غمِ جاں مصطفیٰؐ سے کہہ رہا ہے
ہوں قدموں میں حبیبؐ کبریا کے — عجب معراج پر بختِ رسا ہے
مِلی ہے درد و سوزِ جاں کی نعمت — یہ اِنعامِ درِ خیر الوریٰؐ ہے
سیاہی ڈھل گئی فردِ عمل کی — یہ اِک اشکِ ندامت کا صلہ ہے
یہ دَر ہے قاسمِؐ نعمت کا جس پر — زمانہ ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے
ہر اِک زائر عطائے مصطفیٰؐ سے — بقدرِ ظرفِ دامن بھر رہا ہے
کوئی جاتا نہیں ہے ہاتھ خالی — طلب سے بھی سِوا سب کو مِلا ہے
ہے غم خوارِ جہاں وہؐ ذاتِ اطہر — وہؐ سب کے رنج و غم سے آشنا ہے
اُسےؐ اپنے غلاموں کی خبر ہے — وہؐ کیفیت دِلوں کی جانتا ہے
نظر جب سبز گنبد پر پڑی ہے — دریچہ رحمتوں کا کھُل گیا ہے

غلافِ نُور ہے دیوار و دَر پر حرم آئینۂ نُور و ضیا ہے
ہُوئے سیراب جس سے دِیدہ و دِل عجب شاداب طیبہ کی فضا ہے
درِ سرکارؐ پہ ہر ایک زائر کرم کی اِنتہا کو دیکھتا ہے
وسیلے سے جنابِ مُصطفیٰؐ کے خدا سے طالبِ عفو و عطا ہے
مواجہہ پر ہے کوئی اشک افشاں کوئی مصروفِ تسبیح و ثناء ہے
کوئی صُفّہ پہ ہے محوِ عبادت سَلف کے دور کا جو آئینہ ہے
تصوّر میں بصدِ ذوقِ حضوری صحابہؓ کی نظر میں ہر ادا ہے
ریاض الجنّۃ ہے جنّت کا ٹکڑا یہ ارشادِ لبِ معجز نُما ہے
کرم کا ہے نشاں ہر اسطوانہ نشانِ دورِ محبوبِؐ خدا ہے
ہیں محرابِ تہجد پر نِگاہیں نِگاہوں میں وہ منظر آگیا ہے
صحابہ صف بہ صف ہیں ایستادہ امام اُنؓ کا امام الانبیاءؐ ہے
خدائے پاک سے ہیں لَو لگائے دِلوں میں جاگزیں خوفِ خدا ہے
نظر آتے ہیں پروانے کی صورت ہر اِک رُوئے منور پر فدا ہے
مقامِ صُفّہ پر میری نظر ہے جہاں دِیں کا سبق اُنؓ کو مِلا ہے
یہ ہیں تلمیذِ محبوبِؐ دو عالم ہر اِک چہرے پہ تقویٰ کی ضیاء ہے
یہؓ ہیں تفسیر قرآنِ مبیں کی ہر اِک اِنؓ کا عمل دِیں میں ڈھلا ہے
یہیں ہے بابِ جبرئیلؑ امیں بھی نشانِ مہبطِ وحیِ خدا ہے
ہے اِس کے سامنے گھر فاطمہؓ کا یہی بیتِ علی المرتضیٰؓ ہے
بیوتِ اُمہاتِؓ المومنیں پر جُھکائے سر ہر اِک زائر کھڑا ہے

ملے حافظ کو بھی اِذنِ حضوری — یہی اِک التجائے بے نوا ہے

____ حافظ لدھیانوی

ہر اِک قلبِ حزیں کا مُدعا شہرِ مدینہ ہے — جو ہے خستہ دِلوں کا آسرا، شہرِ مدینہ ہے

یہاں ہر گام پر تسکین کے سامان ملتے ہیں — فِضا جِس کی ہے رحمت آشنا، شہرِ مدینہ ہے

نرالا ہے زمانے بھر میں اپنی شان و عظمت میں — جو ہے شہرِ حبیبِؐ کبریا، شہرِ مدینہ ہے

مقامِ شوق کی ہے آخری حد، گنبدِ خضرا — جہاں ہے درگہِ خیرالوریٰؐ، شہرِ مدینہ ہے

نظر آتا ہے ہر زائر یہاں، آداب کا پیکر — ہمیں دیتا ہے جو درسِ حیا، شہرِ مدینہ ہے

صدا صلِّ علیٰ کی ہے جہاں، ہر دِل کی دھڑکن میں — جہاں پر اَشک بنتا ہے دُعا، شہرِ مدینہ ہے

متاعِ درد سے لبریز ہے بستی مدینے کی — گدازِ زندگی کا سلسلہ شہرِ مدینہ ہے

عطا ہوتی ہے ہر زائر کو سوز و کیف کی نعمت — زمانہ جِس پہ دیتا ہے صدا، شہرِمدینہ ہے

جہاں پر اَشک فشانی میں ہوتی ہیں بسر راتیں — ہے کیف آمیز جِس کا رَتجگا، شہرِ مدینہ ہے

مواجہہ پر کھڑا ہوں دامنِ اُمید پھیلائے — مُسلسل جِس کی ہے جُودوسخا، شہرِ مدینہ ہے

بقدرِ ظرف ہوتا ہے عطا اِس آستانے سے — نرالا ہے جہاں حُسنِ عطا، شہرِ مدینہ ہے

اِسی دَر سے شفاعت کی نویدِ جانفزا پائی — جہاں فردوس کی دیکھی فضا، شہرِ مدینہ ہے

جھلکتی ہے جہاں وارفتگی رنگِ عبادت میں — جو ہے مرکز سرور و جذب کا، شہرِ مدینہ ہے

یہاں بخشش کا آئینہ نظر آیا ہر اِک آنسو — جہاں پر عفو کا مژدہ مِلا، شہرِ مدینہ ہے

اِسی خطے سے وابستہ ہیں قصے جاں نثاری کے — سِکھاتا ہے جو آدابِ وفا، شہرِ مدینہ ہے

شہیدوں کے لہو سے لالہ گوں ہے سرزمیں اِس کی
شہادت کی جہاں دیکھی ادا، شہرِ مدینہ ہے

نزولِ قُدسیاں ہوتا ہے شہرِ خیر و برکت میں
جہاں ہے بارشِ نُور و ضیاء، شہرِ مدینہ ہے

یہیں سے قافلے تبلیغ کے پہنچے زمانے میں
جہاں روشن ہوئی شمعِ ہدیٰ، شہرِ مدینہ ہے

فضا معمور رہتی ہے دُرودوں کی صداؤں سے
جہاں رہتے ہیں سب محوِ ثناء، شہرِ مدینہ ہے

مِری ہر نعت میں انوار ہیں شہرِ مقدس کے
تخیّل نے جہاں پائی ضیا، شہرِ مدینہ ہے

یہاں تجدید ہوتی ہے خیال و فکر کی حافظؔ
جو ہے اشعار میں جلوہ نُما، شہرِ مدینہ ہے

——— حافظؔ لدھیانوی

درِ مصطفیٰؐ پر قیام، اللہ اللہ!
نظر سُوئے باب السّلام، اللہ اللہ!

ہے لَب پر دُرود و سلام، اللہ اللہ!
میرا مشغلہ، میرا کام، اللہ اللہ!

مدینے کے دِن رات، اللہ اکبر!
دِل افروزیِ صبح و شام، اللہ اللہ!

شب و رُوز ہے نُور و نکہت کی بارش
بدرگاہِ خیرالانامؐ، اللہ اللہ

ملک چومتے ہیں دَر و بامِ طیبہ
یہ دَر اللہ اللہ! یہ بام اللہ اللہ!

مَیں اور مدحتِ شاہؐ کونین مظہرؔ!
حضوری میں مجھ سا غلام، اللہ اللہ!

حافظ مظہرالدین

زمیں محترم، آسماں محترم ہے
مدینے کا سارا جہاں محترم ہے

جہاں ذکرِ میلادِ خیر البشرؐ ہو خدا کی قسم، وہ مکاں محترم ہے
مدینے کا ہر قافلہ ہے مکرم مدینے کا ہر کارواں محترم ہے
یہ فیضان ہے ایک اُمّی لقبؐ کا کہ مظہرؔ کا رنگِ بیاں محترم ہے

—— حافظ مظہرالدین

پروفیسر سحرؔ نے مدینہ النبیؐ پر اپنے جذبات کو الفاظ کا جو جامہ پہنایا ہے وہ بہت دیدہ زیب ہے۔ اُن کا کلام درج کرتا ہوں۔

—— مؤلف

نُور کا آسماں مدینہ ہے رشکِ صد کہکشاں مدینہ ہے
کیوں نہ سجدے کو دِل جھکیں ازخود کعبۂ عاشقاں مدینہ ہے
سفرِ شوق میں ہیں اہلِ دِل منزلِ کارواں مدینہ ہے
ہر قدم پہ ہے رحمتوں کا نزول رحمتوں کا نشاں مدینہ ہے
آسماں سے ہے ارفع و اعلیٰ سر زمیں، وہ، جہاں مدینہ ہے
ہم سے پُوچھو، تو ہم سمجھتے ہیں حاصلِ دو جہاں مدینہ ہے
کیوں نہ ہر آن ہو تصوّر میں میرا دِل، میری جاں مدینہ ہے
ذرّہ ذرّہ ہے جِس کا رشکِ سحرؔ وہ حسیں گلستاں مدینہ ہے

—— پروفیسر حسین سحرؔ (ملتان)

ملتی ہے دو عالم کو خیرات مدینے میں
اِک بھیڑ سی رہتی ہے دِن رات مدینے میں

سائل کوئی اِس دَر سے محروم نہیں جاتا
پھیلا کے ذرا دیکھو تم ہاتھ مدینے میں

وہ رات مقدس ہے، وہ رات مکرم ہے
عاشق کی گزرتی ہے جو رات مدینے میں

کب دیکھئے آتا ہے اب اِذن حضوری کا
بھیجی ہے درُودوں کی سوغات مدینے میں

عشاق کی آنکھوں میں ہے نُور محمدؐ کا
انوار کی ہوتی ہے برسات مدینے میں

مکہ کی زیارت تو کر لی ہے حفیظؔ اُٹھو
اللہ کی اب دیکھو آیات مدینے میں

حفیظؔ

ہے زیبِ نظر کب سے تب و تابِ مدینہ
اِن جاگتی آنکھوں میں بسا خوابِ مدینہ

کیا روضۂ جنت سے ضیا پھوٹ رہی ہے
مسجد ہے کہ ہے مہرِ جہاں تابِ مدینہ

آہستہ گزر، رہگزرِ عام نہیں یہ
اے طائرِ جاں، خاص ہیں آدابِ مدینہ

پھر اِذن حضوری کا طلب گار ہُوں احسنؔ
واہ چشمِ تصور میں ہوا بابِ مدینہ

حفیظ الرحمٰن احسنؔ

اُٹھو! آسودگانِ دشتِ غربت خوابِ غفلت سے
کرو تجدیدِ پیمانِ وفا عزمِ زیارت سے

اھو! کیا سوچ ہے، یوں عازمِ منزل نہیں ہوتے
مدینے کے مسافر اِس قدر کاہل نہیں ہوتے

مدینے تک پہنچ جاؤ تو پھر راحت ہی راحت ہے
یہ دُنیا ایک صحرا ہے، مدینہ باغِ جنت ہے

—— حفیظ جالندھری

خالد بزمی کی نعتیہ پھلواری سے تیار کردہ گلدستہ پیش کرتا ہوں۔ (مؤلف)

وہ ادب گاہِ محبت! وہ مدینے کی زمیں!
جس کا ہر ذرّہ درخشاں، جس کا ہر گوشہ حسیں

جس نے چُومے ہیں رسولِ پاکؐ کے پیارے قدم
رِفعت و اقبال میں جو مثلِ چرخِ ہفتمیں

اِس زمینِ پاک میں مِلتا ہے جو دِل کو سکوں
اِس سے بڑھ کر کوئی بھی شے، کب ہے راحت آفریں

ساری دُنیا کے لئے جو مرکزِ الطاف ہے
سب کے سب اہلِ جہاں ہیں آج جس کے خوشہ چیں

اور، بزمی، کیا مدینے کا ہو اعزاز و شرف
یہ جگہ ہے خواب گاہِ رحمتہ للعالمینؐ

—— خالد بزمی (لاہور)

درد اسعدی مدینہ منورہ کے متعلق کتنے نازک، لطیف اور درد مندی کے جذبات رکھتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

مؤلف

مدینہ مرکزِ نُورِ خدا ہے
مدینہ مسکنِ خیر الوریٰؐ ہے

مدینہ شہرِ محبوبِؐ خدا ہے مدینہ محورِ جود و سخا ہے
مدینہ منبعِ لُطف و عطا ہے مدینہ بیکسوں کا مُدعا ہے
مدینہ روشنی کی اِبتدا ہے مدینہ رونقوں کی اِنتہا ہے
مدینہ فضل ہے، رحمت کدہ ہے مدینہ مصدرِ بیم و رِجا ہے
وہی آرام گاہِ مُصطفیٰؐ ہے

——— دردؔ اسعدی (حیدر آباد)

مدینہ مُصطفیٰؐ کا آستاں ہے مدینہ فرش پر جنّت نشاں ہے
مدینہ رفعت بے چارگاں ہے مدینہ سجدہ گاہِ عاشقاں ہے
مدینہ مخزنِ سوزِ اذاں ہے مدینہ آشتی کی دَاستاں ہے
مدینہ غمگسارِ بیکساں ہے مدینہ وجہِ تسکیں، بے گماں ہے
مدینہ رونقِ کون و مکاں ہے مدینہ عظمتِ ہر دو جہاں ہے
مدینہ حرزِ دِل، آرامِ جاں ہے مدینہ ایک نقشِ جاوِداں ہے
وہی گہوارۂ اَمن و اَماں ہے

——— دردؔ اسعدی (حیدر آباد)

آقاؐ کا لُطف یاب ہے وہ شہرِ لاجواب خود اپنا اک جواب ہے وہ شہرِ لاجواب

نبیوں میں سر بلند ہیں جو اُس کے شہریارؐ
شہروں میں انتخاب ہے وہ شہرِ لاجواب

یثرب نہیں، مدینہ ہے، طیبہ ہے، طابہ ہے
پایا عجب خطاب ہے وہ شہرِ لاجواب

جس نے بدل کے رکھ دیا نقشہ حیات کا
اک درسِ اِنقلاب ہے وہ شہرِ لاجواب

محمودؔ اُس طرف ہیں رواں اہلِ دل تمام
اِک منزلِ صواب ہے، وہ شہرِ لاجواب

راجا رشید محمود

مدینے کی ہر اِک ادنیٰ سے ادنیٰ
یہاں کے سب بڑوں سے میں بڑا ہوں

نظر میں بس گیا ہے سبز گنبد
اِسی بنیاد پر پھُولا پھلا ہُوں

نظر نیچی کیئے، قدموں میں اُنؐ کے
ادب سے ہاتھ باندھے مَیں کھڑا ہُوں

مجھے پھر بھی بُلا لیتے ہیں طیبہ
کوئی پوچھے، کہاں کا پارسا ہُوں

راجا رشید محمود

طیبہ سا اور قریہ جہاں میں نہیں کہیں
اک شہر بے مثال، یہ شہرِ جمال ہے

مدت سے بس گیا ہے جو قلب و نگاہ میں
کس درجہ باکمال، یہ شہرِ جمال ہے

ذرّے حسین اِس کے، فضاؤں میں دِلکشی
اِس درجہ خوش فضاں، یہ شہرِ جمال ہے

فردوس ہے مثال، اِس شہرِ جمال کی
فردوس کی مثال یہ شہرِ جمال ہے

اِس کی فضا میں لذتِ آغوشِ مصطفیٰ ؐ   یُوں معنیٔ وصال، یہ شہرِ جمال ہے
راجا رشید محمود

رفیع الدین ذکی قریشی کے تاثرات بھی نہایت درجہ متاثر کُن ہیں۔

مؤلف

کیا جانئے، بھر آتی ہیں کِس واسطے آنکھیں   آتے ہیں نظر جیسے ہی آثارِ مدینہ
ہر گوشۂ دُنیا سے چلے آتے ہیں عشاق   جنّت سے حسیں تر ہے چمن زارِ مدینہ
——— رفیع الدین ذکی قریشی (لاہور)

درِ نبیؐ سے پلٹ نہ آنا کچھ ایسا بھی اہتمام کرنا
ریاضؔ جتنی بھی ساعتیں ہیں حیات کی، اُنؐ کے نام کرنا
برستی آنکھو! خیال رکھنا بہت ہے نازک فضائے طیبہ
مدینہ آئے تو چپکے چپکے دُرود پڑھ کر سلام کرنا
مہک رہا ہے مِرے نبیؐ کے بدن کی خوشبو سے ان کا دامن
مدینے کے ہر گلی محلے کا لازماً احترام کرنا
یہ سوچتا ہُوں کہ اور اب کیا خدائے ارض و سما سے مانگوں

جب اُس نے قسمت میں لکھ دیا ہے ثنائے خیر الانامؐ کرنا

ریاض حسین چودھری

کھُلے ہُوئے ہیں چمن جا بہ جا مدینے میں
سماں بہار کا دیکھا سدا مدینے میں

ہے میرے دردِ طلب کی دوا مدینے میں
بلائے گا مجھے اِک دن خدا مدینے میں

مدینہ جانِ دو عالم مدینہ فخرِ بلاد
کہ جلوہ گر ہیں شہِؐ دوسرا مدینے میں

اگرچہ سارے زمانے سے مٹ گیا اخلاص
مگر یہ پھُول مہکتا رہا مدینے میں

حقیقت اپنے غمِ شوق کی نہیں کھلتی
گماں یہی ہے کہ دِل رہ گیا مدینے میں

نسیم صبح کو لوگوں نے جانے کیا سمجھا
ہمیں تو خُلد کی آئی ہوا مدینے میں

زکی زاکانی

مر جاؤں مدینے میں، مدینے میں لحد ہو — لے جاؤں لحد میں، مَیں تمنائے مدینہ

یارب! مِرے دِل میں رہے یثرب کی تمنّا — یارب! میرے سَر میں رہے سودائے مدینہ

اے چشمِ تصوّر! تجھے اِتنا ہی بہت ہے — گھر بیٹھے نظر میں مِری آ جائے مدینہ

سائلؔ کی تمنّا ہے شب و روز الٰہی — ہر دم مِرے دِل میں رہے سودائے مدینہ

سائل دہلوی

پیام لائی ہے بادِ صبا مدینے سے — کہ رحمتوں کی اُٹھی ہے گھٹا مدینے سے

ہمارے سامنے یہ نازشِ بہار فضول — بہشت لے کے گئی ہے فضا مدینے سے

نہ آئے جا کے وہاں سے، یہی تمنّا ہے — مدینے لا کے، نہ لائے خدا مدینے سے

سیمابؔ اکبر آبادی

نہ کلیمؑ کا تصوّر، نہ خیالِ طورِ سینا — میری آرزو محمدؐ، میری جستجو مدینہ

بجز اِس کے زندگی میں نہیں اور کچھ تمنّا — مجھے موت بھی جو آئے، تو ہو سامنے مدینہ

انہی دونوں منزلوں کی میں حدوں میں کھو گیا ہوں — کبھی رُوبرو ہے کعبہ، کبھی سامنے مدینہ

کبھی اے شکیلؔ دل سے نہ مٹے خیالِ احمدؐ اِسی آرزو میں مرنا اِسی آرزو میں جینا
—— شکیل بدایونی

یہ نصیبا ہے، یہ تقدیر ہے اپنی اپنی رہ گیا کوئی مدینہ میں کوئی جا پہنچا
نہ پھرا اور نہ محروم پھرے گا کوئی تیرےؐ دَر پر جو شہاؐ لے کے تمنا پہنچا
چھوڑ اب ہند کو، چل سوئے مدینہ شوکتؔ ایک تُو ہی نہ گیا اور زمانہ پہنچا
شوکتؔ

مدفنِ مُصطفیٰؐ مدینہ ہے عکسِ عرشِ علیٰ مدینہ ہے
سرزمینِ ہدیٰ مدینہ ہے خُلدِ صدق و صفا مدینہ ہے
بوستانِ دُعا مدینہ ہے جنّتِ مُدعا مدینہ ہے
جُھکتے آتے ہیں قطب و غوث و ولی قبلۂ انبیاءؑ مدینہ ہے
بھولے بھٹکے فلاسفہ کے لئے نُور افشاں دیا مدینہ ہے
رحمتیں ڈار ڈار اُترتی ہیں بخششوں کی فضا مدینہ ہے
لامکاں کی بہار کا افضلؔ دِلبر و دلربا مدینہ ہے
—— محمد شیر افضلؔ جعفری (جھنگ)

بر آئے گا مرا ہر مدعا مدینہ میں — ملے گی داد کی میرے دوا مدینہ میں

نصیب میں جو لکھی ہو قضا مدینہ میں — تمام عمر کی ہو پھر اَدا مدینہ میں

اَدائے خاص سے لٹتی ہے نعمتِ کونین — دکھائی جاتی ہے شانِ عطا مدینہ میں

ابھی اُٹھے تھے کہ دستِ دُعا کو چوم لیا — قبولیت کو دمِ التجا مدینہ میں

شیوا بریلوی

ہے ارمانِ حرم منزل بہ منزل راہبر اپنا — مبارک اے جنوں! سُوئے مدینہ ہے سفر اپنا

خیالِ روضۂ انور سے فردوسِ نظر اپنا — ہے جنت اپنے گھر میں، آج ہے جنت میں گھر اپنا

یہ معراجِ شرف ہے، اور قسمت کس کو کہتے ہیں — ہے سر بابِ نبیؐ پر، ہے مقدر اوج پر اپنا

تمنا ہے ضیاء واصل بحق ہو جاؤں طیبہ میں — جوارِ روضۂ اقدس میں ہو جس دمِ گزر اپنا

ضیاء القادری بدایونی

بہتا پگھل پگھل کے ہے آنکھوں کی راہ سے — انجام تھا یہ میرے دِل ناصبور کا

سَر خاک پر ہے اور تصوّر ہے عرش پر — مُجھ کو ہُوا نصیب مواجہہ حضورؐ کا

دِل میں جو ہے، وہ آ نہیں سکتا زبان پر — خود اعتراف ہے مجھے اپنے قصور کا

—— مولانا ظفر علی خاںؒ

مرکزِ نورِ خدا ہے خواب گاہِ مصطفیٰؐ — مخزنِ لُطف و عطا ہے خواب گاہِ مصطفیٰؐ

درد مندانِ محبّت کے لئے جائے سکوں — بے دلوں کا آسرا ہے خواب گاہِ مصطفیٰؐ

رَحمتوں کے پھول شرقی کیوں نہ برسیں رات دن — روضۂ صلِّ علیٰ ہے خواب گاہِ مصطفیٰ

قاری عبدالعزیز شرقی

یہ مدینے کا سفر ہے، ہمسفر آہستہ چل — اے امیرِ کارواں، اے راہبر، آہستہ چل

اِس جہاں میں وقت کی رفتار بھی پابند ہے — رُک کے چلتے ہیں یہاں شمس و قمر، آہستہ چل

ٹھنڈ ہے میرے جگر کی، اُنؐ کا ذکر، اُن کا خیال — نام اُنؐ کا ہے مرا رختِ سفر، آہستہ چل

یہ مدینہ ہے، یہاں دِیوانگی اچھی نہیں — سامنے ہے سرورِؐ عالم کا دَر، آہستہ چل

عبدالکریم ثمر

دِل میں پیدا ارتعاشِ غم ہُوا — یُوں سخن گستہ بہ چشمِ نم ہُوا

السّلام اے رحمۃ اللعالمیں — السّلام اے سبز گنبد کے مکیں

السّلام اے رہنمائے قدسیاں | السّلام اے کارسازِ بیکساں
السّلام اے مُرسلوں کے تاجدار | السّلام اے عاجزوں کے غم گسار
بے نواؤں کو زرِ افشاں کر دیا | تُوؐ نے کانٹوں کو گلستان کر دیا
تیریؐ رحمت ہے محیطِ بحر و بر | میرا دامانِ تمنّا مختصر
ہے تریؐ اقصائے دو عالم میں دُھوم | میرے دِل میں آرزوؤں کا ہجوم
بے نواؤں اور غریبوں کے حبیب | فارغُ البالی مجھے بھی ہو نصیب
درد سے لبریز پیمانہ مِرا | آنسوؤں کا ہار نذرانہ مِرا
سروری حاصل تجھےؐ کونین کی | سرمدیت دے مجھے دارین کی
وُسعتیں بخشیں مجھے ادراک نے | پھول برسائے خس و خاشاک نے
اِک فقیرِ بے نوا کو اے ثمرؔ | یاد فرمایا شہِؐ لولاک نے

حکیم عبدالکریم ثمرؔ

اللہ! یہ مدینے کا سفر | راہیں روشن، منزلیں آسان تر
دِل سراپا حسرتِ تعمیر ہے | خاکپائے مصطفیٰؐ اِکسیر ہے
ہے نظر کے سامنے شہرِ جمال | مظہرِ شانِ خدائے ذُوالجلال
تیری گلیاں تیرے گھر، تیرے جبال | ہیں عبادت گاہ صدیقؓ و بلالؓ
السّلام اے روضۂ دُرِّ یتیم | اے بہارِ خُلد، اے باغِ نعیم
اے خیابانِ حرم کی ڈالیو | سبز گنبد کی منوّر جالیو

ایک تیرہ بخت کا تم پر سلام اِنتہائے شوق ہے سوزِ دوام
السّلام اے سجدہ گاہِ مصطفیٰؐ مرتبہ ہے تیرا کعبے سے سوا
میں کہ ہُوں اب مصطفیٰؐ کے رُوبرو سرورِ ارض و سما کے رُوبرو
میں رسالتؐ کا عقیدت کیش ہوں بارگاہِ عشق کا درویش ہُوں
مجھ کو آزبر عشق کے آداب ہیں حفظ سب سرکارؐ کے القاب ہیں

حکیم عبدالکریم ثمرؔ

جو اشک بہا، ٹپکا بہ عنوانِ مدینہ تھا زخمِ جگر، گویا گلستانِ مدینہ
مُجھ خستۂ ایام کو کافی ہیں پناہیں دامانِ نبیؐ اور خیابانِ مدینہ
مقبول ہے وہ معرکۂ شام و سحر میں جو دِل کہ ہُوا دَرد میں قربانِ مدینہ

——— فضلؔ حق

گوہرؔ ملسیانی مدینے میں جس رُوحانی کیفیت سے بہرہ وَر ہُوئے ہیں، اُس کا اِظہار یُوں کرتے ہیں۔

——— مؤلف

مدینہ خطّۂ جنّت، مدینہ آیۂ محکم مدینہ عِلم کا مخزن، مدینہ مکتبِ آدم

اُخوّت کے مہِ کامل نے چمکایا مدینے کو — رفاقت میں مہاجر بن گئے، انصار کے ہمدم
مدینہ، جس کی گلیوں میں شمیمِ خُلد کے جھونکے — مدینہ، جس میں جنّت کا سدا پُرکیف ہے موسم
خدایا! دے متاعِ جلوۂ دیدار گوہرؔ کو — فراق و دُوریِ طیبہ سے آنکھیں ہیں سدا پُرنم

—— گوہرؔ ملسیانی (صادق آباد)

تمنّائے مدینہ

اے صلِّ علیٰ! شوق و تو لائے مدینہ — لایا ہُوں مدینہ سے، تمنّائے مدینہ
یارب! مِری آنکھوں کو یہ توفیق عطا کر — جِس سمت نظر جائے، نظر آئے مدینہ
تو خاک نشینوں کے لئے عرشِ معلیٰ — قربان ترے! گنبدِ خضرائے مدینہ

—— ماہرؔ القادری

کہاں ہند میں وہ بہارِ مدینہ — بس اب میں ہُوں اور یادگارِ مدینہ
زہے عزّت و افتخارِ مدینہ — شہِ دوجہاں تاجدارِ مدینہ
وہ ہر سُو کھجوروں کی دِلکش قطاریں — وہ کہسار، وہ سبزہ زارِ مدینہ
وہ مسجد، وہ رَوضہ، وہ جنت کا ٹکڑا — خوشا منظرِ پُر بہارِ مدینہ
نگینہ زمرّد کا ہے سبز گنبد — اور انگشتری کوہسارِ مدینہ

کہاں جی لگے میرا باغِ جہاں میں ہے آنکھوں میں میری بہارِ مدینہ

کہیں جاؤں، طیبہ ہی پیشِ نظر ہے مجھے کُل جہاں ہے جوارِ مدینہ

وہاں سے مَیں حبِّ نبیؐ دِل میں لایا یہی تحفہ ہے یادگارِ مدینہ

میسّر ہو پھر اُس کو یاربّ زیارت کہ مجذوبؔ ہے اشکبارِ مدینہ

—— مجذوبؔ سہارنپوری

مفتی غلام سرورؒ نے مدینہ پر اپنی عقیدت و محبّت کے پھُول اِنتہائی موزوں الفاظ میں نچھاور کئے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

—— مؤلف

سدا تازہ ہے گلزارِ مدینہ گُلِ گُلزار ہے خارِ مدینہ

محیطِ سر زمیں ہیں مثلِ خورشید بشرق و غربِ انوارِ مدینہ

بڑی سرکار ہے سرکارِ طیبہ بڑا دربار، دربارِ مدینہ

یہ جِسم زار گو لاہور میں ہے مگر ہے رُوح زوّارِ مدینہ

مِرا مطلوب ہے محبوبؐ مکہ مِرا دِلبر ہے، دِلدارِ مدینہ

عزیزو! کِس جگہ جا کر شفا پائے جو ہو بیمار، بیمارِ مدینہ

مِری ہو جائیں روشن دِل کی آنکھیں اگر حاصل ہو دیدارِ مدینہ

شرف شاہوں سے رکھتا ہے زیادہ گدائے کوئے و بازارِ مدینہ

____ مفتی غلام سرور لاہوریؒ

چلتے چلتے مر بھی جائے تو ہے اُمیدِ نجات ہاں کے لاکھ آرام سے بہتر مدینے کا سفر
کب وہ دن ہوگا، دمِ رُخصت کہیں گے اَقربا لے مبارک تجھ کو اے مضطرؔ! مدینے کا سفر

محمد حسین فقیرؔ

ہر لحظہ ہے رَحمت کی برسات مدینے میں فیضانِ محمدؐ ہے دِن رات مدینے میں
پلکوں پہ سجاؤں گا مَیں خاک مدینے کی لے جائیں اگر مجھ کو حالات مدینے میں
کچھ ہار دُرودوں کے، ہے زادِ سفر میرا لے جاؤں گا اشکوں کی سوغات مدینے میں
عرشی بھی سوالی ہیں فرشی بھی سوالی ہیں ملتی ہے شفاعت کی خیرات مدینے میں
دربار سے کوئی بھی ناکام نہیں پھرتا سنتے ہیں وہ سائل کی ہر بات مدینے میں
جس ذات کی برکت سے ہے نام ظہوریؔ کا ہے جلوہ نما ہرسُو وہؐ ذات مدینے میں

محمد علی ظہوریؔ

تم نے دیکھا نہیں کہ بے تابی کام کرتی ہے کیا مدینے میں

اب یہ کِس کِس کو کیا بتاؤں میں　　مُجھ کو کیا کیا ملا مدینے میں
کام آسان ہوگئے سارے　　جب ذرا رو دِیا مدینے میں
اُس کو مسرورؔ مِل گیا سب کچھ　　جِس نے مانگی دُعا مدینے میں
مسرور کیفی

مدینے کا سفر ہے اور میں ہُوں　　محبّت کی نظر ہے اور میں ہُوں
نظر اُٹھتی نہیں بارِ حیا سے　　وہ دَر پیشِ نظر ہے اور میں ہُوں
حضور میں کھڑی ہُوں اشک افشاں　　عجب رحمت کا دَر ہے اور میں ہُوں
عطائے خاص ہے مُجھ پُرخطا پر　　عنایت سربسر ہے اور میں ہُوں
یہاں ہے بارشِ انوارِ پیہم　　دیارِ خوش نظر ہے اور میں ہُوں
دو عالم خاکِ پا جِس کی بنے ہیں　　وہ معراجِ بشرؐ ہے اور میں ہُوں
عروجِ آدمِ خاکی کا مظہر　　وہی خیر البشرؐ ہے اور میں ہُوں
مِلی سرکارؐ سے مُجھ کو یہ دولت　　بصیرت کی نظر ہے اور میں ہُوں
ہر اِک سُو ہے اُجالا ہی اُجالا　　یہ آقاؐ کا نگر ہے اور میں ہُوں
عطا قلب و نظر کی روشنی ہے　　درِ نجمِ سحر ہے اور میں ہُوں
نجم النسا نجم

ہے شام وہاں اور وہاں کی ہے سحر اور — طیبہ کی فضاؤں کا ہے رنگ اور اثر اور

اس در کا کرشمہ جو نہیں ہے تو یہ کیا ہے — ہوتا ہے سر فراز جو جھکتا ہے یہ سر اور

وہ شہرِ مدینہ کہ ہے رحمت کا خزینہ — ہے اُس کا شجر اور، ہوا اور ثمر اور

وہ قلب منوّر ہے کہ جس میں ہے تریؐ یاد — فرقت میں جو ہوئے ہیں لہو، وہ ہیں جگر اور

للہ کرم! مجھ پہ کبھی چشمِ عنایت — کب تک مِری ہوگی غمِ فرقت میں بسر اور

ندیمؔ نیازی عیسیٰ خیلوی

آقاؐ کا شہر تھا یہ، اور کتنا دِلربا تھا — جِس شے کو دیکھتا تھا حیرت سے دیکھتا تھا

اب تک فقط سُنا تھا، اب تک فقط پڑھا تھا — دیکھا جو سبز گنبد، عالم ہی دُوسرا تھا

بے لُطف و بے مزہ تھی، اب تک جو زِیست گزری — بدلے گا یُوں مقدّر، میں کب یہ سوچتا تھا

مجھ کو پتہ نہیں تھا، مجھ کو خبر نہیں تھی — ایسا بھی کوئی لمحہ قدرت نے لکھ دیا تھا

پردہ ابھی اُٹھے گا، نکلیں گے گھر سے آقاؐ — میں اِس کا منتظر تھا، رَہ رَہ کے دیکھتا تھا

حاضر ہُوا میں دَر پر، بگڑا بنا مقدّر — آقاؐ کا فیض تھا یہ، مجھ کو بُلا لیا تھا

ملتی مجھے جو مہلت کچھ روز اور رہتا — یہ تھی مِری تمنّا، اور دِل بھی چاہتا تھا

اے سر زمینِ طیبہ، تُو ہے عزیز کتنی — جبرئیلؑ بھی یہاں پر، آ آ کے ٹھہرتا تھا

واحدؔ کوئی تو صورت رہنے کی یاں نکلتی — راہِ نجات تھی یہ، بخشش کا راستہ تھا

——— واحد ظہیر واحدؔ لدھیانوی

یہی ہے انوار کا دفینہ، یہی ہے ایمان کا خزینہ یہیں سے نوعِ بشر نے سیکھا ہے آدمیت کا ہر قرینہ

اِسی کے صدقے میں پار ہوگا، ہمارا ڈوبا ہُوا سفینہ اِسی کی خاطر ہے اپنا مرنا، اِسی کی خاطر ہے اپنا جینا

دیارِ رحمت، مِرا مدینہ، ریاضِ جنّت، مِرا مدینہ

——— وحیدہ نسیمؔ

سلام بحضور خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلام اُس پر، نشانِ زیست ہیں نقشِ قدم جس کے
قصیدے رُوز و شب کہتی ہے میری چشمِ نَم جس کے

سلام اُس پر، کہ جو ہر بات میں اعجاز رکھتا ہے
زمانہ جس کی اُلفت کے کئی اَنداز رکھتا ہے

سلام اُس پر، کہ جس کا ہر عمل ایماں کی دولت ہے
وہ جس کی زندگی، جہدِ مسلسل سے عبارت ہے

سلام اُس پر، کہ جو نادم کو سینے سے لگاتا ہے
جو تائب کو نویدِ بخشش و رحمت سناتا ہے

سلام اُس پر، کہ جس کی عائشہؓ کے گھر میں تُربت ہے
جو ٹکڑا رُوکشِ فردوس ہے، تنویرِ رحمت ہے

سلامِ شوق حافظ سیدِ ابرار تک پہنچے
بھرا اشکِ اَلم، دربارِ گوہر بار تک پہنچے

—— حافظ لدھیانوی

سلام اُس پر، خدا کے بعد جس کی شان یکتا ہے
جو ممدوحِ خدائے پاک ہے، جو سب کا آقا ہے

سلام اُس پر، کہ جس کا عشق ہے سرمایۂ ہستی
سلام اُس پر، کہ ہے آباد جس سے دَرد کی بستی

سلام اُس پر، جو عفو و درگزر سے کام لیتا ہے
زبانِ اشک سے جس کا زمانہ نام لیتا ہے

سلام اُس پر، نگاہِ فیض سے جس کی ہے دِل زندہ
جہانِ سوز و مستی، جس کی اُلفت سے ہے تابندہ

سلام اُس پر، حرم جس کا ہے مرکز نُور و نکہت کا
صلہ اشکِ ندامت کو جہاں ملتا ہے جنّت کا

سلام اُس پر کہ جس سے غم زدہ تسکین پاتے ہیں
زمانے کے ستائے دامنِ رحمت میں آتے ہیں

سلام اُس ذاتِ اَقدس پر، جو ہے شہکار فطرت کا
سلام اُس پر، کہ مومن پر ہے جو احسان قدرت کا

سلام اُس پر، کہ جس کی دید کو بے تاب ہیں آنکھیں
سلام اُس پر، کہ جس کی یاد میں پُر آب ہیں آنکھیں

سلام اُس پر، کنارے پر جو لے آیا سفینوں کو
منوّر نُورِ ایماں سے کیا تاریک سینوں کو

سلام اُس پر، سراپا لُطف و راحت ذات ہے جس کی
سلام اُسے پر، متاعِ زندگی ہر بات ہے جس کی

سلام اُس پر، کلامِ پاک میں آداب ہیں جس کے
محبّت کے حسیں انداز میں القاب ہیں جس کے

سلام اُس پر، کہ ہے سایۂ کناں ابرِ کرم جس کا
سلام اُس پر، کہ مقصودِ زمانہ ہے حرم جس کا

سلام اُس پر، کریمانہ ہر اِک انداز ہے جس کا
گنہگارانِ اُمّت کے لئے، دَر باز ہے جس کا

سلام اُس پر، مُرادِ زندگی ہے آستاں جس کا
سلام اُس پر، کہ محتاجِ کرم ہے اِک جہاں جس کا

سلام اُس پر، جو ہے سارے جہاں کی آنکھ کا تارا
سلام اُس پر، کہ جس کا شہر ہے رَحمت کا گہوارہ

سلام اُس پر، نِگاہوں کی ضیاء دربار ہے جس کا
سلام اُس پر، درِ اقدس کرم آثار ہے جس کا

سلام اُس پر، کہ جس کا دَر نشانِ امن و راحت ہے
مدینہ جس کے صدقے، مرکزِ اَنوار و رحمت ہے

سلام اُس پر، کہ جس پر ناز کرتی ہے حیاداری
وجُودِ پاک ہے جس کا، نشانِ رحمتِ باری

سلامِ عاجزانہ ہو قبولِ شافعِ محشر
اُسی کے لُطف کا سایۂ رہے حافظ مِرے سر پر

——— حافظ لدھیانوی

اُن کی صُورت، اُن کی سیرت پر سلام
مُصطفیٰ جانِ محبّت پر سلام

جلوۂ حق، نُورِ وحدت پر سلام
شاہکارِ دستِ قدرت پر سلام

آمنہؓ کے لعل پر لاکھوں دُرود
خاتمِ دورِ رسالت پر سلام

معصیت کارواں کے والی پر دُرود شافعِؐ روزِ قیامت پر سلام
جن کا دردِ ہجر بھی ہے کیف زا اُنؐ سے ملنے والی لذّت پر سلام
یاد سے جنؐ کی ہے لذّت گیر دِل اُنؐ کی جاں پرور عنایت پر سلام
زائرانِ روضہ پر ظِلِّ خدا اُن کے جذباتِ عقیدت پر سلام
ہجر کے مارے ہیں جو میری طرح اُن کی محرومیِ قِسمت پر سلام
جن کا خوں ہے سُرخیِ رُوئے حیات اُن شہیدانِ محبّت پر سلام
جن کے دِل میں ہے مدینے کی لگن پے بہ پے اُن کی محبّت پر سلام
جن کا سینہ عشق سے معمور ہے اُن محبانِ رسالتؐ پر سلام
جس میں خواجہؐ نے چرائیں بکریاں اُس جبل، اُس دشتِ رحمت پر سلام
جن درختوں نے اُنہیںؐ سایہ دِیا اُن کے سائے کی لطافت پر سلام
چُومے جن ذرّات نے اُن کے قدم اُن کی قسمت، اُن کی عظمت پر سلام
اُنؐ سے جن غاروں کے دِل روشن ہوئے اُن کی جلوہ بار خلوت پر سلام
الغرض جس کو بھی نِسبت اُنؐ سے ہے ہو اِسی اندازِ نِسبت پر سلام

——— حافظ مظہرالدین

السّلام اے ما تہی دستانِ محشر را کفیل السّلام اے یومِ پرسش حسبنا اللہ نعم الوکیل
السّلام اے دردِ عصیاں را دوائے جاں نواز السّلام اے آتش جاں را نویدِ سلسبیل

السّلام اے چشمِ مروتؐ، بندگی اُم را صلہ　　السّلام اے کیفِ دَردتؐ، عشق را اجرِ جمیل

آغا حشؔر کاشمیری

سلام اے آمنہ کے لالؐ اے محبوبِؐ سبحانی　　سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعؐ انسانی

سلام اے ظلِ رحمانی، سلام اے نورِؐ یزدانی　　ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم انساں کو سکھلا دے　　یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغال رُوحانی

تریؐ صورت، تریؐ سیرت، تراؐ نقشہ، تراؐ جلوہ　　تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

زمانہ منتظر ہے پھر نئی شیرازہ بندی کا　　بہت کچھ ہوچکی اجزائے ہستی کی پریشانی

زمیں کا گوشہ گوشہ نُور سے معمور ہو جائے　　ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرّے کو تابانی

ترا در ہو مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو　　تمنّا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے　　سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دِل جوڑنے والے

حفیظؔ جالندھری

اے سحابِ سخا و جُود و کرم　　کِشت وِیراں کے آبیار، سلام

دَردمندوں کے، دلفگاروں کے　　بے نواؤں کے غمگسار، سلام

جانِ عالم پہ بے شمار دُرود　　رحمتِؐ کُل پہ بار بار سلام

ـــــ سیّد سلیم گیلانیؔ

وقف سلام ہیں مدام لاکھوں غلام یارسولؐ! لیجئے غم نصیب کا اپنے سلام، یارسولؐ!

عرشِ خدا ہے آپ کا خاص مقام، یارسولؐ! آپؐ ہے رحمت دوام، رحمتِ عام، یارسولؐ!

میرؐ حجاز! آپ ہے ساقئ کوثر و طہور بادہ کشوں کو دیجئے جام پہ جام، یارسولؐ!

آپؐ کی عظمتِ کمال، اِس کے سوا یہاں ہوکیا عرشِ عظیم آپ کے ہے، تہِ گام، یارسولؐ!

اِس کو قبول کیجئے، ئن کے دُعائیں دیجئے نذرِ عقیدت ضیا ہے یہ سلام،یارسولؐ!

ضیا القادری بدایونی

فخرِ آدم سرورِ عالم، صلی اللہ علیہ وسلم سب سے برتر سب سے مکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

مہرؐ برجِ نبوت پہ لاکھوں سلام صدرِؐ بزمِ رَسالت پہ لاکھوں سلام

اہتمامِ شفاعت پہ بے حد دُرود اختیارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

بوریا مسند و عرش زیرِ قدم ایسے اوج، ایسی رِفعت پہ لاکھوں سلام

حشر میں عاصیوں کو جو دے گا پناہ ایسے دامن کی وسعت پہ لاکھوں سلام

شیوا بریلوی

نامِ حضرتؐ پہ لاکھ بار دُرود بے عدد اور بے شمار دُرود

ہم کو پڑھنا خدا نصیب کرے دَم بہ دَم اور بار بار دُرود
کون جانے دُرود کی قیمت ہے عجب دُرِ شاہسوار دُرود
مومنو! آپؐ پر پڑھے جاؤ با اَدب اور باوقار دُرود
تا بہ کے عشقِ گُل میں نوحہ گری گُل سے بہتر ہے اے ہزار، دُرود
نزع میں، گور میں، قیامت میں ہر جگہ یارِ غم گسار دُرود
جو محبِ نبیؐ ہے اے کافیؔ! چاہئے اُس کو بار بار دُرود
______ مولانا کفائت علی کافیؔ شہید

عاصیو! جُرم کی دَوا ہے دُرود کیا دَوا، عینِ کیمیا ہے دُرود
سب عبادت میں ہے شمولِ ریا پر عباداتِ بے ریا ہے دُرود
ایک ساعت میں عمر بھر کے گناہ کرتا معدوم اور فنا ہے دُرود
حشر کی تیرگی، سیاہی میں نُور ہے، شمعِ پُر ضیا ہے دُرود
چھوڑیو مت دُرود کو کافیؔ راہِ جنّت کا رہنما ہے دُرود
______ مولانا کفایت علی کافیؔ شہید

ہر مرض کی دَوا دُرود شریف دافِعِ ہر بلا دُرود شریف
وِرد جس نے کیا دُرود شریف اور دل سے پڑھا دُرود شریف

حاجتیں سب روا ہوئیں اُس کی ہے عجب کیمیا دُرود شریف

جو محبِ جنابِ احمدؐ ہے اُس کو مُونس ہُوا دُرود شریف

اے صبا! تُو ہی جا کے پہنچا دے بَر دَرِ مُصطفیٰؐ دُرود شریف

آپؐ کا سایہ حشر میں ہوگا جس نے اکثر پڑھا دُرود شریف

آفتابِ سپہرِ ایماں ہے گوہرِ پُرضیا دُرود شریف

توشۂ راہِ آخرت کیجے کافیؔ بے نوا، دُرود شریف

_____ مولانا کفائت علی کافیؔ شہید

یا نبیؐ! تُمؐ پہ بار بار سلام بے عدد اور بے شمار سلام

روزِ اوّل سے لے کے تا بہ اَبد آپؐ پر روز سو ہزار سلام

یہ بھی تھوڑا ہے آپؐ کی خاطر بھیجئے گر کروڑ بار سلام

عرض کرتا ہوں، یا رسولؐ اللہ! کافیِ خستہ و نزار سلام

سیّدِؐ کائنات و خیرِ انامؐ اُنؐ کے اُوپر ہزار بار سلام

عینِ ایماں ہے آپؐ کی اُلفت ہے یہی دِین اور یہی اِسلام

کشتۂ شوق، کافیِ مشتاق بھیج لیل و نہار و صبح و شام

بجنابِ نبیؐ، حبیبِؐ خدا ہدیۂ رحمت و دُرود و سلام

——— مولانا کفائت علی کافیؔ شہید

السلام! اے نبیؐ کریم نہاد — السلام! اے خلاصۂ ایجاد

السلام! اے نبیؐ، شفیعِ اُمم — عینِ احسان و رحمتِ عالم

السلام! اے انیسِ مسکیناں — السلام! اے جلیسِ غمِ گیناں

السلام! اے رفیقِ بیماراں — السلام! اے شفیقِ غم خواراں

بہ جنابِ توؐ، کافیِ ناکام — می کُند عرض صلوٰۃ و سلام

——— مولانا کفایت علی کافیؔ شہید

سلام اُسؐ پہ کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی — سلام اُسؐ پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اُسؐ پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے — سلام اُسؐ پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اُسؐ پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں — سلام اُسؐ پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دُعائیں دیں

سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی، نہ سونا تھا — سلام اُسؐ پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اُسؐ پر جو سچائی کی خاطر دُکھ اُٹھاتا تھا — سلام اُسؐ پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اُسؐ پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی — سلام اُس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

درود اُسؐ پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی — درود اُسؐ پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

درود اُس ؐ پر بہارِ گُلشنِ عالم جسے کہیئے
درود اُس ذات ؐ پر فخرِ نبی آدم جسے کہیئے

ماہر القادری

صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

حُسن کی جاں، ایمانِ محبّت، صلی اللہ علیہ و سلم
سرتاپا رَحمت ہی رحمت، صلی اللہ علیہ و سلم

فخرِرسل ؐ سردارِؐ دوعالم، سب سے اوّل، سب سے آخر
ساقیِؐ کوثر، قاسمِؐ جنّت، صلی اللہ علیہ و سلم

ماہر! تو مایوس نہ ہونا، اپنا دِل تھوڑا مت کرنا
کافی ہے بس اُن ؐ سے نسبت، صلی اللہ علیہ و سلم

ـــــ ماہر القادری

در پہ رہنے والے خاصوں اور عاموں کو سلام
یا نبیؐ تیرے غلاموں کے غلاموں کو سلام

کعبۂ کعبہ کے خوش منظر نظاروں پر درود
مسجدِ نبویؐ کی صبحوں اور شاموں کو سلام

جو پڑھے جاتے ہیں روز و شب ترے دربار میں
پیش کرتا ہے ظہوریؔ اُن سلاموں کو سلام

محمد علی ظہوریؔ

حضورؐ! ایک تبسم کی بِھیک مانگتا ہُوں
رسولِ ؐ رَحمت و امن و سخا سلام علیک

بس اِک نگاہ کرم کی پکار ہے سرکارؐ　　عطائے خیر کی ہے اِلتجا؛ سلام علیک

—— سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی

میں کہ عرفانیِ خوش نوا آپؐ کا، آپؐ کا میں سوالی فقیر و گدا

حرفِ شیریں و جاناں ہے نام آپ کا، مَیں ہوں بے چارہ، بے بس، کرم کی ندا

اے حبیبِ خدا! پھر عطا، پھر عطا، نعمتِ دوجہاں، صدقہ حسنینؓ کا

اے رحیم وریٰ، اے مجسم کرم کیجئے ہم فقیروں پہ پیہم کرم

الصلوٰۃ　علیک، السلام　علیک

—— سیّد محمد وجیہہ السیما عرفانی

عرض کر دے جا کے کوئی، اُن بہاروں کو سلام　　جو کیا کرتی ہیں طیبہ کے نظاروں کو سلام

اے صبا! سُوئے مدینہ ہو اگر تیرا گزر　　پیش کر دینا مِرا اُن رہگذاروں کو سلام

سبز گنبد پر بچھاتا ہے جو شب بھر چاندنی　　اُس فلک کو، اُس فلک کے چاند تاروں کو سلام

صبح دم آتی ہیں جو رَوضے کی جالی چُومنے　　اُن ہواؤں کو، فضاؤں کو، بہاروں کو سلام

دامنوں میں جن کے پڑھتے تھے کبھی غازی نماز　　اُن فلک منزل، منوّر کوہساروں کو سلام

جن کے سائے میں ٹھہرتے تھے مہاجر راہگیر　　اُن کھجوروں کے درختوں کی قطاروں کو سلام

گونجتی تھی عرش پر جن کی اذانوں کی صدا　　صادق الایمان، اُن طاعت گذاروں کو سلام

کملی والاؐ جن میں لاتا تھا چرانے بکریاں — اُس بیاباں کو سلام، اُن سبزہ زاروں کو سلام

نام ہیں جن کے ابوبکرؓ و عمرؓ عثماںؓ، علیؓ — آسمانِ دین کے اُن چاند تاروں کو سلام

کربلا میں لا کے جن کا قافلہ لُوٹا گیا — اُن مدینے کے بہتّر شہسواروں کو سلام

آج تک جن کا منوّر ہر نظر میں نُور ہے — اُس منوّر سبز گنبد کے نظاروں کو سلام

—— منوّر بدایونی

قطعات و رباعیات

وہ اِک محرم سراپا آس بن کر   یہاں سرکارؐ دو عالم کے در پر
کچھ اِس انداز سے نادم کھڑا ہے   خدا بھی اب تذبذب میں پڑا ہے

سیداکبر سلیم

ناشاد و نامراد و نا آسودۂ خستہ تن   احساسِ معصیت سے سلگتے ہُوئے بدن
مضطر کھڑے ہیں والئیؐ بطحا کے سامنے   محشر بپا ہے گنبدِ خضرا کے سامنے

سیداکبر سلیم

مجھ سے اِک بے نوا بھکاری کو   اِک جہاں دار نے بُلایا ہے
شاہِؐ ابرار نے بُلایا ہے   مجھ کو سرکارؐ نے بُلایا ہے

سیداکبر سلیم

حافظ لدھیانوی کی تصنیف "نعتیہ رُباعیات" سے اپنی منتخب رُباعیاں درج کرنے کی سعادت

حاصل کر رہا ہوں۔ تین سو نعتیہ رُباعیات کا یہ انمول خزانہ زبان و بیان کا بہتا چشمہ ہے جو اپنی فصاحت، بلاغت اور لطافت میں بے مثل ہے۔

——— مؤلف

ہر دَور سے بہتر ہے زمانہ تیراؐ رہتا ہے ہر اِک لَب پہ ترانہ تیراؐ
اِس دَر سے میسّر ہے طلب سے بڑھ کر بٹتا ہے شب و روز خزانہ تیراؐ

رہتی ہے حضوری کی تمنّا آقاؐ! زینت ہو نِگاہوں کی وہ جلوہ آقاؐ!
اس شہرِ پُر انوار میں ہو زِیست بسر ہر وقت ہے یہ دِل کا تقاضا آقاؐ!

ہے لطف و کرم تیراؐ مثالی آقاؐ عالم ہے ترےؐ دَر کا سوالی آقاؐ
ہے رنگِ سخاوت تراؐ عالم سے الگ رہتا نہیں دامن کوئی خالی آقاؐ

شافعِؐ حشر کا ثناء خواں ہُوں میں ہُوں سائل کریمؐ کے دَر کا
وہیؐ عاصی کی لاج رکھیں گے مجھ کو غم کِس لئے ہو محشر کا

اَفکار میں ہے تیرےؐ کرم کا سایہ ہے مجھ پہ تریؐ چشمِ عنایت آقاؐ
مجھ عاصی و خاطی کو نَوازا تُو نے انداز نرالا ہے عطا کا تیراؐ

نُور سے ہوگئی فضا معمور لَب پہ خیر البشرؐ کا نام آیا
ہے بس اِک نامِ رحمتِؐ عالم مشکلوں میں جو میرے کام آیا

سرکارِؐ دوعالم نے کرم فرمایا طیبہ سے مجھے اِذنِ حضوری آیا
مِدحت کا تھا انداز نرالا، جس نے سرکارؐ کے قدموں میں مجھے پہنچایا

جو سب سے مقدّس ہے نگر، دیکھ لیا اللہ کے محبوبؐ کا گھر دیکھ لیا
مِلتا ہے جہاں سب کو صدا سے پہلے جو فیضِ مسلسل کا ہے دَر، دیکھ لیا

ہر غم سے مِلی تیرےؐ وسیلے سے نجات ہے باعثِ تسکیں تریؐ آقاؐ ہر بات
لَب پر مرے رہتا ہے تراؐ ذکر جمیل ہوتے ہیں بسر کیف میں میرے دِن رات

بارانِ کرم سے ہیں نگاہیں سرشار ہے پیشِ نظر رحمتِؐ عالم کا دِیار
ہر گام پہ ہے ایک سہانا منظر اِس شہر میں دیکھے ہیں کرم کے آثار

ہو مجھ سے گنہگار پہ رَحمت کی نظر اِک تیراؐ سہارا ہے بروزِ محشر
سب حشر میں تیریؐ ہی طرف دیکھیں گے توؐ شافِعؐ محشر ہے، حبیبِؐ داوَر

عالم میں نہیں کوئی بھی تیراؐ ہمسر ہے شہرِ نبیؐ سارے جہاں کا محور
ہے عرش سے افضل وہ زمیں کا ٹکڑا سرکارؐ کا ہے جس پہ وجودِؐ اطہر

ہے یاد تریؐ باعثِ لُطف و آرام ٹلتے ہیں ترےؐ ذکر سے رنج و آلام
معطی ہے ہر اِک شئے کا خدائے برحق بخشا ہے تجھےؐ قاسمِ نعمت کا مقام

سرکارؐ سے کرتا ہوں میں خلوت میں کلام ہو جاتے ہیں روشن مرے گھر کے دَر و بام

ہے سایۂ رحمت میں زمانہ جسؐ کے اُس ذاتؐ پہ ہوں لاکھ دُرود اور سلام

رہتا ہے نِگاہوں میں مری بابِ حرم اِس طرح سے سرکارؐ کا ہوتا ہے کرم
ہر سال بُلاتے ہیں حضوری میں مجھے کرتے ہیں وہیؐ راہ کا سامان بہم

ہر اشک میں ہے شمعِ محبت روشن رہتی ہے اِسی سے مِری خلوت روشن
محبوبِؐ دو عالم کا ثناء خواں ہُوں میں تا حشر رہے گی مِری تُربت روشن

اِک سایۂ رحمت میں رہا کرتا ہُوں اشکوں کی زباں سے جو صدا کرتا ہُوں
مِلتا ہے شرف اس کو قبولیت کا جب تیرےؐ وسیلے سے دُعا کرتا ہُوں

نعت کے زمزمے سُناتے ہیں مدح میں اِک سُرور پاتے ہیں
لے کے جاتے ہیں دولتِ کونین جو بھی اُنؐ کے حضور آتے ہیں

دِل کی دھڑکن زباں بنتی ہے اشکِ غم سے کلام کرتے ہیں
اہلِ دِل وقتِ مدحتِ سرکارؐ کِس قدر اہتمام کرتے ہیں

قندیلِ محبت کو فروزاں رکھو تابندہ اُسی نُور سے اِیماں رکھو
بے تاب رہے قلب حضوری کے لئے ہر دم حرمِ شوق کا ارماں رکھو

تا حشر رہے اُسؐ کی محبت باقی اُس دَر سے رہے حُسنِ عقیدت باقی
ہیں پیشِ نظر میرے حرم کے جلوے اب دِل میں نہیں کوئی بھی حسرت باقی

ہر لمحہ مرا مدح و ثناء میں گزرے　　اِس شہر کی پُرکیف فضا میں گزرے
اللہ کرے، عمرِ دو روزہ میری　　اِس مرکزِ انوار و ضیاء میں گزرے

مِلتی ہے ہر اِک قلب کو راحت تجھ سے　　خوش بخت ہے، جِس کو ہے محبت تجھ سے
اِک تیراؐ سہارا ہے بروزِ محشر　　ہم رکھتے ہیں اُمیدِ شفاعت تجھ سے

مِدحتِ مصطفیٰؐ شعار رہا　　یُوں بسر کی ہے زندگی میں نے
عنبریں ہوگئی فضا ساری　　جب ثنائے حبیبؐ کی میں نے

ہر اشک تریؐ یاد میں ڈھل جاتا ہے　　اِنعام کی صُورت میں بدل جاتا ہے
اس قلب پہ ہوتا ہے نزولِ رحمت　　جو تیری محبت میں پگھل جاتا ہے

ہر اشک تریؐ مدح و ثناء کرتا ہے　　اندازِ محبت میں دُعا کرتا ہے
ہو شہرِ محبت میں مری زیست کی شام　　یہ عرض تراؐ مدح سرا کرتا ہے

دِل پہ ہوتی ہے بارشِ انوار　　رحمتوں کا وُرود ہوتا ہے
قُدسیوں کے سلام آتے ہیں　　جب لبوں پر دُرود ہوتا ہے

مِدحتِ مُصطفیٰؐ سے ہُوں سرشار　　رُوح میں اِک سرور رہتا ہے
آستانے سے دُور رہ کر بھی　　قلب اُنؐ کے حضور رہتا ہے

—— حافظ لدھیانوی

ارشاداتِ نبویؐ

ہے یہ اعجازِ ہادیؐ برحق دِل کدورت سے صاف کر دینا
ہے یہی سنّتِ رسولؐ خدا دُشمنوں کو معاف کر دینا

آنکھ نیچی ہو، قلب پاکیزہ ڈر خدا کا ہو جسم پر طاری
ہے یہ ارشادِ رحمتِؐ عالم جزوِ ایماں کا ہے حیا داری

ہے وہ مقبولِ بارگاہِ خدا حُسنِ اخلاق میں جو بہتر ہے
وہی اِنساں ہے لائقِ تعظیم جِس میں اِنسانیت کا جوہر ہے

جب کوئی کارِ خیر کرتا ہے دور ہوتی ہے اس سے تاریکی
اجر ملتا ہے اُس کو نیّت کا اُس کو ملتی ہے دس گنا نیکی

کی عطا حق نے اس کو عقلِ سلیم آخرت کی جو فکر کرتا ہے
ہے مقدر میں اُس کے اجرِ عظیم اپنے اللہ سے جو ڈرتا ہے

——— حافظ لدھیانوی

سیرتِ اطہر

ہر ورق سیرتِ مطہر کا حُسنِ اِنسانیت کا مظہر ہے
آپؐ کا خُلق آپؐ کی گفتار عظمتِ آدمی کا جوہر ہے

ہر ادا اُسؐ کی ہے سکُوں پرور راحت افزا پیام ہے اُسؐ کا
اُسؐ سے ہر ذہن میں اُجالا ہے نقش ہر دِل پہ نام ہے اُسؐ کا

اُسوۂ پاکِ سیّدؐ لولاک ہر قدم پر ہے نُور کی قندیل
جگمگاتا ہے، وہ دِکھاتا ہے آپؐ کی زندگی کا نقشِ جمیل

سرورِؐ کائنات کا ارشاد کاروانِ جہاں کا رہبر ہے
جس سے ملتی ہے منزلِ مقصود آپؐ کی سیرتِ مطہر ہے

غلامانِؓ نبیؐ ممتاز ہیں سارے زمانے میں مقامِ اُمّت سرکارِ والاؐ سب سے اعلیٰ ہے
اُنھیں حاصل ہوئی خوشنودیِ پیغمبرِؐ آخر انھی خوش بخت انسانوںؓ سے راضی حق تعالیٰ ہے

مثالی ہے وجودِ سیّدِ کونین دُنیا میں رہے اعدائے جاں بھی معترف جس کی صداقت کے
عَلَم اُونچا کیا جسؐ نے شرافت کا، عدالت کا لبوں پر تذکرے ہیں جس کی رحمت کے، عنایت کے

آج اُمّت پر ہے دورِ ابتلا تنگ ہے تیرےؐ غلاموں پر حیات

یا نبیؐ اللہ! رحمت کی نظر یا رسولؐ اللہ! چشمِ اِلتفات

کون مونس ہے غم کے ماروں کا — کون غیروں کے غم اُٹھاتا ہے
ایک تُوؐ دردمند ہے ایسا — بے کسوں کے جو کام آتا ہے

ہیں فروزاں دِلوں کے کاشانے — قلب و جاں میں نکھار تجھؐ سے ہے
تُوؐ ہی تُوؐ ہے مرے خیالوں میں — زندگی پُر بہار تجھؐ سے ہے

ابرِ رَحمت ہے ذاتِؐ پاک تریؐ — تُوؐ ہے غم خوار اپنی اُمّت کا
روزِ محشر گنہگاروں کو — آسرا ہے تریؐ شفاعت کا

درد کی اِبتدا ہے یاد تریؐ — سوز کی اِنتہا ہے یاد تریؐ
جانِ عالم ہے ذِکر پاک تراؐ — رُوح کا مُدعا ہے یاد تریؐ

مجھ گنہگار کا نہیں کوئی — اے رسولِؐ کریم! تیرےؐ سوا
ہے تریؐ سمت ہی نظر میری — ہے تراؐ دَر ہی آسرا میرا

درد کی لذّتیں اُٹھائی ہیں — شوق کی بستیاں بسائی ہیں
یادِ محبوبِؐ کبریا کے طفیل — راحتیں زندگی کی پائی ہیں

دَرِ اَقدس پہ حاضر ہوگئے ہیں — غمِ جاں کو سہارا مل گیا ہے
نِکل آیا ہے گردابِ بلاؔ سے — سفینے کو کنارا مِل گیا ہے

—— حافظؔ لدھیانوی

مدینہ منوّرہ

دِلوں میں نُور کی دُنیا ہے آباد   حریمِ سیّدِؐ اِبرار دیکھا
ہر اِک آزاد تھا رنج و الم سے   جسے دیکھا اُسے سرشار دیکھا

ایک ہی آستاں ہے عالم میں   ہم غریبوں کا، خستہ حالوں کا
ظلمتیں خود بخود سمٹنے لگیں   شہر جب آگیا اُجالوں کا

ہے جِس میں پیکرِ اَطہر کی جلوہ افروزی   مِرے حضورؐ کا وہ شہر رشکِ جنّت ہے
اُسیؐ کا لُطف و کرم ہے محیطِ کون و مکاں   جو کائنات کا محسن، رسولِؐ رحمت ہے

رُوح میں تازگی نظر آئی   قلب میں روشنی نظر آئی
شہرِ رَحمت میں جِس طرف دیکھا   موج اِک نُور کی نظر آئی

نُور کی جل اُٹھی ہیں قندیلیں   تا بہ حدِ نظر ہے رعنائی
شہرِ طیبہ کے ذرّے ذرّے سے   دیدہ و دِل میں روشنی آئی

رحمتوں کی پھوار پڑتی ہے   کیف و لُطفِ بہار ہوتا ہے
زائرینِ کرام پر ہر گام   کرمِ کردگار ہوتا ہے

کُھل گئے رحمتوں کے دروازے ظلمتِ جاں میں روشنی آئی
دیکھتے ہی دیارِ رحمت کو ایک خوشبو عجیب سی آئی

—— حافظ لدھیانوی

تُو نے یثرب کو کر دیا طیبہ نُور سے بھَر دیا فضاؤں کو
خاک کو بخش کر شفا کا اثر تازگی کی عطا ہواؤں کو

میری نظروں میں ہے جمالِ حرم اِک مہک دِل میں بھینی بھینی ہے
مُجھ کو ہوتا ہے اِس طرح محسوس اِس برس حاضری یقینی ہے

دِلِ بے تاب دَرد مندی سے دھڑکنوں کا سلام دیتا ہے
خدمتِ پاک میں بدستِ صبا آنسوؤں کا پیام دیتا ہے

جو بھی لمحے فراق میں گزرے بندگی میں اُنہیں شمار کیا
مرحبا! یادِ منزلِ طیبہ رحمتِ حق سے ہم کِنار کیا

اِشتیاقِ حضورؐ کیا کہنا زندگی سوز و ساز میں گزری
للہ الحمد! میری ہر ساعت آرزوئے حجاز میں گزری

ہجر کی کلفتیں اُٹھاتا ہُوں رنج سے داغ داغ سینہ ہے
شہرِ طیبہ سے دُور ہُوں حافظ ایسا جینا بھی کوئی جینا ہے

یاد آتی ہے جب مدینے کی آرزو کتنے رُوپ بھرتی ہے

ہے وہی اصلِ زندگی حافظؔ شہرِ طیبہ میں جو گزرتی ہے

مرکزِ آرزو مدینہ ہے گلشنِ رنگ و بو مدینہ ہے
میری ترسی ہوئی نِگاہوں کو جِس کی ہے جستجو مدینہ ہے

آرزوئے دیارِ رحمت ہے رُوح رہتی ہے بیقرار مری
کاش اس گلستانِ رحمت کو دیکھ لے چشمِ اشکبار مری

رنج و راحت میں روز و شب مجھ کو یادِ میرِؐ حجاز آئی ہے
کاش دیکھوں وہ شہرِ نکہت و نُور جِس کی مشتاق اِک خدائی ہے

یہی اُمید ہے نشاط افزا درِ اقدس پہ حاضری ہوگی
دِل سے مٹ جائے گا غمِ دُوری اُنؐ کے قدموں میں زندگی ہوگی

کُھل گئے رحمتوں کے دروازے راہ میں ہیں سعادتیں کیا کیا
سفرِ شہرِ پاک کیا کہنا اِس سفر میں ہیں راحتیں کیا کیا

ہجر میں کتنے سال بیت گئے اب اِجازت مجھے عطا کیجے
شاق ہے دِل پہ صدمۂ دُوری ہو نِگاہِ کرم! بُلا لیجے

ہر گھڑی ایک ہی تمنا ہے ایک ہی آرزو ہے سینے میں
عُمر کٹ جائے شہرِ رحمت میں موت آئے مجھے مدینے میں

میری آنکھوں کو ملے نُورِ ہدیٰ گر مدینے کی زیارت ہو جائے
کب سے محتاجِ کرم ہُوں آقاؐ گوشۂ چشم عنایت ہو جائے

ہے وہ خوش بخت شخص دُنیا میں جو ہے سائل اُس آستانے کا
اُسؐ کے دَر کے فقیر ہیں سارے ہے شہنشاہ وہؐ زمانے کا

جب مدینے کا ذِکر کرتا ہُوں غم و اندوہ بھُول جاتے ہیں
سانس لیتا ہوں ان فضاؤں میں یاد منظر حرم کے آتے ہیں

موت کا آئے جس گھڑی پیغام لَب پہ نعتِ رَسولِؐ پاک آئے
یاد آئے فضا مدینے کی اِس تصوّر میں دَم نِکل جائے

کوئی خاموش، کوئی حیراں ہے سب کا انداز ہے جداگانہ
پیشِ سرکارؐ، سَر جُھکائے ہُوئے کہہ رہے ہیں غموں کا افسانہ

یاد آیا مُجھے قیامِ حرم دورِ کیف و سُرور یاد آیا
وہ عجب دِن تھے، وہ عجب راتیں لُطفِ شہرِ حضورؐ یاد آیا

بہت دُشوار تھی منزل عدم کی مرے کام آگیا اشکِ ندامت
سیاہی دُھل گئی فردِ عمل کی ہُوئی کچھ اِس طرح بارانِ رَحمت

خامشی بھی کلام کرتی ہے یُوں بھی ہوتی ہے محفلِ آرائی

تیریؐ یادوں میں اے شہِؐ طیبہ لُطف دینے لگی ہے تنہائی

ذہن پر چھا گئی فضائے حرم دِلِ بے تاب ہوگیا شاداب
رُوح نے کیفِ آگہی پایا مَیں نے دیکھا ہے اِک سہانا خواب

اُس کو حاصل ہے دولتِ دارین اُس کا ہر لمحہ جاودانی ہے
جِسے نِسبت ہے رُوحِؐ عالم سے ایسا اِنسان غیر فانی ہے

جو گناہوں پہ اَشکبار رہے قابلِ رشک ایسی ہستی ہے
سرد ہوتی ہے آتشِ دوزخ رَحمتوں کی گھٹا برستی ہے

ایک اِک لمحہ زندگانی کا شوق کے قافلوں میں رہتا ہے
دِل مسافر ہے راہِ طیبہ کا درد کی منزلوں میں رہتا ہے

لذّتِ سوز بھی عطا اُنؐ کی درد مندی بھی ہے کرم اُنؐ کا
اُس کو حاجت نہیں کِسی شے کی ہے مقدّر میں جِس کے غم اُنؐ کا

اُنؐ کے لُطف و کرم کے ہیں انداز مُجھ کو بخشا ہے جو دِل بیتاب
میری پلکوں پر جگمگاتا ہے ایک آنسو کہ ہے دُرِ نایاب

مُجھ کو بخشش کا مِل گیا مژدہ اشکِ غم میرے کام آئے ہیں
ہُوئی مقبول آہِ نیم شبی رَحمتوں کے پیام آئے ہیں

دَر و بامِ حرم کا ہر منظر کیف بن کر دِلوں میں رہتا ہے
دِل مسافر ہے راہِ طیبہ کا لُطف کی وادیوں میں رہتا ہے

کوئی نیکی نہیں مرے پلّے عمر ناکام ہوئی جاتی ہے
سفرِ راہِ عدم ہے در پیش زِیست کی شام ہُوئی جاتی ہے

منکشف حال ہے سب کا اُنؐ پر آپؐ کو سب کی خبر ہوتی ہے
اُنؐ کی ہی چشمِ عنایت کے طفیل ہم غریبوں کی بسر ہوتی ہے

ہے لقب اُسؐ کا رحمتِؐ عالم درد مندوں کا جو سہارا ہے
اَشک نے دی ہے پھر صدا اُسؐ کو درد نے پھر اُسےؐ پکارا ہے

صُبح روشن ہے اُنؐ کے جلووں سے شام یادوں سے گُل بداماں ہے
ذکر محبوبِؐ کبریا سے مِری منزلِ زِیست میں چراغاں ہے

——— حافظ لدھیانوی

کیفیاتِ حضوری

زندگی کو شعور مِلتا ہے رُوح کو اِک سرور مِلتا ہے
آستانِ حبیبؐ عالم پر جو بھی مانگو، ضرور ملتا ہے

سیّدِ مُرسلیں کے روضے پر حاضری کا شرف نصیب ہُوا
جسم پر کپکپی سی طاری تھی جب مواجہہ کے میں قریب ہُوا

لاج رکھ لی ہے میرے اشکوں کی درد کی آبرو بڑھائی ہے
سوزِ عشقِ نبیؐ! ترے قرباں حرمِ پاک تک رسائی ہے

چند آنسو تھے دیدۂ تَر میں جنھیں دربارِ پاک میں لایا
رحم کر مجھ پہ اے حبیبِؐ خدا! ہے یہی عمر بھر کا سرمایہ

مِلا ہے گوہرِ مقصود مجھ کو متاعِ زِندگانی مل گئی ہے
مِلی ہے جب سے اِس دَر کی غلامی حیاتِ جاودانی مل گئی ہے

دیکھ کر روضۂ حبیبِؐ خدا اور ہی کیفیت ہُوئی دِل کی
عالمِ وجد میں ہے جانِ حزیں سامنے روشنی ہے منزل کی

دِلِ مجبور کیوں پریشاں ہے سامنے ہے کرم کا دروازہ
کِس قدر غمگسار ہیں سرکارؐ غیر ممکن ہے اِس کا اندازہ

وجہ تسکیں ہے روضۂ اطہر دیدنی ہے حرم کا نظارہ
آنکھ محوِ جمال رہتی ہے اس کا ہر نقش ہے جہاں آرا

رات دِن تھا سرور کا عالم کیف میں زندگی گزرتی تھی
سامنے تھا حرم کا نظارا رُوح میں روشنی اُترتی تھی

حاضری کا شرف مِلا جب سے رُوح میری حرم میں رہتی ہے
ہر گھڑی میری زندگانی کی ایک شاداب غم میں رہتی ہے

کِس قدر دِل نشیں ہے شامِ حرم — منظرِ صبح کیا سہانا ہے
نُور سے اس کے ہے جہاں معمور — موجِ الطاف جاوِدانہ ہے
یہ روضۂ ہے حبیبِؐ کبریا کا — ہے جلوہ گا یہ خیر البشرؐ کی
یہاں ہر اِک کو مِلتی ہیں پناہیں — یہی منزل ہے اربابِ نظر کی
ہجر کے دِن بھی ہم نے دیکھے ہیں — لذّتِ درد بھی اُٹھائی ہے
آنکھ دیدار سے ہوئی سرشار — زِیست میں وہ گھڑی بھی آئی ہے
قلبِ مضطر کو مِل گیا ہے سکُوں — رُوحِ بے تاب کو قرار آیا
جو بھی پہنچا حضورؐ کے دَر پر — مست و سرشار و کامگار آیا
رُوکشِ خلد تھا جمالِ حرم — حیرت افروز تھا یہ نظّارا
دِل پہ بارانِ نُور ہوتی تھی — آنکھ کو دِید کا نہ تھا یارا
سبز گنبد پہ بارشِ انوار — صبح دیکھی ہے، شام دیکھی ہے
ہم نے ہر سمت شہرِ طیبہ میں — رحمتِ حق مدام دیکھی ہے
جب کوئی مدینے سے جُدا ہوتا ہے — کیا کیا نہ مقدّر سے گِلہ ہوتا ہے
رُخصت کا وہ عالم نہیں دیکھا جاتا — ہر گام پہ اِک حشر بپا ہوتا ہے
اِس اُمت عاصی کا سہارا تُوؐ ہے — ماں باپ سے، اولاد سے پیارا تُوؐ ہے
ہے رحمتِؐ عالم تریؐ ذاتِ اقدس — ہے بخت پہ سو ناز ہمارا تُوؐ ہے
افکار و خیالات کا پیکر تُوؐ ہے — جو پیکرؐ رَحمت ہے سراسر تُوؐ ہے
ہے لاج ترےؐ ہاتھ گنہگاروں کی — محبوبِؐ خدا، شافعؐ محشر تُو ہے
آستاں جب قریب ہوتا ہے — ایک منظر عجیب ہوتا ہے

سبز گنبد کو دیکھنے والا کِس قدر خوش نصیب ہوتا ہے

اور ہی رنگ ہے نِگاہوں میں اور ہی کیفیت ہے سینے کی

ہیں عبادت میں لذّتیں کیا کیا برکتیں ہیں یہ سب مدینے کی

ہُوئی بختِ رسا سے باریابی سکُونِ دِل میتّسر آگیا ہے

مِلی تپتے ہُوئے جِسموں کو راحت سروں پر ابرِ رَحمت چھا گیا ہے

مِری خوش بختی معراج دیکھو بُلایا ہے رَسولِ ہاشمی نے

چمک اُٹھا ہے قسمت کا ستارا ہُوئے تابندہ اَشکوں کے نگینے

آستانِ حضورؐ پر ہم نے سب کے دامن بھرے ہُوئے پائے

اُنؐ کی شانِ سخا، تعالیٰ اللہ! شاد کام آئے، بامراد آئے

رُوحِ مضطر کو مِل گئی راحت جانِ بے تاب نے سکوں پایا

بارگاہِ رسولِ اکرمؐ میں خواہشِ دِل سے بھی فزوں پایا

درِ رَحمت پہ جو بھی آتا ہے گوہرِ اشک ساتھ لاتا ہے

یہ وسیلہ ہے جو بوقتِ ثنا پیشِ سرکارؐ کام آتا ہے

شہرِ طیبہ کی حسیں راہوں پر ہم نے رَحمت کے خزانے دیکھے

عہدِ اِسلاف نظر سے گزرا جب بھی وہ نقش سُہانے دیکھے

بارگاہِ نبویؐ سے رُخصت

الوداع! اے مقامِ نکہت و نور — الفراق! اے متاعِ دیدہ و دل
آخری ہے نگاہ روضے پر — دید جس کی ہے زیست کا حاصل

ہے سلام آخری مواجہہ پر — میری نظروں میں ہے غمِ دوری
مرکزِ نور سے جداً ہو کر — خوں رُلائے گا دردِ مہجوری

تھے نگاہوں میں جلوہ ہائے حرم — وقتِ رُخصت عجیب تھا منظر
جھلملانے لگے ستارے سے — میری بوجھل اُداس پلکوں پر

رُخصت اے وادیِ سکون و قرار — الوداع! اے دیارِ کیف و سرور
دِل دھڑکتا ہے، آنکھ پُرنم ہے — چھوڑ کر جا رہا ہُوں شہرِ حضورؐ

سحر ایسی نصیب کب ہوگی — دِل کی تاریکیاں جو دُور کرے
اِن فِضاؤں کو چھوڑ جانا ہے — کیا مِرا قلبِ ناصبور کرے

وقتِ رُخصت عجیب تھا منظر — درِ اقدس بہ چشمِ نَم دیکھا
اِک قیامت گزر گئی جاں پر — مُڑ کے جب جانبِ حرم دیکھا

جتنے ہیں حجابات، اُٹھا دیتی ہے — بگڑی ہُوئی تقدیر بنا دیتی ہے
ایسی ہے ترےؐ دَر پہ دُعا کی تاثیر — اللہ سے بندوں کو مِلا دیتی ہے

تابندہ رہ و رسمِ وفا رکھی ہے — پابندیِ تسلیم و رَضا رکھی ہے

جس در کا بھکاری ہے زمانہ سارا اُس دَر سے ہی اُمید لگا رکھی ہے
گر مجھ پہ عنایت کی نظر ہو جائے پھر سُوئے حرم میرا سفر ہو جائے
برسوں کی ریاضت سے ہے افضل وہ پل جو پل کہ حضوری میں بسر ہو جائے

——— حافظؔ لدھیانوی

حافظؔ لدھیانوی کے "نعتیہ قطعات" کا گرانقدر ذخیرہ میرے سامنے ہے۔ اِس تصنیف کے چیدہ اشعار اپنے مجموعہ انتخاب نعت میں منتقل کر رہا ہوں۔

حافظؔ لدھیانوی پہلے شاعر ہیں جنہوں نے "نعتیہ قطعات" کا مکمل مجموعہ تخلیق کیا ہے اِس مجموعے میں موصوف نے جذب و کیف سے سرشار ہو کر اپنے واردات و کیفیاتِ قلبی کو الفاظ کا حسین لباس پہنایا ہے۔ کلام سے مترشح ہے کہ شاعر کو نعت بطور انعامِ ایزدی عطا کی گئی ہے، اور وہ اطمینان، یقین اور مشاہدات و جذبات سے مغلوب ہو کر جب قلم اُٹھاتے ہیں تو اِس سے محبّت و عقیدت کے خوشبودار گلرنگ اشعار جنم لیتے ہیں۔

شاعر کے نعتیہ ادب میں سچّائی ہے، خلوص ہے اور جذباتی وابستگی ہے۔ وہ ایک سچّے اور پکّے مسلمان ہیں اور اُن کے کلام میں ایک ایسا پُرکشش اثر ہے جو دِلوں کو مسخّر کرتا چلا جاتا ہے۔

——— مؤلف

ثنائے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دِل پہ بارانِ نُور کا ہے نزول   کِس قدر ہے لطیف غم تیراؐ

تیریؐ مِدحت میں رَوز و شب گُزرے   مجھ پہ کِس درجہ ہے کرم تیراؐ

رشکِ جنّت دیارِ طیبہ ہے   نغمۂ رُوح نامِ پاکِ نبیؐ

درِ اقدس نِگاہ کی معراج   دید ہے جِس کی زندگی میری

—— حافظ لدھیانوی

حضوری کا ایک لمحہ

ہر ایک ساعتِ خوش رنگ ہے نِگاہوں میں   اِس ایک ایک گھڑی کا سرور ہے اب تک

ابھی قیامِ حرم سے نِگاہ ہے شاداب   تخیلات میں اس کا ظہور ہے اَبتک

وہ عطر بیز فضائیں دیارِ رَحمت کی   وہ قربِ سیّدؐ عالم کے عنبریں لمحات

وہ رَوز و شب کا تصور بھی دِل سے محو ہوا   کچھ ایسے کیفِ مسلسل میں ڈھل گئے اوقات

فضائیں لُطف و کرم کی نظر سے گزری ہیں   نِگاہِ شوق نے کیا خواب دِلنشیں دیکھے

عطائے خاص کا جو لمحہ تھا حضوری کا   اِس ایک لمحے میں صد گلشنِ حسیں دیکھے

یہاں آرام فرما ہیں جنابِ رَحمتِؐ عالم   اِسی باعث تو رحمت کا نشاں شہرِ مدینہ ہے

یہیں سے اہلِ دِل کو درد کی خیرات مِلتی ہے — متاعِ شوق بہرِ عاشقاں، شہرِ مدینہ ہے

بزمِ حرم کی ہر اِک ساعت — لُطف سراسر، خیر سراسر

حشر میں ہوگا اِنشاء اللہ — سایۂ کناں دامانِ پیمبرؐ

—— حافظ لدھیانوی

شہرۂ آفاق تصنیف محمدؐ ۹۲" راجہ رشید محمود کے قطعات پر مشتمل ہے۔ اِس کتاب کے پُر شوق مطالعہ کے بعد میں نے مندرجہ ذیل اشعار منتخب کئے۔ خدا تعالیٰ راجہ رشید محمود کو اُن کی اِس خوبصورت کاوش پر اَجرِ عظیم عطا کرے۔ (آمین)

—— (مؤلف)

دِل میں یادِ شہہؐ والا ہو فزوں اور فزوں — سبز گنبد کو نِگاہوں میں سمائے رکھنا

شہرِ طیبہ کی زیارت نہیں ہوتی جب تک — آرزوؤں کا حسیں شہر بسائے رکھنا

مُجھ پہ احسانات ہیں خالقِ کے بے حدّ و شمار — یہ تو ناممکن ہے مُجھ سے، حق کروں اُن کا اَدا

بس یہ اِک صُورت تشکر کی جو نظر آئے مُجھے — یادِ آقاؐ سے کوئی خالی نہ ہو لمحہ میرا

منبر و مسجد، ریاض الجنۃ اور قدمینِ پاک — جالیاں وہ نور کی، وہ سبز گنبد اور وہ گھر

رہ گیا ہے دِل وہیں، لیکن چلا آیا ہُوں میں — حال کیا سب کا یہی ہوتا ہے طیبہ دیکھ کر

نااُمیدی کا کام کیا دِل میں — میرے احوال سے ہیں وہؐ محرم

میں منّاتا رہا تو سُن لیں گے — میرے سرکارؐ اِلتجائے کرم

پھیلتی بڑھتی ہوئی میری تمناؤں کی بیل
قلب کی دیوار پر نشوونما پاتی ہے کیوں

خواہشِ دیدارِ طیبہ، تو مری پوری ہوئی
آنکھ کی حسرت کو مٹنا تھا، بڑھی جاتی ہے کیوں؟

جسم کی تطہیر تو لازم ہے ہر اِنسان کو
ہے مزا اِس میں، کرے جب رُوح بھی اکثر وضو

سچ کہوں پاکیزگی کی اِنتہا ہے یہ رشیدؔ
آنکھ کے رَستے کرائے ذِکرِ پیغمبرؐ وضو

جب کوئی غم خوار و مُونس ہو، نہ کوئی رَازدار
شدّتِ یاس و اَلم میں کِس سے دِل کی بات ہو

مَیں کہ اِنسانوں کی بستی میں بھی تنہا ہُوں رشیدؔ
مَر ہی جاؤں گر نہ یاد آقاؐ کی میرے ساتھ ہو

کب خُدا پہنچائے گا، کیسے وہاں پہنچوں گا مَیں؟
تھا بہت بے چین طیبہ دیکھنے کے واسطے

جا کے لَوٹ آیا، تو پہلے سے فزوں ہے اِضطراب
اب کہاں ہے چین ممکن، اب تو دیکھ آیا اُسے

—— راجہ رشیدؔ محمود

ذیل میں چار خوبصورت رُباعیاں درج کر رہا ہُوں۔ یہ رونقؔ بدایونی کی زرخیزیِ دماغ اور روشنیِ قلب کی پیداوار ہیں۔ اِن کی تعریف سے مؤلف کا قلم عاجز ہے۔ خدا تعالیٰ رونقؔ کے رُوحانی درجات بلند فرمائے (آمین)

—— مؤلف

تُو چاہے، تو موجوں کو سفینہ کر دے
تُو چاہے، تو پتّھر کو نگینہ کر دے

یا تُو مجھے پہنچا دے مدینہ، یا ربّ!
یا پھر دِلِ مضطر کو مدینہ کر دے!

اللہ مجھے عشقِ دَوامی دے دے!
ناچیز کو یہ شانِ گرامی دے دے!

نیا کو عطا کر دے جہاں کی شاہی!
مجھ کو درِ احمدؐ کی غلامی دے دے!

للہ کا احسان ہے، اِنساں ہُوں میں
پھر اِس پہ کرم اور، مُسلماں ہُوں میں

قِسمت پہ مجھے ناز نہ کیوں ہو رونقؔ!
آقائےؐ دو عالم کا ثناء خواں ہُوں میں

نیا کی ہر اِک عظمت و رِفعت دے دی
محبوبِؐ دو عالم کی محبّت دے دی

ب کونسی دولت ہے، جو حق سے مانگوں
سب سے بڑی اِیمان کی دولت دے دی

آپ اپنا جواب ہوتے ہیں
حق میں وہ باریاب ہوتے ہیں

و بھی رہتے ہیں مُصطفیٰؐ کے قریب
حق کا وہ اِنتخاب ہوتے ہیں

____ نعیؔم میرٹھی

حِصّہ فارسی

نوازشِ دِل ماکن! کہ دِل نواز توئی　　بساز کارِ غریباں! کہ کارساز توئی

"میدانِ عرفات کے جلال اور رب الرحیم کی بخشش کی اُمید کا تاثر جس سے ایسا گریہ طاری ہوتا ہے کہ رُکنے میں نہیں آتا"

یارب! چہ چشمہ ایست محبّت، کہ من ازاں　　یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

(اے رب! محبت کیسا چشمہ ہے کہ میں نے اِس میں سے ایک قطرہ پانی پیا اور پھر رو رو کر دریا بہا دیا۔)

مزدلفہ میں حجاج ریت سے سنگریزے تلاش کرتے ہیں، گِن گِن کر رُومالوں میں باندھ لیتے ہیں۔ یہ ایک طرح سے رضائے الٰہی حاصل کرنے کا جنون اور عشق ہے۔

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں　　شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

(لیلیٰ تک پہنچنے کے راستے میں جان کو بے شمار خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ اِس راہ پر پہلا قدم اُٹھانے کی شرط یہ ہے کہ تُو مجنوں بن جائے۔)

—— رونقؔ بدایونی

فرخندہ منزلے کہ درو کردۂ مقام　　خوش وادیٔ کہ سُود، بہ سم براقِ تُو

ترجمہ: وہ منزل کتنی مبارک ہے کہ جس میں آپؐ نے قیام فرمایا ہے۔ وہ وادی کتنی عمدہ ہے جِس میں آپؐ کے براق کے سموں کے نشانات ہے۔

جانم فِدائے دیدہ، کہ رُوئے تُو دیدہ است　　قربانِ پا شوم، کہ بکوئتؐ رسیدہ است

ترجمہ: میری جان اُن آنکھوں پر قربان جنھوں نے آپؐ کے رُخِ مقدّس کی زیارت کی۔ میں ان پاؤں پہ قربان جو تیرے کوچے میں پہنچے۔

منم و ہمیں تمنّاؔ، کہ بوقتِ جاں سپردَن　　بہ رُخِ تُو دیدہ باشم، تُو دَرونِ دیدہ باشی

(ترجمہ: مَیں ہُوں اور میری یہ تمنّا ہے کہ اپنی جان قربان کرتے وقت میں ترےؐ سامنے آنکھیں بن جاؤں اور تُو اِن آنکھوں میں سما جائے۔)

مبارک منزلے کا آں خانہ را ما ہے چنیں باشد　　ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

ترجمہ: وہ منزل کتنی مبارک ہے کہ اِس میں ایسے محبوبؐ کا قیام ہو اور وہ سلطنت کتنی خوش بخت ہے کہ اُس میں ایک عرصہ ایسا شہنشاہؐ رہا ہو۔

اگر خیریتِ دُنیا و عقبیٰ آرزو داری　　بدر گاہشؐ بیا و ہرچہ می خواہی، تمنّا کُن

ترجمہ: اگر تُو دُنیا اور آخرت میں خیریت کی آرزو رکھتا ہے تو اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اور جو چاہے مانگ۔

مندرجہ بالا فارسی کے پانچ نعتیہ اشعار میں نے پروفیسر سلیمان اشرف صدر شعبۂ اِسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی تصنیف "النج" سے لئے ہیں اللہ تعالیٰ مصنف کے درجاتِ رُوحانی بلند فرمائے۔ (آمین)

ـــــ رونقؔ بدایونی

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ سچّے اور پکّے عاشقِ رسول ؐ ہیں۔ اَغلب ہے۔ کہ اُن کی یہ دِلپذیر نعت اِس سے پہلے بھی میرے انتخاب میں ایک سے زائد بار درج ہو چکی ہے، لیکن کیا کروں کہ جب بھی یہ نعت مُجھے پڑھنے یا سُننے کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ لکھنے بیٹھ جاتا ہوں اور لکھتے لکھتے بار بار اشکبار ہو جاتا ہوں۔

ـــــ مؤلفؔ

زِ رحمت کُن نظر، برحالِ زَارم، یارسول ؐ اللہ! ۔۔۔ غریبم، بے نوائیم، خاکسارم، یارسول ؐ اللہ

زِ داغِ ہجر توؐ، کے دِل فگارم، یارسول ؐ اللہ ۔۔۔ بہارِ صد چمن دَر سینہ دارم، یارسول ؐ اللہ!

توئیؐ تسکینِ دِل، آرامِ جاں، صبر و قرارِ من ۔۔۔ رُخِؐ پُرنُور بہ نما! بیقرارم، یارسول ؐ اللہ!

بیا پے گر نہ باشد، گاہے گاہے ۔۔۔ رُخِؐ پُرنور بہ نما! بیقرارم، یارسول ؐ اللہ!

توئیؐ مولائےؐ من، آقائےؐ من، والیؐ جانِ من ۔۔۔ توؐ می دانی! کہ جز توؐ کَس ندارم، یارسول ؐ اللہ!

ـــــ عبدالرحمٰن جامیؔ

مسرت کردم، بہ میدانِ شفاعت ۔۔۔ نظر فرما! بہ خواہانِ شفاعت

گدایانِ دَرتِ را یاد آریؐ ۔۔۔ بروزِ حشر بر خوانِ شفاعت

بحالِ کافیؔ مسکیں کرم کُن ۔۔۔ کہ شایانِ بسامانِ شفاعت

ـــــ کافی شہیدؔ

محمد جان قدسی کی مشہورِ زمانہ نعت پہلے بھی میرے انتخابِ نعت میں ایک سے زائد بار آ چکی ہوگی۔ آج اِسے ماہنامہ نعت کے شمارہ جون ۱۹۸۸ء کے آخری صفحہ پر دیکھا۔ تو میرا قلم اِسے لکھ لینے کیلئے پھر مچل گیا۔

____ مؤلف

____ مؤلف

مرحبا! سید مکی، مدنی العربی ۔۔۔ دِل و جاں باد فدائت، چہ عجب خوش لقبی

منِ بیدل، بہ جمالِ تو، عجب حیرانم ۔۔۔ اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

چشمِ رحمت بکشا! سوئے من انداز نظر! ۔۔۔ اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

بر درِ فیضِ تو اِستادہ بصد عجز و نیاز ۔۔۔ زنگی و رُومی و طوسی و عراقی عجمی

ذاتِ پاکِ تو، چو در ملکِ عرب کرد ظہور ۔۔۔ زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی

نخلِ لستانِ مدینہ، زِ تو سرسبز مدام ۔۔۔ زیں شدہ شہرۂ آفاق، بہ شیریں رُطبی

نسبتے نیست، بہ ذاتِ تو، نبی آدم را ۔۔۔ بہتر از آدم و عالم، تو چہ عالی نسبی

شبِ معراج، عروجِ تو، زِ افلاک گذشت ۔۔۔ بہ مقامے کہ رسیدی، نرسد ہیچ نبی

ماہم تشنۂ لبانیم و، توئی آبِ حیات ۔۔۔ رحم فرما! کہ زِحد می گزرد تشنہ لبی

عاصیانیم! زِما، نیکی اعمال چہ پُرس! ۔۔۔ سوئے ماروئے شفاعت بکن ازبے سببی

نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم ۔۔۔ زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

سیّدیٔ! انتَ حبیبی، و طبیب قلبی ۔۔۔ آمدہ سُوئے تو قدسیؔ، پئے درماں طلبی

____ محمد جاں قدسیؔ

روضۂ رسالت مآب حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے

مواجہہ شریفہ کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار

یَا خَیرَ مَن دُفِنَت فِی التُّربِ اَعظُمُہٗ

فَطَابَ مِن طِیبِہِنَّ القَاعُ وَ الاَکَمُ

نَفسِی الفِدَاءُ لِقَبرٍ اَنتَ سَاکِنُہٗ

فِیہِ العَفَافُ وَفِیہِ الجُودُ وَالکَرَمُ

ترجمہ

اے بہتر اُن سب سے جن کے جسم مبارک خاک میں مدفون ہوئے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور اُن کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں

میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سکونت فرما ہیں

اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے، اور اسی میں بخشش و سخاوت اور کرم و مہربانی ہے